READING SECTION
Online Library For Pakistan
WWW.PAKSOCIETY.COM
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Downloaded from https://paksociety.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ اداریہ ﴾

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ..................

بے زبانوں کو جب وہ زبان دیتا ہے......

پڑھنے کو پھر وہ قرآن دیتا ہے......

بخشش پہ آتا ہے جب امت کے گناہوں کی......

تحفے میں گناہ گاروں کو رمضان دیتا ہے......

رحمت بے کراں، راحت عاشقاں، ماہ رمضان، الحمد اللہ سایہ فگن ہے......اللہ سبحان تعالی کا فرمان ہے کہ رمضان میرا مہینہ ہے اور اس کا اجر بھی میں دونگا......

دوستو! رمضان المبارک کا مہینہ اوپر سے شدید گرمی اور پھر بے تحاشا لوڈشیڈنگ.........................مگر بحیثیت مسلمان ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ماہ رمضان تو مہینہ ہی صبر و برداشت کا ہے رمضان رحمتوں اور برکتوں کی انوار کا مہینہ ہے......لہذا اس ماہ کی برکتیں اور رحمتیں سمیٹنے کے لیے ضروری ہے کہ مشکل سے مشکل گھڑی میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور روزہ کی اصل روح یعنی تقوی کو حاصل کر سکیں۔

اب بات کرتے ہیں میگزین کی تو جناب!......جذبات اور احساسات جب لفظوں کا پیراہن پہن لیں تو صفحہ قرطاس پر بکھرے موتی ایک گلدستہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں پھر بلا شبہ اس گلدستہ کو" ست رنگ میگزین" کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا..................جی ہاں بزمِ رونق اور محفل جان "ست رنگ میگزین" کا رمضان اور عید اسپیشل "بے شمار ست رنگی دلچسپ سلسلوں سے مزین آپ قارئین کی نذر ہے......اور امید واثق ہے کہ یہ اسپیشل نمبر آپ سب کی امیدوں پر پورا اترے گا کیونکہ اس میں شامل اسپیشل رمضان عید سلسلوں نے میگزین کو چار چاند جو لگا دیئے ہیں......اور بلا شبہ یہ ہمارے ان تمام ساتھیوں کی محنت، خلوص اور محبت کا ثمر ہے جو ہر گھڑی، ہر لمحہ ہمارے ساتھ ہیں......

جس پر ہم شکر گزار بھی ہیں اپنے ان تمام محترم اور معزز ساتھیوں کے جن کی معاونت ہمارے لیے دھوپ میں سائے کی سی حیثیت رکھتی ہے......

گذشتہ شمارے کی پسندیدگی پر ہم آپ سب کے بے حد مشکور ہیں، اور دعا گو ہیں کہ اللہ پاک اس ماہ مقدس کی برکات کے فیض ہم سب کی مشکلات، مسائل، پریشانیاں اور بیماریاں دور فرمائے (آمین) ......اور گزارش ہے کہ رمضان اور عید کی خوشیوں میں ان لوگوں کو ہرگز نہ بھولیں جو غربت، افلاس، بیماریوں اور مجبوریوں کے سبب ان خوشیوں سے کوسوں دور ہیں..........

آپ سب کو پاکستان اور پاکستان سے باہر رہنے والے مسلمانوں کو اڈوانس عید کی خوشیاں مبارک......

خوش رہیے اور دوسروں میں خوشیاں بانٹتے رہیے۔

جزاک اللہ خیر......

دعا گو: علینہ ملک

☆......☆......☆

Downloaded from https://paksociety.com

فہرست

ایڈیٹر۔علینہ ملک ۔عدیلہ سلیم۔کہکشاں صابر

میگزین کمپوزر۔علینہ ملک

میگزین کور ڈیزائنگ اینڈ ایڈیٹنگ ۔کہکشاں صابر

میگزین ڈیزائنر۔عدیلہ سلیم

2-اداریہ......علینہ ملک

☆☆☆

مضامین۔کالم۔

4-صدقہ اور رمضان......ثمرین یعقوب
8-رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ......حوریہ ایمان
13-روزہ اور صبر......علینہ ملک
17-رمضان کی برکتیں......عنبرین اختر
47-دامن مصطفی ﷺ......کہکشاں صابر
76-ہتھیار ڈالنا، جھک جانا......ساریہ چودھری
102-آج عید کا دن ہے......کہکشاں صابر
108-اس راہ کو کیا نام دوں......درصدف ایمان

سلسلے وار ناول۔

61-زندگی کانچ کا کھلونا ہے(قسط نمبر 2)......ساریہ چوھدری
133-عشق سنگ مرمر سا(قسط نمبر 4)......اقراء عابد
155-بند قبا کھلنے لگی جاناں(قسط نمبر 6)......سعدیہ عابد
189-تیرے بن جی نہ سکے(قسط نمبر 6)......نعیم سجاد

☆☆☆

افسانے۔

22-برستی آنکھیں......معصومہ ارشاد سولنگی
51-ادھورا جہاں......ارم فاطمہ
78-عام آدمی......میرب خان
80- گھر......حوریہ ایمان ملک
84-عیدی......عروشمہ خان عروش
88-ایک سایہ فگن......غزل شاہین
90-اب کے تجدید وفا کا نہیں امکان جاناں......سارا احمد
106-امتحان......فضہ عادل
110-خوشیاں عید کی......عنبرین اختر
120-میری عید ہے تو......راحیلہ بنت مہر علی شاہ
126-نعمتوں کا ادراک......ام نسیبہ
129-رشتے......راحیلہ بنت مہر علی شاہ
146-نئی ڈش......عائشہ احمد
173-نم......ثناء عارف
216-محبوب یا محب......ساریہ چودھری
226-پیغام ماہ عید......مریم مرتضٰی
244-راہ راست......سارہ شبیر

☆☆☆

246-انٹرویو۔عرفان راے......ترتیب محمد ناصر

☆☆☆

رنگ بہاراں۔

262-نظم......آمنہ نثار
263-غزل......نازیہ بتول رضا
264- غزل......ماریہ بتول
265-غزل......عنبرین اختر
266- نظم......سارہ شبیر
267-غزل---عادل تسلیم۔رابعہ ثناء(لاہور)
268-غزل---فری ناز خان (کراچی)
268- نظم----رخسار رشید کشمیری۔ماریہ بتول
269- نظم----ہاجرہ عمران خان

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆صدقہ اور رمضان☆

تحریر: ثمرین یعقوب

صدقہ وخیرات وہ مال ہے جو اللہ کی رضا کے لئے غریب ومسکین لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ وعشر اور صدقہ فطر تینوں واجب ہیں۔ جو ان تینوں میں سے کسی ایک کو ادا نہ کرے گا، سخت گنہگار رہوگا۔ ان کے علاوہ بھی راہِ خدا میں صدقہ وخیرات کرنے کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے اور دنیا وآخرت میں اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات کی فضیلت کا علم ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیثِ مبارکہ سے ملتا ہے:

1۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رمضان میں صدقہ کرنا افضل ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کو وہ صدقہ وخیرات زیادہ پسند ہے جو زندگی اور صحت کی حالت میں کیا جائے۔“ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”زندگی اور تندرستی کی حالت میں ایک درہم خیرات کرنا موت کے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔“ (ابوداود)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ وخیرات کرنے سے آنے والی بلائیں اور مصیبتیں رک جاتی ہیں، لہٰذا صدقہ وخیرات میں جلدی کرو۔“

صدقہ، وخیرات کرنے والوں کے لیے اللہ کے فرشتے بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ہر روز دو فرشتے زمین پر اترتے ہیں، ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! سخی اور خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما، دوسرا کہتا ہے، اے اللہ! بخیل کا مال ضائع کردے۔“ (بخاری: ۱۴۴۲)

Downloaded from https://paksociety.com

صدقہ کی فضیلت قرآن کریم میں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: (وما خلقت الجن والانس الالیعبدون) [الذریات: ۶۵] اور عبادت مجموعہ ہے بدنی اور مالی عبادت کا۔ اسلام میں کلمۂ شہادت کے اقرار کے بعد نماز اور روزہ کا تعلق بدنی عبادت سے ہے تو زکوٰۃ کا تعلق صاحب استطاعت پر مال سے ہے اور حج کا تعلق مال اور بدن دونوں سے ہے۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کی بخشی ہوئی جسمانی اور مالی دونوں نعمتوں کو اللہ کے راستہ میں لگائے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں 82 مرتبہ نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ صاحب استطاعت پر فرض ہے یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے 85 گرام سونا یا 298 گرام چاندی یا اس کے برابر فاضل دولت عطا فرمائی ہے اور اس پر ایک سال گزر چکا ہے تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے کہ وہ اس میں سے یا اس کی قیمت میں سے اڑھائی فیصد اللہ کے راستہ میں مستحقین پر خرچ کردے۔ عموماً لوگ یہ فریضہ رمضان المبارک میں ادا کرتے ہیں تاکہ اس سے رمضان المبارک کے بے پایاں کے بے پایاں اجر وثواب سے مستفید ہوسکیں۔ کیونکہ رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ غیر رمضان میں دس درجہ سے شروع ہوکر سات سو تک پہنچتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اس کے ثواب میں بے حساب اضافہ کرتا ہے۔ زکوٰۃ تو اہل نصاب پر فرض ہے مگر صدقہ وخیرات کی اہمیت ہر مسلمان کے لیے ہے' خواہ وہ صاحب زکوٰۃ ہو یا نہ ہو۔ ماہ رمضان المبارک میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے صدقہ وخیرات اور خود سخاوت فرماتے تھے۔ احادیث میں ہے کہ "ہمارے پیارے نبی صلی علیہ وآلہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ خیر کے کاموں میں سبقت لے جاتے تھے۔" (بخاری: ۰۹۱)

اس سلسلہ میں چند آیات اور احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: [مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ] (بقرہ: ۱۶۲) "جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال

Downloaded from https://paksociety.com

اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا: [یا یہا الذین امنوا انفقوا مما رزقنا کم] (بقرہ: ۲۵۴ "(اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو' اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی اور نہ شفاعت اور کافر ہی ظالم ہیں۔"

یہاں اہل ایمان سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ کے دیئے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ آنے والا دن وہ ہے کہ نہ وہاں خرید و فروخت کر سکتے ہیں نہ دوستیاں کام دیں گی نہ سفارشیں کام آئیں گی' وہاں ایمان و عمل صالح کے علاوہ کوئی چیز کام آنے والی نہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے: [ومن یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون] (الحشر: ۹) "بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔" یعنی بخل اور کنجوسی سے بچ کر اللہ کی راہ میں سخاوت اور فیاضی سے کام لو۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے دیئے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنے کو قرض حسنہ دینے سے تعبیر کیا ہے اور اسے بڑھا چڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: [من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا] (بقرہ: ۲۴۵) "ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے' اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

عموماً آدمی کو مرتے وقت احساس ہوتا ہے کہ کاش میں اپنی زندگی میں یہ مال و دولت اللہ کے راستے میں خرچ کر کے اپنی آخرت بنا لیتا تو اچھا تھا مگر میں نے زندگی میں یہ نہیں کیا' اگر مجھے ایک لمحہ کی مہلت مل جائے تو میں ساری دولت اللہ کے راستے میں خرچ کر دوں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: [وانفقوا مما

Downloaded from https://paksociety.com

رزقنکم من قبل اَن یاَتی اَحدکم الموت](المنافقون:۱۰) "اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا اس میں سے ہماری راہ میں اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے 'اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کے لیے مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔" لیکن وقت مقررہ آنے کے بعد اس میں ایک لمحہ کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:[فھذا جاء اجل لایستاَ خرون ساعۃ ولایستقدمون](یونس:۹۴)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کو وہ صدقہ و خیرات زیادہ پسند ہے جو زندگی اور صحت کی حالت میں کیا جائے۔" (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "زندگی اور تندرستی کی حالت میں ایک درہم خیرات کرنا موت کے وقت سو درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے۔" (ابوداود)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ و خیرات کرنے سے آنے والی بلائیں اور مصیبتیں رک جاتی ہیں' لہذا صدقہ و خیرات میں جلدی کرو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہر روز دو فرشتے زمین پر اترتے ہیں، "ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! سخی اور خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما' دوسرا کہتا ہے' اے اللہ! بخیل کا مال ضائع کر دے" (بخاری:۱۴۴۲)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ☆

تحریر: حوریہ اے (شکارپور)

مہمان بن کر آ رہا ہے۔۔۔رحمت بھی سنگ لا رہا ہے

منتظر ہیں مؤمن جس کے۔۔ ماہِ رمضان آ رہا ہے

رمضان کریم کی اہمیت و فضیلت کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ

یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو (البقرۃ 183)

اللہ کی نظر میں بہترین انسان وہ ہے جو متقی ہو اور پھر رمضان المبارک میں تو اللہ پاک ہمیں خود موقع فراہم کر رہے ہیں کہ تم تقویٰ اختیار کرو ہم لوگ اکثر کہتے رہتے ہیں کہ یہ بہت مشکل ہے، ہم سے نہیں ہوتا یا یہ وجہ بنا دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں کا ماحول ایسا نہیں ہے، ہم نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ تو رمضان المبارک میں تو ہمیں باقاعدہ ماحول بنا کے دیا جاتا ہے ہر سو ایک جیسا ہوتا ہے پھر اللہ نے ہمیں خود طریقے بتا دیئے ہیں ہمارے لیے خود ہی اس چیز کو آسان بنا کر ہمیں دے دیا ہے ایسا نہیں ہے کہ یہ چند دنوں کے لیے ہے ایک ماہ کسی بھی ٹریننگ کے لیے بہت ہوتا ہے اگر چہ انسان عمل کرنا چاہے پھر دیکھیے اللہ نے صرف موقع فراہم نہیں کیا ہر ہر کام کے بدلے میں اجر و ثواب کی نوید بھی دی ہے۔۔ اتنی بڑی opertuanity کیا کہیں اور ملے گی؟ ہر گز نہیں اور ایسے موقعے کو کون ہاتھ سے جانے دیگا؟؟ ہم طلب کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے قریب ہو ہم سے راضی ہو ہم سے محبّت کرے اور ہم اسکے لیے کوشش بھی کرتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں رمضان المبارک سے زیادہ بہترین موقع ان سب

Downloaded from https://paksociety.com

کے لیے کوئی اورنہیں کیوں کہ یہ رب کی طرف سے انسانوں کے لیے انعام ہے اور ایسے انعام کو اگنور کر کے ہر ماہ کی طرح کی روٹین رکھنا اور زندگی کو اپنے رنگ وڈھنگ میں گزرنا سراسر حماقت ہو گی۔۔

آیئے دیکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ مبارک کے حوالے سے کیا فرمایا ہے۔

"جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں" (صحیح البخاری 38)

دیکھیں کتنی خوبصورت بات بتائی گئی ہے یعنی کہ ایک ماہ' انسان کی بخشش کا ساماں بنا کر بھیجا جاتا ہے۔۔ ہمارے ذہن میں گناہ کا خیال بھی آتا ہے تو بوجھ سا محسوس ہونے لگتا ہے اور ہم چاہ رہے ہوتے ہیں کہ کسی طرح یہ بوجھ ہلکا ہو جائے اسی طرح جب ہم تبدیلی کی طرف آتے ہیں یا کچھ حادثات وغیرہ کے بعد اپنا محاسبہ کرتے ہیں تب بھی گناہوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں معافی بھی طلب کرتے ہیں اور دوبارہ نہ کرنے کا عہد بھی لیکن دیکھیں اللہ ہمیں بار بار ایسے موقعے دیتا رہتا ہے جس میں پچھلی کوتاہیوں کی معافی ہوتی ہے اور ہم انسانوں کو اللہ کی طرف سے بخشش اور اسکی رضامندی کے علاوہ کیا چاہیے؟ یہی دو چیزیں ہی تو ہمیں مقصود ہو۔۔

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان کہ: روزہ ڈھال ہے (یعنی شیطان اور دیگر دشمنان اسلام سے بچاؤ کے لیے مسلمان کا ہتھیار ہے)......(صحیح مسلم)

یہ بھی بڑی پیاری حدیث ہے روزہ ڈھال ہے دیکھا جائے تو روزے کی حالت میں ایک محفوظ سا احساس محسوس ہوتا ہے کوئی بھی بداخلاقی سے پیش نہیں آتا ہے کوئی لڑتا جھگڑتا نہیں ہے کوئی نقصان کوئی ایذا نہیں پہنچاتا ہمارے پڑوس میں اگر کوئی غیر مسلم بھی ہو تو وہ بھی احترم کرتا ہے اور اہم بات روزہ ڈھال ایسے بھی کہ ہمیں گناہوں سے بچاتا ہے نفس کو کنٹرول کرنے کے لیے یہ ایک بہت بڑی چیز ہے۔۔

چونکہ رمضان المبارک میں شیاطین کو بھی قید کیا جاتا ہے تو انسان اپنی جو غلطیاں شیطان پر ڈال دیتا ہے یا

Downloaded from https://paksociety.com

یہ کہتا ہے کہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے تبھی میں عبادت نہیں کر پا رہا، ذکر نہیں ہو رہا نیند آ جاتی ہے یا دل نہیں کرتا جیسی باتوں کا بھی جائزہ لیتا ہے انسان کو خود میں بہتری لانے کا موقعہ ملتا ہے انسان اپنا احتساب کرتا ہے عبادات میں خلل نہیں آتا ذوق وشوق سے اللہ کی عبادت اور خدمت خلق میں مصروف رہتا ہے کوشش ہوتی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوتاہی نہ ہو تو یہی اسکا ہتھیار ہے جس سے وہ خود کو اچھائی کا عادی بناتا ہے اور برائی کے وار سے بچاتا ہے............

ماہ مبارک کے ۳۰ دنوں کے ۳ عشرے ہوتے ہیں جسکا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا نجات سے بھرپور ہے.............رمضان المبارک............رمضان المبارک میں عبادات کے خاص اہتمام یعنی کہ دن کو روزے کے لیے اور رات کو قیام اللیل کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ اس میں نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنے کی عادت بھی بنتی ہے جیسے عام دنوں میں ہم نماز وقت کی پابندی کے ساتھ کم ہی ادا کرتے ہیں کہیں مصروف ہیں کام میں ہیں یا سستی کی وجہ سے ہی اکثر نماز قضا بھی ہو جاتی ہے تو ماہ مبارک میں اس چیز کی طرف بھی توجہ وفکر ہوتی ہے کہ وقت کی پابندی کے ساتھ ادا ہو اور پھر پورے سال اس پر پیرو کار رہنے کی بھی پریکٹس ہوتی ہے۔

رمضان المبارک کو قرآن مہینہ بھی کہا جاتا ہے قرآن پاک میں فرمایا:

"رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اُس کو لازم ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے" (البقرہ 185)

اس آیت میں پھر قرآن پاک کی اہمیت وفضیلت کے بعد روزہ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔۔ روزہ اور تلاوت قرآن کا گہرا رشتہ ہے انسان پورا پورا دن بھی تلاوت کرتے نہیں تھکتا جیسے روزے دار کی قرآن

Downloaded from https://paksociety.com

خوراک ہوتی ہے روزے کا مزہ نماز اور تلاوت کے سواء کہاں؟ یہ تو جیسے اسکے بہت اہم جزو ہیں پھر انسان رمضان میں اپنی نماز میں بہتری لانے کی بھی کوشش کرتا ہے اور قرآن کو بھی سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتا ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ "القارعہ "اور "القدر" جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آل عمران جیسی بڑی بڑی سورتیں فر فر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔۔تو صرف تلاوت نہیں کرنی چاہیے جیسے لوگ دس دس مرتبہ دہرائی تو کر لیتے ہیں لیکن سورہ فاتحہ کے صحیح ترجمہ وتفسیر سے بھی واقف نہیں ہوتے قرآن پاک کی تلاوت کا اپنا اجرو ثواب ہے لیکن قرآن پاک کا یہ بھی حق ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھا جائے گا تبھی ہی ہمیں احکام الہی اور حدود کا پتا چلے گا اور عمل کرنے میں آسانی ہوگی اسی طرح قرآن پاک کا کچھ حصہ حفظ بھی کرتے رہنا چاہیے تاکہ نماز میں قیام میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے یا تراویح میں پڑھنے میں آسانی ہو۔۔اپنے بچوں کو بھی اس طرف راغب کرتے رہنا چاہیے تاکہ وہ بھی کچی عمر سے سیکھنے لگ جائیں اور اس چیز کی اہمیت کو جان سکیں..........ایک اہم چیز یہاں تجوید ہے تلاوت قرآن میں مخارج کا خاص خیال رکھیں اپنی تجوید کو بہتر کرنے کی کوشش بھی کرتے رہیں تلاوت سنیں قاری/قاریہ کے ساتھ ساتھ پڑھیں اس سے بھی آپکی تجوید بہتر ہوگی۔

طاق راتوں کا خاص اہتمام کرنا چاہیے کہ ان میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے ان میں نفلی عبادات کا بھی وقت نکالیں کہ رمضان میں فرائض کا اجر ستر گنا اور نوافل کا اجر فرض جتنا ملتا ہے سو نیکیاں کمائیں فائدہ اٹھائیں..............دعاؤں کا خاص اہتمام کریں زبان کو ذکر سے لبریز رکھیں ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر کرتے رہیں، سحر و افطار میں آس پاس کے ضرورتمند اور غریب ومساکین کا خاص خیال رکھیں ایسا نہ ہو آپ تو یخ بستہ کمرے میں بیٹھے خوب مزے لے کر سحری وافطاری کر رہے ہوں جب کہ آپکے پڑوسیوں کے پاس کھانے کے لیے کچھ موجود نہ ہو پڑوسیوں اور ضرورت مندوں کے لیے بھی کچھ اہتمام

Downloaded from https://paksociety.com

کریں۔۔سحری جیسی برکت سے محروم نہ رہیں اور آپ افطار جیسی نعمت پر دوسروں کو خوشی سے محروم نہ کریں لیکن فضول پارٹیز وغیرہ سے بھی اجتناب برتیں روزہ افطار کروانے کا بہت بڑا اجر ہے لیکن فضول خرچی کرنا وقت کا ضیاع ہونا ،اوور ایٹنگ سے صحت پر برا اثر پڑنا ،عبادات میں خلل آنا اور ایسے ماہ مقدس میں رب کو راضی کرنے کے بجائے اسکی ناراضگی کا باعث بننے والی سحری/افطاری کیسا اجر اور کیسی خوشی دینگی ؟ آخر میں صدقۂ فطر کو وقت پر ادا کردیں تاکہ ہمارے غریب و مساکین بہن بھائی بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں......مل بانٹ کر رہیں......محبت 'امن وسلامتی کے ساتھ رہیں ،اور ایک اہم اصول بنالیں کہ جو بھی کریں خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کریں..................

وآخر دعوانا عن الحمدللہ رب العالمین !

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆روزہ اور صبر☆

تحریر: علینہ ملک۔

آریان بیٹا چلو جلدی سو جاؤں صبح روزہ بھی رکھنا ہے پھر سحری کے لئے نہیں اٹھ سکو گے۔ سیما نے کچن سمیٹتے ہوئے آواز لگائی تھی۔

ماما مجھے نہیں رکھنا کل کا روزہ، اب میں فرائی ڈے کا روزہ رکھوں گا بس، آریان نے موبائل پر گیم کھیلتے ہوئے جواب دیا تھا۔

کیوں بیٹا اب تو چھٹیاں ہیں تمہاری اور ویسے بھی اب تم پندرہ سال کے ہو چکے ہو تمہیں پورے روزے رکھنے چاہیں، دیکھو تمہاری عمر کے سارے بچے پورے روزے رکھتے ہیں اور ایک تم ہو پچھلے سال بھی صرف دس روزے رکھے تھے تم نے۔

ماما مجھے نہیں رکھنا روزہ، اتنی گرمی ہوتی سارا دن ہے اور پھر مجھ سے بھوک، پیاس بھی برداشت نہیں ہوتی۔ آریان نے منہ بسورتے ہوئے کہا تھا۔

دیکھو آریان ویسے بھی تو تم آدھا دن سوتے رہتے ہو اور پھر اے سی میں رہنے سے کیا گرمی لگنی؟ اور جہاں تک بھوک، پیاس کا تعلق ہے تو اسی صبر اور برداشت پر ہی اللہ ہمیں اجر دیتا ہے۔ سیما نے اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

بس ماما میں نے کہہ دیا نا میں روزہ نہیں رکھوں گا ویسے بھی کل میرا میچ ہے اور میں اپنا میچ ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔ آریان نے دو ٹوک فیصلہ سنا دیا تھا۔

اور سیما سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی، آریان کو روزہ نہ رکھنے کا کوئی نہ کوئی بہانا چاہئے ہوتا تھا اور اگر اس سے زبردستی روزہ رکھوا لیا جاتا تو وہ دن میں طبیعت خراب ہونے یا کوئی بھی بہانا بنا کر روزہ توڑ دیتا۔

Downloaded from https://paksociety.com

دوسرے دن وہ صبح ہی میچ کھیلنے نکل گیا، اس کے سب دوستوں نے روزہ رکھا ہوا تھا مگر سب اسی جوش وخروش کے ساتھ کھیل رہے تھے کسی نے نہیں کہا کے اسے روزہ لگ رہا ہے مگر آریان کو ان سب باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اسے صرف اپنی پرواہ تھی، میچ جلدی ختم ہوا تو وہ بھی گھر لوٹ آیا، گھر آتے ہی اس نے بھوک بھوک کا شور مچا دیا اس کی ماما نے اس کے لئے کھانا بنا رکھا تھا، کھانا کھا کر وہ باہر لان کی سیڑھیوں پر آ کر بیٹھ گیا اور آئی پیڈ پر گیم کھیلنے لگا، مالی کا بیٹا ساجد گھاس کی کٹائی میں مصروف تھا، آج کل مالی بابا کی طبعیت کچھ خراب تھی جس کی وجہ سے اس کا بیٹا ساجد کام کرنے آ رہا تھا۔

ساجد کا چہرہ دھوپ میں کام کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا اور پسینہ اس کی پیشانی سے چہرے اور گردن تک بہہ رہا تھا۔ وہ تھک کر کچھ دیر ستانے کے لئے چھاؤں میں بیٹھ گیا۔

ٹھنڈا پانی لا دوں پینے کے لئے بہت گرمی ہو رہی ہے؟ آریان نے ساجد کو پیش کش کی تھی۔

نہیں میرا روزہ ہے اس نے سادگی سے جواب دیا تھا۔ اچھا اتنی گرمی میں تم نے روزہ رکھ لیا، اور اتنا کام کر رہے ہو، پھر کام پر نہ آتے۔ آریان نے اسے تجویز دی تھی۔

صاحب کام پر کیوں نہ آتا؟ کام تو زندگی کا حصہ ہوتے ہیں، محنت مزدوری نہیں کریں گے تو کھائیں گے کہاں سے۔ اور سبھی لوگ روزہ رکھ کر کام کرتے ہیں کیا آپ کے ماما، پاپا نہیں کرتے؟ اور پھر روزے تو فرض ہیں ہم پر، کوئی ایک دن کا روزہ تو ہے نہیں کے چھٹی کر کے گھر بیٹھ جائیں۔

آریان کو اس کی باتوں سے خاصی شرمندگی ہوئی تھی۔ ارے نہیں، میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ تم اتنے کمزور ہو اور ابھی چھوٹے بھی ہو تو کیا ضرورت ہے ابھی سے پورے روزے رکھنے کی، اس نے دلیل دی تھی۔

چھوٹا کہاں ہوں صاحب تیرہ، چودہ سال عمر ہے میری اب تو روزے فرض ہو چکے ہیں مجھ پر اگر جان کے روزہ چھوڑوں گا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ روزہ تو ہمیں صبر اور برداشت

Downloaded from https://paksociety.com

سکھا تا ہے۔اور پھر ہمارے پیارے نبی ﷺ ان کے اہل خانہ اور صحابہ کرامؓ جن کو کھانے کے لئے روٹی تک میسر نہیں ہوتی تھی اور وہ کئی کئی دن فاقے کرتے تھے تب بھی وہ روزہ نہیں چھوڑتے تھے تو ہم بھی اسی نبی ﷺ کے امتی ہیں ہم کیوں روزہ چھوڑیں؟ پھر ہمارے رب نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا کی ہیں تو کیا ہم اس کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کے احکامات نہیں مان سکتے؟

ساجد کی باتیں سن کر آریان شرم سے پانی پانی ہو گیا تھا،ایک وہ تھا جس کے پاس اللہ کی نعمتوں کا کوئی حساب ہی نہیں تھا جسے دنیا کی ہر نعمت اور ہر سہولت میسر تھی۔ روزہ رکھ کر وہ سارا سارا دن اے سی روم میں سوتا تھا اور جب جاگتا تب بھی نماز تک پڑھنے گھر سے باہر نہ جاتا سارا دن موبائل، لیپ ٹاپ پر گیم کھیلتا یا پھر دوستوں سے چیٹ کر کے دن گزارتا۔ اس کے ماما، پاپا نے آج تک اس سے ایک کام تک نہیں کہا تھا۔اس کے باوجود سحری اور افطار میں اس کی پسند نا پسند کا پورا خیال رکھا جاتا اس کی ماما سحری میں بھی اس کی پسند کی چیزیں بناتیں۔ ان سب باتوں کے باوجود وہ سارا دن روزہ لگنے کا شور مچاتا۔اور ایک ساجد تھا جس کا کچا سا گھر تھا جہاں سارا دن لائٹ جانے کی وجہ سے ایک پنکھا بھی دو دو گھنٹے بند رہتا،اتنے سارے بہن بھائیوں میں غربت کی وجہ سے کھانے کو بھی ڈھنگ سے کچھ نا ملتا پھر بھی وہ اور اس کے والدین روکھی سوکھی کھا کر روزہ ضرور رکھ لیتے افطاری کے وقت کھانے کو تو کیا، پینے کے لئے ٹھنڈا پانی تک میسر نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود ساجد کو اللہ سے کتنی محبت ہے کہ وہ اللہ کے احکامات کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور نہ اسے اللہ سے کوئی گلہ ہے وہ تو اتنی غربت میں بھی اپنے رب کا شکر گزار ہے۔

ایک وہ ہے جسے اپنے سوا کسی سے محبت نہیں نہ وہ اپنے والدین کا کہنا مانتا ہے جو اس سے اتنی محبت کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ کا جس نے اسے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ دکھ اور شرم سے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

عصر کی آذان ہونے لگی تو ساجد سامنے لگے نل سے ہاتھ منہ دھو کر مسجد نماز پڑھنے کے لئے روانہ ہو گیا

Downloaded from https://paksociety.com

۔آریان نے بھی گھر جا کر وضو بنایا اور پھر مسجد کی طرف چل پڑا۔ساجد کی باتوں نے جو آئینہ اسے دکھایا تھا وہ اس کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی تھا ۔اس نے خود سے عہد کیا کہ کل سے وہ پورے روزے رکھے گا اور آئندہ کبھی بھی کوئی روزہ نہیں چھوڑے گا،اپنے اندر صبر اور برداشت کی قوت پیدا کرے گا ،کیونکہ روزہ ہمیں یہی سکھاتا ہے کے کیسے صبر کیا جائے اور غریبوں کی بھوک پیاس کا بھی احساس کیا جائے۔ساتھ ہی اس نے فیصلہ کیا تھا کے وہ پاپا سے کہہ کر مالی بابا کو رمضان کے مہینے کی چھٹی دلوائے گا ،اور روزانہ ان کو بھی اپنے ساتھ افطار میں شریک کرے گا۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆رمضان رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ☆

تحریر: عنبرین اختر

روزہ شریعت میں اسے کہتے ہیں، کہ انسان صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت اپنے آپ کو قصدا کھانے پینے سے روکے رکھے۔

رمضان المبارک اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے، قرآن وحدیث میں رمضان المبارک کو بہت اہمیت حاصل ہے، اور رمضان ہی وہ بابرکت مہینہ ہے......جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے......

ارشاد ربانی ہے کہ:

"رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا......"

"اسی مہینے میں ایک رات لیلتہ القدر ایسی آتی ہے......جو ہزار راتوں سے افضل ہے......"

حضرت سلمان روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم نے شعبان کی آخری تاریخ کو فرمایا......

" کہ تمھارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے......جو بڑا مبارک مہینہ ہے، اس میں ایک رات ہے......جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے......"

اللہ نے اس ماہ کے روزوں کو فرض فرمایا......اور اس میں رات کے قیام کو ثواب کی چیز فرمایا......جو شخص اس مہینے میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے......وہ ایسا ہے......جیسے غیر رمضان میں فرض ادا کیا......اور جو شخص کسی فرض کو ادا کرے......وہ ایسے ہے......جیسے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے ......یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے......اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے......

اللہ نے اس ماہ مبارک کی اپنی طرف خاص نسبت فرمائی ہے......

حدیث مبارک میں ہے......(رمضان شہراللہ) "رمضان اللہ تعالی کا مہینہ ہے......"

Downloaded from https://paksociety.com

جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مبارک مہینے سے رب کا خصوصی تعلق ہے......جس کی وجہ سے یہ مہینہ دوسرے مہینوں سے ممتاز اور جدا ہے......اس ماہ سے خصوصی تعلق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی تجلیات خاصہ اس مبارک ماہ میں اس درجہ نازل ہوتی ہیں......گویا موسلا دھار بارش کی طرح رہتی ہیں......

حدیث مبارک میں ہے کہ

"رمضان ایسا مہینہ ہے......کہ اس کے اول حصے میں حق تعالی کی رحمت برستی ہے......جس کی وجہ سے النوار واسرار کے ظاہر ہونے کی قابلیت پیدا ہو کر گناہوں سے نکلنا میسر ہوتا ہے......اس مبارک مہینے کا درمیانی حصہ گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے......اور اس ماہ کے آخری حصہ میں دوزخ کی آگ سے آزادی حاصل ہوتی ہے......"

رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ

"رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے......تو شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے......اور مضبوط باندھ دیا جاتا ہے......اور سرکش جنوں کو بھی بند کر دیا جاتا ہے......اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں......اس کا کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا......

اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں......اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا......ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے......اے نیکی کے طالب آگے بڑھ کہ نیکی کا وقت ہے......اور اے بدی کے چاہنے والے بدی سے رک جا......اور اپنے نفس کو گناہوں سے باز رکھ......کیونکہ یہ وقت گناہوں سے توبہ کرنے کا اور ان کو چھوڑنے کا ہے......اور بہت سے بندوں کو اللہ تعالی معاف فرماتا ہے دوزخ کی آگ سے"

☆روزہ ڈھال ہے......

عبداللہ بن مسلمہ ' مالک 'اعراج 'حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں......کہ انھوں نے بیان کیا کہ

Downloaded from https://paksociety.com

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ

"روزہ ڈھال ہے......اس لیے نہ تو بری بات کرے......اور نہ جہالت کی بات کرے، اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔"

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشودار ہے......روزہ دار اپنی مرغوب چیزون کو روزوں کی خاطر چھوڑ دیتا ہے......اور اللہ اس کا بدلہ دس گنا کی نیکی کی صورت میں دیتا ہے......

☆روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں......

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا......

"جو شخص روزہ رکھتے ہوئے اپنے کردار و گفتار میں جھوٹ نہ چھوڑے......تو اللہ تعالی کو بھی اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں......"

اسلام کے جیسے اور احکام بتدریج فرض کیے گئے ہیں......اسی طرح روزے کی فرضیت بھی بتدریج عائد کی گئی ہے...... نبی کریم نے ابتداء میں مسلمانوں کو صرف ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی تھی......مگر یہ روزے فرض نہ تھے......دو ہجری میں رمضان کے روزوں کا حکم قرآن کریم میں نازل ہوا......اور سال میں ایک مہینے روزے رکھنا اسلام کا چوتھا رکن قرار پایا......مگر اس مین اتنی رعائیت رکھی گئی......کہ جو لوگ روزہ رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنا چاہیں......وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں......بعد میں دوسرا حکم نازل ہوا......اور عام لوگوں کے لیے یہ رعایت منسوخ ہو گئی......اور یہ صرف ان لوگوں کے حق میں باقی رکھی گئی......جو روزہ رکھنے کو تو رکھ لیں......لیکن بھوک پیاس کی برداشت ان پر دشوار ہو......یا مشقت بہت اٹھانی پڑتی ہو......مثلا زیادہ عمر کے مرد یا بوڑھی عورتیں یا حاملہ یا پھر دودھ پلانے والی عورتیں......

روزے کی غرض و غایت قرآن پاک نے یہ فرمائی ہے کہ روزے خدا ترسی کی طاقت انسان کے اندر مستحکم

Downloaded from https://paksociety.com

کر دیتے ہیں......تقوی کی مثالوں پر اگر غور کریں تو روزہ ایک ایسا عمل ہے جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوتا ہے......

☆روزہ توڑنے 'نہ توڑنے اور مکروہ کر دینے والی چیزیں

اگر کوئی انسان نیت کرے کہ میں روزہ توڑتا ہوں......تو فقط نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا......جب تک کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو......جس سے واقعی روزہ ٹوٹ جاتا ہے......

☆روزہ توڑنے کی وجوہات

روزہ توڑنے کی کئی وجوہات ہیں......

منہ سے کسی چیز کا معدے تک پہنچنا......بعض لوگ بھول کر کچھ کھا پی لیتے ہیں......اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا......بلکہ برقرار رہے گا......

☆رمضان اور خواتین

جیسے ہی رمضان شروع ہوتا ہے......خواتین کی ذمہ داریاں دوچند ہو جاتی ہیں......سحری کے لیے سب سے پہلے اٹھنا اور سب کو اٹھانا پھر سب کے لیے سحری بنانا اور پیش کرنا شامل ہے......روزے گرمی کے ہوں یا سردی کے ہر دور میں افطاری خواتین تیار کرتی ہیں......جو خاص طور پر گرمیوں کے لیے ایک دشوار مرحلہ ہوتا ہے......ان کی یہ کوشش ہوتی ہے......کہ روزہ کھولنے تک پوری افطاری ٹیبل پر سجا دی جائے......افطاری سے فارغ ہو کر نماز تراویح کے لیے صاف ستھرا لباس پہننا سنت بھی ہے اور نفاست بھی......خواتین تراویح کے لیے اپنے ساتھ بچوں کے ذہنوں کو بھی نماز کے لیے تیار کرتی رہتی ہیں......تا کہ ان کے بچوں کو اسلام سے گہری واقفیت ہو جائے......

☆فدیہ

اللہ بڑا غفور و رحیم ہے......جہاں اس نے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے......وہاں یہ بھی فرمایا ہے کہ

Downloaded from https://paksociety.com

"اگر تم میں سے کوئی بوڑھا بیمار یا مسافر ہے.....تو وہ ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گندم دے ......لیکن فدیہ صرف وہ شخص دے گا......جو بہت بوڑھا ہو چکا ہو......اور روزے رکھنے کی سکت نہ رکھتا ہو......

لیکن اگر کوئی بوڑھا تو ہے......اور روزہ رکھ سکتا ہے......اس کے لیے روزہ رکھنا ہی ضروری ہے......اور جو شخص رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دے......اس کے لیے مسلسل ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں......اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے......یا ہر دن کا کھانا پونے دو سیر گندم یا جوان کی قیمت بنتی ہے......وہ ادا کرے......

☆روزہ سنت کے مطابق افطار کرنا

گرمی کے روزے عام طور پر زیادہ تر لوگ پانی سے افطار کرتے ہیں......لیکن بہتر یہ ہے کہ کھجور سے افطار کرے......اگر کھجور نہ ہو تو پھر پانی سے کھول لے......کیونکہ آپ کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ روزہ کھجور سے کھول لو......اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کھول لو......اور روزہ جلدی کھولنا مستحب ہے......خواہ مخواہ روزہ کھولنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے......"

رمضان کے اس مبارک ماہ کی فضیلتوں کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کو اس مہینہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہیے......اور کوئی لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہیے......

دوسرے مہینوں کی دائمی عبادات کے ساتھ بعض دوسری عبادت کو اس ماہ مبارک میں مقرر کرنے سے شریعت کی یہی غرض معلوم ہوتی ہے..........کہ اس ماہ مبارک کا ہر لمحہ عبادت میں گزارہ جائے......

ایسی خاص طریقہ کی عبادت کو روزہ کہا جاتا ہے......جیسے اس ماہ میں فرض قرار دیا گیا ہے......روزہ ایسی عبادت ہے کہ انسان روزہ رکھ کر اپنے دن بھر کے تمام امور نبٹا سکتا ہے......

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کی صحیح قدر کرنے والا بندہ بنا دے......(آمین)

Downloaded from https://paksociety.com

☆برستی آنکھیں☆

تحریر: معصومہ ارشاد سولنگی

وہ کافی دنوں سے بہت پریشان تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کے ایسی حالت میں وہ کیا کرے وہ نا تو اس صدمے کو سہہ پا رہی تھی نہ ہی اس سے فرار کا کوئی رستہ موجود تھا اس کی نظر میں، "یا اللہ! مجھے کوئی راستہ دکھا" اس نے جیسے ہی اپنی پرنم نگاہیں بادلوں سے ڈھکے آسماں کی طرف آٹھا کر التجہ کی تو اس کے نین بن بادل برسات کے مانند برس پڑے۔ اس کے اندر اک ماتم برپا تھا آنسووں کی گرماہٹ اس کو لاوے کے سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے چہرے کو دونو ہتھیلیوں میں چھپا دیا۔

"تم ابھی تک یہی ہو ایمن میں تو سمجھی تھی کے تم ابھی تک گھر بھی پہنچ چکی ہوگی" رابعہ نے شام کے ڈھلتے سائے کی طرف اک سرسری نظر ڈالی، ہوں" ایمن اس کی آواز سے حقیقت کی دنیا میں واپس آ گئی وہ دونوں باغ میں ٹہلنے گئی تھیں گھوم پھر کر واپس ہو رہی تھیں کے اچانک رابعہ کو وہاں کسی جان پہچان والی نے روک لیا ایمن آگے چلتے چلتے پیڑ کے نیچے بنی سیمنٹ کی بینچ پر بیٹھ گئی رابعہ کے انتظار میں مگر ایمن کو اکیلا پا کر یادوں کے قافلے نے اس کو آ گھیرہ تھا

"یہ کیا ایمن تم پھر سے روئی ہو" رابعہ اس کے قریب بیٹھ گئی تو اس کی پرنم اور سرخ آنکھیں دیکھ کر تڑپ اٹھی، ہوں۔۔ رابعہ تم کب آئی" ایمن نے بات بدلنی چاہی

"میں ابھی آئی ہوں پر تم نے میرے سوال کا جوب نہیں دیا" اس نے اپنی بات پھر سے دھرائی

" کون سا سوال؟" وہ کمال مہارت سے انجان بننے کی اداکاری کرنے لگی

"یہ ہی کے تم رو کیوں رہی ہو؟" وہ ایمن کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگی

"شاید اس لیئے کے اب میری آنکھیں برسنے کی عادی ہو چکی ہیں" زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل

Downloaded from https://paksociety.com

گئی۔

"اچھا چلو گھر چلیں پہلے ہی کریمہ کی وجہ سے بہت دیر ہو چکی ہے شام ہو گئی ہے۔سائے کافی گھرے ہو گئے ہیں اور دادی کہتی ہیں کے جب شام کے سائے گہرے ہونے لگیں تو جوان لڑکیوں کا باغ میں رکنا ٹھیک نہیں ہوتا چلو اٹھو "رابعہ نے کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا مگر ایمن اپنی جگہ بیٹھی رہی وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔"آؤ ایمن گھر جانا ہے ہمیں "ایمن کی حالت نے رابعہ کے لیئے اب کسی سوال کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی وہ بات کو سمجھ گئی تھی

" گھر کون سے گھر رابعہ میرا گھر تو۔۔۔"رابعہ نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی

"اچھا چھوڑو یہ باتیں چلو گھر چلیں "وہ اس کا دھیان اس موضوع سے ہٹانا چاہتی تھی

" کس گھر کی بات کر رہی ہو رابعہ؟ جہاں ہر وقت ذہنی اذیت کا سامان تیار رہتا ہے یا اس گھر جہاں روز زندگی سے اک نیا سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے" گھر کا نام لے کر گویا اس نے ایمن کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا

" لگتا ہے تمہیں پھر وہ ہی دورہ پڑا ہے جس کا علاج سوائے ثمینہ خالا کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور اس کے لیئے تیرا گھر چلنا بہت ضروری ہے اور ایسے میں اگر تو شرافت سے نہیں نا چلی تو مجھے زبردستی کرنی پڑے گی۔۔اب فیصلہ تیرے ہاتھ ہے "رابعہ ایمن کو دھمکی دے کر جواب طلب نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی۔

"تمہاری کسی بات سے پہلے کبھی انکار کیا ہے کیا جواب کروں گی چل چلتی ہوں "وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور دونو نے گھر کا رخ کرنے لگیں

☆☆☆

ایمن کا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے تھا اس کا گھرانا گاؤں کا خوشحال اور سلجھا ہوا گھرانا تصور کیا جاتا تھا اس کے ماں باپ نے بچپن ہی سے اسے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا اس گھر میں اس کے علاوہ اسکے

Downloaded from https://paksociety.com

بھائی بھابی اور اک آپا تھی وہ سب کی لاڈلی تھی اس نے جو خواہش کی وہ ضد ہونے سے پہلے ہی پوری کی گئی تھی مسکان کا تعلق اس کے ہونٹوں سے اتنا گہرہ تھا کے آنسو کی نمی تک اس کی آنکھوں میں نہ پائی گئی تھی مگر یہ سب تب تک رہا جب تک کے اس کی زندگی میں عزیر نہیں آیا تھا۔ چونکے وہ نہایت ہی سلجھی ہوئی اور خوبصورت تھی تو اس کے لیئے پڑھائی کے دوران ہی کافی رشتے آنے لگے اس کے باپ نے بیٹی کا رشتہ پکہ کرلیا اب دھوم دھام سے بیاہ کرنا چاہا تو بھائی نے اس کی تعلیم مکمل ہونے تک کے لیئے منع کر دیا تب اچھا رشتہ ہاتھ سے نا جانے پائے اس لیئے منگنی کردی گئی پر اچانک عزیر کی ماں کی بہت بیمار ہوگئی اور موت کا بستر پکڑ لیا تو ایسے میں اس کی آخری خواہش بیٹے کے سر پر سہرہ دیکھنا تھی اس لیئے ایمن کی پڑھائی بیچ میں ہی روک کر اس کی شادی کردی گئی۔۔ عزیر نے ایمن کو اس قدر پیار اور مان دیا کے اس نے ساس کی خدمت کے لیئے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دینے کے فیصلے کو بھی خوشی خوشی ہی قبولا تھا۔ ویسے بھی اک عورت کو جب اچھا گھر اس میں رہنے والوں کا پیار اچھا شوہر اس کی محبت اس کی توجہ مل جائے تو اور کیا چاہیے اسکو۔ جب اسے پتا چلا کے وہ امید سے ہے تو وہ بے حد خوش ہوئی شاید خوش سے بھی زیادہ خوش تبھی اس کی خوشی کو کسی کی نظر لگ گئی۔۔۔

اس کے آخری مہینے چل رہے تھے سورسم کے حساب سے میکے جانا تھا اس لیئے وہ مکمل احتیاط کا پورا ہدایت نامہ لے کر اپنے بابا کے گھر رہنے آئی تھی ابھی بچے کی پیدائش میں چند دن باقی تھے کے کسی نے آ کر عزیر کے ایکسیڈنٹ کی خبر ایمن کے بابا کو سنائی تھی وہ سیڑھیوں سے اتر رہی تھی یہ خبر سنتے ہی اپنا ہوش گنوا بیٹھی اور سیڑھیوں سے پھسلتی نیچے آ گری اس کی حالت کافی پیچیدہ ہوگئی کئی ہفتوں تک اس کا علاج جاری رہا۔ کافی دن بعد جب اس کو باقاعدہ ہوش آیا تو اک اور صدمے نے اس کو بلکل ہی توڑ کر رکھ دیا۔ شوہر کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اس کی گود بھی خالی ہو چکی تھی عزیر کی آخری نشانی بھی اس دنیا میں جنم لینے سے پہلے ہی مٹ چکی تھی بس اس دن کے بعد سے ہنسی نے بھی ایمن کے لبوں سے اپنا ناتا توڑ دیا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

اوراس کی آنکھیں بن بادل برسات کی مانند برسنے لگی تھیں۔اس حادثے کو دو سال گذر چکے تھے مگر ایمن اب بھی اس کرب سے گزر رہی تھی

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو رابعہ؟" رابعہ نے جب ایمن کے گھر والوں کو ایمن کی حالت کا بتایا تو سب کے سب پریشان ہو گئے مگر اس کی بھابی کچھ زیادہ ہی فکر مند ہو گئی۔کیوں کے جب اس کی اور ارباز (ایمن کے بھائی) کی شادی کی بات چلی تھی تو خاندان میں بہت جھگڑے ہوئے تھے کیوں کے اس کی شادی بچپن سے ہی وٹے سٹے کے رشتے میں طے ہوئی تھی پر چونکے اس کا بھائی اس قابل نہیں تھا تو ایمن کا بھائی اور باپ نے ایمن کا رشتہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔تو اس کے گھر والوں نے بھی کافی بدلحاظی کی جس کی وجہ سے اس کا رشتہ بھی ٹوٹتے ٹوٹتے بچا تھا پھر کافی شرائط وضوابط کے بعد یہ شادی طے پائی تھی اس دن کے بعد گھر والوں نے تقریبا اس نئی نویلی دلہن سے بھی بول چال بند ہی رکھی تھی مگر ایمن کی وجہ سے ہی سب ٹھیک ہوا تھا اس لیئے......اب ایمن کی اجڑی زندگی نے اسے بہت دکھی کر دیا تھا

"ہاں بھابی میں خود اسی طرح پریشان ہو گئی تھی......" رابعہ بھی متفکر ہو گئی

"وہ تو سب ٹھیک ہے مگر اب کریں تو کریں کیا؟ یہ صدمہ ایسا بھی معمولی نہیں ہے کے ایمن بیٹی اس کو اتنی جلدی بھلا سکے اور اگر سب ایسے ہی چلتا رہا تو ہم اس کے خود کی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے" اکرم خان نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا

"میری مانیں چچا تو آپ ایمن کو پھر سے کالج جوائن کروالیں۔اس کی ادھوری تعلیم بھی پوری ہو گی اور جب اس کا دھیان پڑھائی میں لگ جائے گا تو ہو سکتا ہے آہستہ آہستہ وہ اس واقعے کو بھی بھلا دے" رابعہ نے اپنی طرف سے اک تجویز پیش کی

"ہاں بابا سائیں ادی رابعہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ہماری ایمن جب تک اس ماحول میں رہے گی وہ کبھی بھی اس صدمے سے باہر نہیں نکل سکتی جب ماحول بدلے گا تو اس کا دھیان بھی بدل جائے

Downloaded from https://paksociety.com

گا" ایمن کے بھائی ارباز نے بھی رابعہ کی تاعید کی

"وہ تو سب ٹھیک ہے پر بیٹا میری دھی رانی شہر میں اکیلی رہے گی کس کے ساتھ؟" بیٹی کی جدائی نے ماں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیا

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے چاچی وہ میرے ساتھ رہ گی ہاسٹل میں۔ اور ویسے بھی میں کل جا رہی ہوں شہر۔ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں ایمن کو اپنے ساتھ لے جاؤں۔" رابعہ اپنی بات مکمل کرنے کے بعد باری باری سب کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگی

"ٹھیک ہے رابعہ بیٹی کل ایمن بٹیا بھی تمہارے ساتھ شہر جائے گی شاید ایسا کرنے سے ہم اس کو اس کی زندگی کا کھویا ہوا سکون واپس دلا سکیں" اکرم خان نے فیصلہ کن لہجے مین بتانے کے بعد گویا خود کو اور باقی سب کو تسلی دی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی رابعہ نے خود کو صوفے پر پھینک دیا اور آنکھیں موندھ لی کچھ دیر کے بعد جب وہ تھوڑا ریلیکس ہوئی تو اس نے اپنی بوجھل انکھیں کھول کر اس کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں کچھ دیر پہلے ایمن کو کھڑے پایا تھا وہ اب بھی اسی حالت میں کھڑی کے پاس کھڑی باہر آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے ایمن کو رابعہ کے کمرے میں داخل ہونے کا کوئی احساس ہی نہیں ہوا تھا

"اتنی دیر سے وہاں کھڑی کیا دیکھ رہی ہو ایمن؟" رابعہ نے وہی بیٹھے اس کو مخاطب کیا

"ہوں" ایمن کو رابعہ کی آواز نے چونکا دیا

"تم نے کچھ کہا رابعہ" ایمن رخ بدل کے رابعہ کی جانب متوجہ ہوگئی

"ہاں میں پوچھ رہی تھی کے اتنی دیر سے یہاں کھڑے کیا دیکھ رہی ہو" وہ بھی ایمن کے پاس آ گئی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی گویا دیکھ رہی ہو کے کس چیز نے ایمن کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے رکھا تھا

"آسمان کو دیکھ رہی تھی میں اور پتہ ہے رابعہ آسمان یہاں بھی ویسا ہی ہے کالے بادلوں سے گھرا ہوا پھر

Downloaded from https://paksociety.com

بھی خالی خالی" وہ قدرے اداس سی ہوگئی

"ارے پگلی آسمان ہر جگہ ایک سا ہی ہوتا ہے" رابعہ نے بھی اک سرسری نگاہ آسمان کی جانب دیکھا جس پر چھائے کالے بادل برسنے کی پوری تیاری میں تھے

"تمہیں کیا لگتا ہے رابعہ میں اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دے سکوں گی" ایمن نے جواب طلب نظروں سے رابعہ کی طرف دیکھا

"ہاں بلکل" رابعہ نے پر اعتماد لہجے میں کہا تو ایمن عجیب کشمش میں مبتلا اس کی جانب دیکھنے لگی

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟" ایمن کو اس کا اعتماد اور زیادہ الجھا گیا

" کیونکہ مجھے اس یقین پر پورا یقین ہے کے تم اپنے ماں باپ بھائی بھابی اور اک عدد سہیلی کو کبھی بھی اپنی وجہ سے دکھی نہیں کرنا چاہو گی کیوں مین صحیح کہہ رہی ہوں نہ؟" اس نے پر یقین مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا تو تو ایمن کی آنکھیں چھلک پڑیں

"ارے یہ کیا پگلی تم تو رونے لگی مجھے یہ بھی یقین ہے کے اب تمہارے یہ بہتے آنسو بہت جلد مسکان میں بدلنے والے ہیں" رابعہ نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا کے کہا

"رابعہ تمہارہ فون آیا ہے نیچے وارڈن بلا رہی ہے" رابعہ ایمن کو تسلی دے رہی تھی جب اس کو فوزیہ نے آکر اطلاع دی

"اچھا تم چلو میں آتی ہوں"

"اوکے" فوزیہ وہی سے واپس ہوئی

"تم چل رہی ہو میرے ساتھ نیچے" وہ فوزیہ کو جواب دینے کے بعد ایمن سے مخاطب ہوئی

"نہیں تم جاؤ میں یہ ہی ٹھیک ہوں" اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا

"اچھا ٹھیک ہے پر جب میں واپس آؤں تو تم مجھے بلکل فریش ملو اوکے" رابعہ نے مسکرا کے گویا حکم عائد

Downloaded from https://paksociety.com

کیا

"او کے" ایمن نے بھی جوابن مسکرا کے کہا تو رابعہ کمرے سے باہر نکل گئی اس کے جاتے ہی وہ پھر سے آسمان کی جانب گھورنے لگی

"شاید رابعہ صحیح کہہ رہی ہے میں اپنی وجہ سے سب گھر والوں اور دوست احباب کو دکھی نہیں کر سکتی۔ مجھے یہ بات ماننی پڑے گی کے میں صرف میں نہیں ہوں۔ مجھے صرف خود کے بارے میں نہیں سوچنا ہے مجھ سے وابستہ باقی زندگیاں بھی ہیں جو میری وجہ سے پریشان ہیں۔ مجھے کوئی حق نہیں ہے انہیں اس طرح دکھی اور پریشان کرنے کا۔ ہاں کوئی حق نہیں ہے" وہ کافی دیر تک آسمان کو خالی خالی نظروں سے گھورنے لگی پھر اچانک جیسے اس کو آسمان سے کوئی اشارہ ملا تھا جو اس نے خود کلامی کرتے ہوئے خود سے گویا یہ اقرار کیا تھا اس کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اس نے اپنے آنسو پونچھے اور کھڑکی بند کر کے واپس صوفے پر آ کر بک پڑھنے لگی تھی

☆☆☆

ایمن کو رابعہ کے ساتھ ہاسٹل آئے کچھ ہی مہینے گذرے تھے مگر رابعہ کی باتوں اور پڑھائی میں دلچسپی لینے کی وجہ سے وہ اس ماحول میں کافی گھل مل گئی تھی اب اس کو وہ صدمہ یاد تو آتا تھا پر وہ اس کو اپنے اعصاب پر سوار نہیں ہونے دیتی تھی۔ وہ دو تین بار اپنے گاؤں کا چکر بھی لگا آئی تھی اس کے گھر والے بہت خوش تھے ان کو تو جیسے پہلے والی ہنستی مسکراتی ایمن واپس مل گئی تھی وہ سب رابعہ کے بہت مشکور تھے کے اس کی وجہ سے ایمن کی زندگی میں یہ بدلاو آیا تھا خود ایمن بھی رابعہ کا یہ احسان مانتی تھی کے اس نے زندگی کا نیا رخ دکھا کر اسے پھر سے زندگی کو جینے کی امید جگائی ہے اس کے دل میں۔ سہلیاں تو شروع سے تھی اک دوجے کی مگر اب تو ان کی دوستی اور بھی گہری ہو گئی تھی ایسی کوئی بات نہیں تھی جو وہ اک دوجے سے راز رکھتیں۔ رابعہ اپنے منگیتر اور اس کی فیملی کی ساری باتیں سارے کے سارے مزید ار قصے ایمن

Downloaded from https://paksociety.com

کوسنانے کے لیئے بہت ہی بے چینی سے فرصت کے لمحات کا انتظار کرتی تھی اور جیسے ہی دن کی ساری مصروفیات پڑھائی وغیرہ سے فرست ملتی شروع ہوجاتی "آج ریحان نے یہ جوک سنایا۔آج اس نے فرمائش کردی۔آج یہ کیا۔آج یہاں گھومنے گئے۔میں اس بات پے ریحان سے لڑ پڑی۔وہ ہمیشہ مجھے منانے کے لیئے مصطفیٰ سے ہی ہلپ لیتا ہے۔مانو ہماری صلح ہمیشہ مصطفیٰ ہی کراتا ہے مصطفیٰ بھائی بہت اچھے ہنس مکھ زندہ دل وہ اتنا ہنساتا ہے کے بس بندہ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہوجائے۔اور ماسی کی تو پوچھو ہی مت ہر ویکینڈ پر مجھے دیکھ کرتو خوشی سے پھولے نہیں سماتی ہیں۔"رابعہ کی وہ باتیں سن کر ایمن بہت محظوظ ہوتی تھی اور اور بازاوقات تو اس کو اتنا ایکسایٹڈ دیکھ کر اس کی کھنچائی بھی کرتی تھی۔ریحان اس کا خالازاد بھائی تھا وہ شہر میں اپنی ماں اور اپنے سے دو سال چھوٹے مصطفیٰ کے ساتھ شہر میں رہتا تھا رابعہ بھی جب شروع میں پڑھنے آئی تو وہ خالا کے گھر میں ہی رہتی تھی پھر ریحان نے اپنی ماں سے رابعہ کے حوالے سے اپنی پسندیدگی ظاہر کی تو ان کی شادی کا فیصلہ کیا گیا مگر رابعہ نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کی خواہش ریحان کو بتائی تو دونو کی منگنی کردی گئی اور شادی کو اس کی پڑھائی پوری ہونے تک ملتوی کردیا منگنی کے بعد اس گھر میں رہنا رابعہ کے والدین کو مناسب نہیں لگا اس لیئے اس نے ہاسٹل مین رہنا شروع کردیا مگر ہر ویکنڈ وہ ان کے گھر ضرور جاتی تھی اور پورا دن وہاں سب کے ساتھ گھوم پھر کر گزارنے کے بعد شام کو واپس ہاسٹل آجایا کرتی تھی

"ایمن رابعہ کہاں ہے؟"وہ پرنسپل کی آفیس سے باہر آرہی تھی جب فائزہ نے اس سے جلد بازی میں پوچھا وہ لائبرری گئی ہے کیوں کوئی کام تھا کیا"

"ہاں وہ باہر اسے کوئی ملنے آیا ہے"

" کون ملنے آیا ہے"ایمن نے ایسے ہی پوچھ لیا

"ارے فائزہ تم یہاں ہو اور میں تمہیں پورے کالج میں ڈھونڈرہی تھی جلدی سے یہاں آؤ"اس سے پہلے

Downloaded from https://paksociety.com

کے وہ ایمن کو آنے والے کی ہسٹری بتاتی ناز اس کو تقریباً کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے جانے لگی

"اچھا ایمن جاتے جاتے وقت اس بندے کو رابعہ کا بتاتی جانا کافی دیر سے ویٹ کر رہا ہے بیچارہ" جاتے جاتے فائزہ نے پلٹ کے اس کو کہا۔

"او کے ڈونٹ وری میں بتا دوں گی" ایمن فائزہ کو کھینچ کے اپنے ساتھ لے گئی۔ اور وہ ناز کے اس انداز پہ مسکراتی آگے بڑھ گئی تھوڑا آگے جا کر اس کی نظر اپنی طرف گھورتے ایک وجیہہ اور باوقار لڑکے سے ٹکرائی اس نے اندازہ لگایا کہ شاید یہ ہی وہ بندہ ہے جو رابعہ سے ملنے آیا ہے۔ وہ اس کی طرف آئی مگر وہ تو ابھی تک آس پاس سے لاتعلق اسے ہی گھورے جا رہا تھا اور اس کے اس طرح گھورنے سے جھنجھلا سی گئی تھی اس لیے اس نے ہلکے سے کھانس کر گویا اس کو آس پاس کی موجودگی کا احساس دلایا تو سامنے والا چونک سا گیا" کیا آپ کو رابعہ سے ملنا ہے" اس کو آس پاس کا احساس ہوتے ہی ایمن نے سوال داغ دیا، جی ہاں مجھے اپنی ہونے والی بھابی سے ملنا ہے" سامنے والے نے بڑے شوخ انداز میں کہا پھر سے نظریں ایمن پر مرکوز کر لیں

"اچھا تو آپ ہیں مسٹر مصطفیٰ عزیز؟" اس کے انداز نے اس کا تعرف بھی کروا دیا تھا ایمن نے پھر سے اک گہری نظر اس کی پر وقار شخصیت پر ڈالی وہ سچ میں بہت ہی پر کشش شخصیت کا مالک تھا اب رابعہ کی بتائی باتوں میں اس کو سو فیصد سچائی نظر آنے لگی تھی

"جی میں ہی مصطفیٰ کمال ہوں لیکں معاف کیجیئے گا آپ مجھے کیسے جانتی ہیں" وہ الجھ سا گیا

"جی میں رابعہ کی دوست ہوں وہ اکثر آپ کا ذکر کرتی ہے اس لیئے۔۔۔" اس نے خود ہی اپنی بات ادھوری چھوڑ دی

"لیکن میری ہونے والی بھابی ہیں کہاں"

"جی تھوڑی دیر پہلے وہ لائبریری کی طرف گئی ہیں میں بھی ابھی وہیں جا رہی ہوں آپ کی آمد کی اطلاع

Downloaded from https://paksociety.com

ان تک پہنچا دوں گی" یہ کہہ کر وہ آگے کی طرف بڑھنے لگی

"اکسکیوز می کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں" وہ دو قدم آگے بڑھ کر ایمن سے پوچھنے لگا

"وائے ناٹ چلیئے مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے" اس نے لاپرواہی سے جواب دیا پھر دونو لائبریری کی جانب روانا ہوئے۔ رابعہ مطالعے میں اتنا بزی تھی کہ اس کو ان دونوں کی آمد کا کوئی احساس ہی نہیں رہا ایمن آہستہ سے کرسی کو تھوڑا پیچھے کھینچ کر بیٹھ گئی

"ارے ایمن اتنی دیر کہاں رہ گئی تھی خیر تو تھی نہ پرنسپل نے کیوں بلایا تھا" رابعہ نے گردن اٹھا کر اس کو دیکھا "ہاں بس کچھ خاص نہیں تھا ایسے ہی بابا نے جو فنڈ بھیجا تھا نہ تو اسی کے حوالے سے"

"اس میں اتنی دیر لگا دی"

"ارے نہیں وہاں سے تو جلدی نکلی تھی بس آ ہی رہی تھی تو فائزہ نے بتایا کوئی تم سے ملنے آیا ہے" ایمن نے اپنے سامنے کھڑے شخص کی جانب اشارہ کیا جو بغور اسی کو دیکھ رہا تھا" آس پاس سے بلکل بے نیاز ۔

"ارے مصطفیٰ تم یہاں" رابعہ کا تیز آواز میں اس کا نام پکارنا اسے خیالوں کی حسین دنیا سے واپس لانے کے لیئے کافی تھا

"جی ہونے والی بھابی جی میں" وہ اپنے مخصوص انداز میں واپس آ گیا

"مصطفیٰ کبھی تو موقعہ و محل دیکھ لیا کرو" رابعہ بناوٹی غصے کا اظہار کیا

"بائی دوے رابعہ یہ ہونے والی بھابی سے کیا مراد ہے" ایمن نے اپنی ہنسی دبائے پوچھا

"جی جس کی شادی کی کچھ رسمیں ہو چکی ہوں اور کچھ ابھی باقی ہوں" اس سے پہلے کہ رابعہ کوئی جواب دیتی مصطفیٰ نے فورن تفصیل بتا دی

"اچھا چھوڑو اب یہ فضول باتیں بیٹھ جاؤ سب کی نظریں ہمیں ہی گھور رہی ہیں" رابعہ کو سب کا اپنی طرف

Downloaded from https://paksociety.com

متوجہ ہونا جھنجلاہٹ کا شکار کر رہا تھا

"سوری جی یہ بندہ ناچیز بیٹھنے نہیں آیا بلکے آپ کو لینے آیا ہے" اس نے گردن کو ذرہ سا جھکا کر مستی سے کہا

"مجھے پر کیوں خیر تو ہے نہ۔"

"جی بڑے بھائی اور امی حضور کا حکم ہے"

"ویسے بھانے کا کوئی چانس ہے؟" اس نے گویا سرگوشی والے انداز میں پوچھا

"بلکل بھی نہیں"

"اچھا تو پھر چلو" اس نے کرسی سے اٹھ کر پرس اٹھایا پر کوئی خیال آتے ہی پھر سے بیٹھ گئی اور ایمن سے مخاطب ہوئی

"ایمن تم میرے بغیر بور تو نہیں ہو جاؤ گی نا" ایمن جس نے کچھ دیر پہلے ہی ہے بک کھول کر اس کے اوراق پلٹنے شروع کیئے تھے اس نے بک بند کر دی اور پوری طرح رابعہ کی جانب متوجہ ہوئی

"مس رابعہ، اوہ سوری ہونے والی" "مسز رابعہ ریحان آپ کوئی ٹائیم پاس کرنے کی کوئی مشین ہیں یا کوئی کھلونا جو آپ کے بغیر میں بور ہو جاؤں گی۔ ارے آپ کو آپ کے ہونے والے سرتاج اور ساس نے یاد فرمایا ہے چلی جاؤ واپس تو یہی آنا ہے نا"

"او ہو تم نے تو میڈم مسرت کی طرح اچھا خاصا لیکچر جھاڑ دیا میں نے تو ویسے ہی پوچھ لیا تھا" رابعہ نے منہ بگاڑ کے کہا

"ارے بابا آپس میں جھگڑا بعد میں کر لیجیئے گا پہلے مجھے تو کوئی جواب دیں" مصطفیٰ نے بیچ میں لقمہ لیا

"اف ہوہ چل رہی ہوں نا ذرہ دیر صبر نہیں ہوتا کیا تم سے" اس نے ایمن کو بائے کیا اور مصطفیٰ کے ساتھ چلتے چلتے اس کو جھڑکا

"مجھ سے تو ہو جائے گا پر ہونے والی بھابی جی ریحان بھائی سے نہیں ہوگا" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے

Downloaded from https://paksociety.com

رابعہ کو چھیڑا

"اوہ! مصطفیٰ ڈونٹ ویسٹ یور ٹائیم ۔تم جانتے ہو کے اب میں تمہاری ان باتوں کی عادی ہو چکی ہوں اس لیئے اب تمہاری کوئی بھی بات مجھے آپے سے باہر نہیں نکال سکتی" رابعہ نے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں کہا

"پھر بھی کوشش کرنے میں کیا حرج ہے؟" مسکرا کے کہتے ہوئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی رابعہ نے میوزک کیا چلائی مصطفیٰ ایمن کو تصور میں اپنے ساتھ لیئے جانے کہاں سے کہاں نکلتا گیا اور جہاں کہیں ٹریفک کے شور اور گاڑیوں کے ہارن نے اس کے خیالوں کا تسلسل توڑا پھر بار بار گاڑی کے بریکس نے اس کے ساتھ بیٹھی رابعہ کے اوسان خطا کر دیئے اک دو بار تو ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ اللہ اللہ کر کے بلآخر وہ گھر تک پہنچ چکے تو رابعہ نے اک سرد آہ سینے کی قید سے آزاد کر کے گویا شکرانے کا نفل ادا کیا تھا۔ مصطفیٰ خود حیران تھا کے آج اسے یہ کیا ہوا ہے کیوں وہ اس قدر خیالوں میں گم سا ہو گیا تھا۔

☆☆☆

ایمن کی اداؤں نے مصطفیٰ کو کچھ ایسا دیوانہ بنایا تھا کے وہ ہر دوسرے روز رابعہ کے بہانے ایمن سے ملنے پہنچ جاتا تھا۔ اس نے اپنی ہنس مکھ طبعیت اور دوستانہ مزاج کی وجہ سے ایمن کا اعتماد حاصل کر کے اس کو بھی اپنا دوست بنا لیا تھا...... یہ سب اس کی سحر انگیز شخصیت کا ہی کمال تھا کے نا چاہتے ہوئے بھی ایمن اس کی طرف مائل ہوتی چلی گئی۔ اب تو وہ رابعہ کے ساتھ ہر ویک اینڈ پر ان کے گھر بھی چلی جایا کرتی تھی یہ سلسلہ کچھ ہی مہینوں تک چلتا رہا مگر پچھلے کچھ دنوں سے وہ مصطفیٰ کو نظر انداز کر رہی تھی شاید اس لیئے کہ اس نے مصطفیٰ کی آنکھوں میں چاہت کا وہ پیغام پڑھ لیا تھا، جس چاہت نے پہلے بھی ایمن کی آنکھوں کو آنسوؤں کی بارش کو سوغات بخشی تھی۔ لیکن اب جب کے وہ پھر سے وہ برستی آنکھیں مسکانے

Downloaded from https://paksociety.com

کی عادی ہو چکی تھیں تو وہ ہرگز بھی تیار نہ تھی کے اب پھر سے آنسوؤں کے وہ بادل اس کا نصیب بنیں

"ارے ایمن تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی" کمرے میں داخل ہوتے ہی رابعہ نے جب ایمن کو بستر پے لیٹے دیکھا تو اس کا پارہ ساتویں آسمان تک پہنچ گیا

" کیوں کہیں جانا تھا کیا؟" وہ اٹھ کے بیٹھ گئی

"ارے یار صبح کالج میں جو بتایا تھا کے مصطفیٰ کی رزلٹ کلیئر ہوئی ہے اور اس نے پورے ضلع میں ٹاپ کیا ہے اس خوشی میں چھوٹی سی ڈنر پارٹی رکھی گئی ہے آج۔ اور مزے کی بات سارہ ارینجمینٹ مصطفیٰ نے خود کیا ہے۔۔ اتنے عرصے بعد تو اس کنجوس سے پیسے نکل رہے ہیں۔ ورنہ اس سے پیسے نکلوانہ اتنا آسان تھوڑی ہے" رابعہ نے شیشے میں اپنے سولہ سنگھار کو دیکھنے کے بعد بالوں کو سنوارتے ہوئے اس کو یاد دلایا

"نہیں یار رابعہ آج تم اکیلی چلی جاؤ میرا من نہیں کر رہا ہے کہیں بھی جانے کو" اس نے معذرت کر لی

"سوچ لو مصطفیٰ کو برا لگ سکتا ہے اس طرح اس کا انوٹیشن رد کرنا اور اس کی خوشی میں شامل نہ ہونا" اس نے گویا اپنی طرف سے اس کو راضی کرنے کی اک اور کوشش کی

"تم سمجھا دینا نہ اور میری طرف سے معذرت بھی کر لینا"

"میں کوشش کروں گی لیکن مجھے نہیں لگتا وہ اتنی آسانی سے یقین کر لے گا او کے پھر میں چلتی ہوں" یہ کہتے ہوئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتی روم سے باہر نکل گئی

"برا تو مجھے بھی بہت لگ رہا ہے رابعہ پر میں مجبور ہوں۔ اس کی نگاہیں مجھ سے ہر بار وہ ہی اک سوال کرتی ہیں جس کا جواب اب میں خود کو دینا بھی بھول گئی ہوں۔ ایم سوری مصطفیٰ" یہ کہتی ہی اس کی آنکھیں پھر بن بادل برسات کی مانند برس پڑیں

☆☆☆

دن و ماہ اسی طرح گذرتے رہے ایمن نے پھر سے خود کو اپنے تک ہی محدود کر دیا تھا اب بس """ اب

Downloaded from https://paksociety.com

بس کتابیں اور وہ ہی ہوتی تھی ان کتابوں میں جانے کن سوالوں کے جواب کھوجا کرتی تھی کچھ عرصے میں ہی اس کے فائنل اگزامز سٹارٹ ہو گئے تھے وہ پوری دلجوئی کے ساتھ پڑھنے میں مگن تھی جب عالیہ نے آ کر اک خط اس کے ہاتھ میں تھمانا چاہا تھا

" کس کا ہے؟" اس نے بغیر اس کو پکڑے ہی پوچھا تھا

"اوپر نام تو تمہارا ہی ہے باقی لکھا کس نے ہے دیکھا نہیں کہو تو پڑھ کے بتاؤں" عالیہ نے خط کھولنے کی اداکاری کر کے اس کو چھیڑا

"تھینکس میں خود پڑھ سکتی ہوں" ایمن نے اس سے خط تقریبا چھینتے ہوئے کہا

"میں اپنی ڈاک لینے گئی تھی میم نے کہا کے ایمن کے نام خط آیا ہے وہ بھی لیتی جاؤ کیوں کے آپ جناب آج کل اپنے روم سے نکلنا پسند نہیں کرتیں "

"یہ بھی میڈم نے کہا؟" عالیہ کے آخری جملے کی گویا اس نے تصدیق چاہی

"نہیں وہ میں نے کہا، کیا غلط کہا ہے؟" اس نے جواب طلب نظروں سے ایمن کی جانب دیکھا

"پتہ نہیں" ایمن نے نظریں چرالی اور خط لے کر کھڑکی کے پاس چلی آئی

"لو جی پہنچے بادل آسمان تلک اب برسے گی بارش۔ چل بھئی عالیہ تو تو نکل لے" یہ کہتے ہی عالیہ کمرے سے باہر نکل گئی اور ایمن لیٹر کھول کے پڑھنے لگی۔

سلام

کیسی ہیں آپ؟ پر امید ہوں کے آپ اللہ رب العالمین کے کرم سے بلکل ٹھیک ٹھاک ہونگی۔ میں جانتا ہوں میرا خط ملتے ہی آپ حیران ہونگی لیکن میں کیا کروں آپ ہی نے مجھے خط کا سہارہ لینے پر مجبور کی میں نے جب کبھی آپ سے اپنے دل کی بات کرنی چاہی آپ نے بات ہی ٹال دی یہ سب آپ نے جان بوجھ کر کیا یا انجانے میں میں نہیں جانتا اگر جانتا ہوں تو بس اتنا ایمن کے میں آپ سے بے انتہا

Downloaded from https://paksociety.com

محبت کرنے لگا ہوں اب آپ کے بغیر مجھے میری زندگی کا تصور بھی بے معنی لگتا ہے۔ میری ان باتوں کو تو آپ ہمیشہ یہ کہہ کر ہنسی میں ٹال جاتی ہیں یہ سارے فلمی ڈائیلاگ ہیں حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں مان لیا ایمن کے زبان سے ادا کیئے جملے بناوٹ یا ڈائیلاگ ہو سکتے مگر آنکھیں تو کبھی جھوٹ نہیں بولتی نا وہ تو دل کا آئینہ ہوتی ہیں۔ پھر آپ کیوں نہیں پڑھ لیتی میرے دل کی بات؟ جب کے مجھے آپ کی آنکھوں میں میری چاہت صاف دکھائی دیتی ہے۔ بس وہ اقرار آپ کی زبانی سننا ہے۔ ایمن میں کل پارک میں آپ کا انتظار کروں گا پلیز آنا ضرور

آپ کا اور صرف آپ کا

"مصطفیٰ"

خط پڑھنے کے بعد اس کو ایسے لگا گویا کسی نے اس کے پاون تلے سے زمین ہی کھینچ لی ہو

"ایسا کیوں ہوا؟ کیوں؟ ہمیشہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟" اس کی برستی آنکھوں نے تو جیسے آسماں کے بادل خود میں سما لیئے تھے

"میں سمجھی تھی مجھے زندگی کو جینے کے لیئے اک نیا راستہ مل گیا ہے مگر۔۔۔ نہیں یہ میری خوش فہمی تھی۔ مجھے واپس جانا پڑے گا۔ میں اپنی اجڑی زندگی کے سائے سے کسی کی ہنستی کھیلتی زندگی برباد نہیں کر سکتی۔ بلکل بھی نہیں۔

اگلے دن اس کا لاسٹ پیپر تھا پر ذہن کہیں اور الجھا ہونے کے کی وجہ سے پیپر بھی ٹھیک سے نہیں کر پائی اور ختم ہونے کے بعد خود سے الجھ کر بڑی مشکل سے اک نتیجے پر پہنچی تھی پھر اس نے پارک کا رخ کیا جہاں مصطفیٰ پہلے سے ہی اس کی راہوں میں نین بچھائے بیٹھا تھا اس یقین کے ساتھ کہ وہ آئے گی اور اس کے آتے ہی اس چہرہ کھل اٹھا

"میں جانتا تھا ایمن آپ ضرور آؤ گی" وہ بڑی بے تابی سے اٹھ کے اس کے قریب آ گیا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

"ہاں میں آ گئی ہوں پر آپ کی غلط فہمی دور کرنے" لہجہ بلکل سرد تھا جس نے مصطفیٰ کو الجھا دیا

"غلط فہمی مطلب؟" وہ سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگا

"جی غلط فہمی جسے آپ محبت کا نام دے رہے ہیں" ایمن نے اسی سپاٹ لہجے میں کہا

"اچھا جیسے بھی مگر اب آ گئی ہیں تو آئیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں" ایمن کے دل چیرتے ہوئے رویئے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اس نے اس کو سامنے والی بینچ کی طرف بیٹھنے کا اشارا کیا

ایمن اس کے ساتھ بیٹھ گئی کچھ پل خاموشی نے اپنا راج قائم رکھا اک سکوت سا چھایا تھا ہر طرف مصطفیٰ کو ایمن کا رویہ بہت الجھا رہا تھا اس نے ان چند لمحوں میں کئی بار ایمن کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دل کا وہ سچ دیکھ لیا تھا جسے ایمن اپنی زبان سے جھٹلا رہی تھی۔ مصطفیٰ کی کھوجتی نظریں اب اسے بھی کمزور بنا رہی تھیں اور وہ اس کمزوری کو اس پر عیاں نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیئے اس نے خاموشی کے اس سکوت کو توڑا۔

"دیکھیں مصطفیٰ میری نظر میں آپ کی بے حد عزت ہے۔۔۔" اس سے پہلے کے وہ بات مکمل کرتی مصطفیٰ نے بات بیچ میں ہی کاٹ دی

"اور دل میں۔۔؟ دل میں کچھ بھی نہیں؟" مصطفیٰ ایمن کے چہرے پر آئے اضطراب کے کئی رنگ دیکھ کر اس کی آنکھیں پڑھنے لگا۔

"شاید کچھ ہے یہ شاید کچھ بھی نہیں" گویا اس نے بے دھیانی میں بڑبڑایا ہو

"مطلب؟"

"مطلب میں خود بھی نہیں جانتی۔" اپنی بے دھیانی کا احساس ہوتے ہی اس نے بات کو سنبھال لیا

"خیر چھوڑیں ان باتوں کو میں آپ کو یہ کہنے آئی ہوں کہ محبت نام کی ان فضول باتوں کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹائیں۔ کچھ نہیں رکھا ان فضول باتوں میں بی پریکٹیکل مصطفیٰ۔۔" ایمن نے

Downloaded from https://paksociety.com

اس کو سمجھاتے ہوئے کہا

" کیا پریکٹیکل انسان پیار نہیں کرتے؟ ان کے سینے میں دل نہیں ہوتا؟ کیا ریحان بھائی رابعہ بھابی کو محبت نہیں کرتے؟" مصطفیٰ بلکل جذباتی ہو گیا

"میں نے ایسا تو نہیں کہا" وہ بلکل سہم سی گئی

"تو آپ کیا کہنا چاہتی ہیں پلیز صاف صاف کہیں نا" ایمن کو سہا دیکھ اس بار لہجہ قدرے دھیمہ پڑ گیا

"یہ ہی کے میرے پاس آپ کو دینے کے لیئے کچھ بھی نہیں ہے" بے بسی نے اس کے لہجے کو بھی بے بس بنا دیا

"تھوڑا سا پیار بھی نہیں؟" اس کے التجہ آمیز لہجے نے ایمن کو اور بھی بے بس بنا دیا اس بے بسی نے اس کے ہونٹوں کو چپ کے تالے لگا دیئے وہ خالی خالی نظروں سے اس کی جانب دیکھنے لگی

" کچھ تو بتائیں ناں ایمن؟" اس کی چپ نے مصطفیٰ کو اپنا سوال دھرانے پر مجبور کر دیا

"دیکھیں مصطفیٰ پیار دکان میں سجی ہوئی کوئی چیز نہیں کے وہاں سے خرید کر کسی کو گفٹ کر دی جائے"

"میں ایسا کب کہہ رہا ہوں ایمن میں تو۔۔۔۔" ایمن نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی

"پلیز مصطفیٰ جی ڈونٹ مائینڈ، میں جانتی ہوں کے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں پر جو بھی آپ چاہتے ہیں ناں وہ سب اب میرے بس میں نہیں ہے اور ہوتا تو شاید میں۔۔۔۔" اس نے اپنی بات خود ہی ادھوری چھوڑ دی

"شاید آپ کیا ایمن جی؟ آپ نے اپنی بات مکمل نہیں کی؟"

" کیون کے ادھورے وجود کبھی مکمل بات نہیں کیا کرتے ہیں۔ خیر اب میں چلتی ہوں میرے خیال میں آپ کو آپ کے خط کا جواب مل گیا ہوگا۔" وہ اٹھ کے چلنے لگی تو مصطفیٰ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح پھٹی ہوئی آنکھوں سے اپنی محبت کے یقین کو ہارتا ہوا دیکھتا رہا وہ دو چار قدم چل کے پھر پیچھے پلٹی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"اور ہاں ایک بات اور پلیز اب کسی فلمی ہیرو کی طرح ناکامی_ عشق کے سوگ میں کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کر بیٹھنا۔" یہ کہہ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی مگر پھر بھی تصور میں وہ اسی کا چہرہ پا کر کہیں کھو سا گیا۔اس نے اپنی سوچوں کے ساگر کو دل کے دریا میں موجیں مارتا دیکھا تو الجھ سا گیا۔

☆☆☆

"ایمن اس بار تمہیں گاؤں جانے کی کچھ زیادہ جلدی نہیں ہے؟" رابعہ نے ایمن کو پیکنگ کرتا دیکھ پوچھنے لگی

"ہاں رابعہ پتا نہیں کیوں اب اس ماحول میں میرا دم گھٹنے لگا ہے "اس نے بیگ کا زپ بند کرتے ہوئے کہا

ویسے تم بتاؤ تم اتنا خوش کیوں ہو رہی ہو "ایمن نے خود کو نارمل کرتے ہوئے پوچھا

"اس لیئے کے اب اگزیم کا ٹینشن ختم ہو چکا ہے۔"رابعہ نے چہکتے ہوئے جواب دیا

"اگزیم کا ٹینشن ختم ہوا ہے یا شہنائی بجنے کا وقت آنے والا ہے تبھی۔۔؟"ایمن نے قریب آ کر اس کو چھیڑا تو وہ شرمانے لگی اس سے پہلے کے رابعہ کچھ بھی کہتی عالیہ نے کمرے میں داخل ہو کر یہ اطلاع دی

"رابعہ تمہارا فون آیا ہے"

"میرا فون اس وقت"رابعہ تھوڑا پریشان ہوئی

"اچھا تو چل میں آ رہی ہوں"

"جاؤ جاؤ پیا جی نے یاد کیا ہوگا"عاشی نے پھر سے ٹانگ کھینچی تو وہ مسکراتی کمرے سے نکل گئی اور عاشی میگزین اٹھا کر پڑھنے لگی

اس نے دو چار ہی اوراق پلٹے تھے کے رابعہ کمرے میں واپس آ گئی مگر اس کے چہرے کی ہوایاں اڑ رہی

Downloaded from https://paksociety.com

تھی

" کیا ہوا رابعہ کس کا فون تھا؟" رابعہ نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی آنکھیں چھلک پڑیں

"ارے کچھ تو بولو تم رو کیوں رہی ہو کس کا فون تھا؟"

"خالا کا فون تھا" اس نے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہا

"سب ٹھیک تو ہے نہ کہیں ریحان بھائی ۔۔۔"

"وہ ٹھیک ہیں۔" رابعہ نے جلدی سے کہا

"پھر کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو؟"

"ایمن وہ مصطفیٰ ۔۔" مصطفیٰ کا نام سنتے ہی ایمن کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا" اس نے سوچا کے شاید مصطفیٰ نے خودکشی کر لی

" کیا ہوا مصطفیٰ کو ٹھیک تو ہیں ناں وہ" ایمن کے دل کا کرب اس کے لہجے میں بھی عیاں تھا

"پتا نہیں خالا بتا رہی تھی کے کل شام سے اس کی طبعیت خراب بس نیم بے ہوشی ہے جو ٹوٹنے کا نا ہی نہیں لے رہی"

" کل شام سے" گویا ایمن نے اس بات کی تصدیق چاہی

"ہاں کل شام سے خالا بتا رہی تھی کہ کل شام سے وہ اپنے کمرے میں تھا نا کھانا کھایا نہ کسی سے سیدھے منہ بات کی اور آج صبح سے ہی بے ہوشی کی نیند سویا ہوا ہے۔ پتا نہیں کیا ہوا ہوگا ضرور ریحان نے ہی کچھ کہا ہوگا میں جانتی ہوں اس کو۔ مصطفیٰ کی آزادی اسے شروع سے ہی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی بزنس جوائن کرنے کے لیئے فورس کیا ہوگا۔ یا کچھ اور پتا نہیں" رابعہ نے قیاس آرائی کرنی شروع کر دی مگر ایمن تو مانو احساس_ ندامت میں اندر ہی اندر گھلی جا رہی تھی۔

"ایمن میں خالا کے ہاں جا رہی ہوں ہاسپٹل تم چلو گی میرے ساتھ" رابعہ نے اپنا پرس اٹھایا دوپٹہ

Downloaded from https://paksociety.com

اوڑھتے وقت اس نے ایمن سے پوچھا

"ہوں۔۔میں؟ ہاں، ہاں ہاں کیوں نہیں۔" پتہ نہیں کس جذبے کے تحت اس نے الفاظ کی بے ترتیب ادائیگی کی اور شال اوڑھ کر رابعہ کے ساتھ چل پڑی

☆☆☆

"امی آپ نے رابعہ کو فون کر دیا تھا نا؟" فون پر بات کرنے کے بعد ریحان ماں سے مخاطب ہوا تھا

"ہاں بیٹا بس آنے والی ہوگی" ماں نے نم آنکھوں سے بستر پہ نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑے مصطفیٰ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے

"امی آپ نے تو کچھ نہیں کہا تھا نہ مصطفیٰ کو" ہر پل ہنستے مسکراتے اور چہکتے ہوئے بھائی کو نیم بے ہوشی کی حالت میں اس طرح بستر پہ پڑا دیکھ کر ریحان بھی تڑپ اٹھا

"میں بھلا کیا کہہ سکتی ہوں اس کو۔کل شام دیر سے گھر لوٹا تو بلکل بجھا بجھا سا لگا اور آتے ہی کمرے میں جانے لگا میں نے پوچھا بیٹا کھانا لگادوں تو کہنے لگا ماں جی بھوک نہیں دیر سے کھالوں گا دیر سے جب کمرے میں گئی تو میرا لال بخار میں تپ رہا تھا آواز دی تو کوئی جواب ہی نہیں دیا پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی میرے ہنستے کھیلتے لال کو" اتنا کہتے ہی ماں کی آنکھوں کے بند ٹوٹ پڑے

"اوہ! پلیز امی اب رونا تو بند کریں نہ اللہ رحم کرے گا انشاء اللہ مصطفیٰ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔" ریحان نے ماں کو دلاسا دیا

"ریحان صاحب ڈاکٹر نے کچھ دوائیاں لکھ کے دی ہیں پلیز آپ وہ جلدی سے لے آئیں" نرس نے دوائی والی پرچی اس کے ہاتھ میں تھمائی

"اچھا امی میں یہ دوائیاں لے کر آتا ہوں۔" ریحان پرچہ لے کر دوائیاں لینے چلا گیا تو مصطفیٰ کی طبیعت اچانک پھر سے بگڑ گئی۔اس کی ماں نے دوڑ کے ڈاکٹر کو بلایا ڈاکٹر نے جب ان کو باہر بھیج دیا تو وہ

Downloaded from https://paksociety.com

پریشانی میں تسبیح پڑھنے لگیں اتنے میں ایمن اور رابعہ بھی آ پہنچی مگر کمرے میں ڈاکٹرس اور نرس کی آ وَ بگھت اور اپنی خالا کو پریشان دیکھ وہ بھی بلکل پریشان ہو گئیں

"خالا یہ سب کیا ہو رہا ہے مصطفیٰ کو اب تک ہوش کیوں نہیں آیا"

"پتا نہیں بیٹا مجھے تو ڈاکٹرز بھی کچھ نہیں بتاتے ریحان بھی دوائیاں لینے گیا ہے۔میرا بچہ کل سے زندگی اور موت کے بیچ جھول رہا ہے پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی ہے میرے بچے کو"اس کے بہتے آنسوؤں نے ایمن کو احساس_ ندامت کے بوجھ تلے دبا دیا تھا وہ مصطفیٰ کی اس حالت کا ذمہ دار خود کو مان رہی تھی۔گھڑی کے کانٹے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ کر منٹس کو گھنٹوں میں تبدیل کر رہے تھے مگر شاید وقت ان کے لیئے رک سا گیا تھا دوسری رات بھی گذرنے والی تھی اس بیچ مصطفیٰ کو کوئی بار ہوش آیا بھی تو کچھ لمحوں کے لیئے۔مگر رات کے آخری حصے میں ڈاکٹر نے یہ خوش خبری سنا دی کے اب وہ خطرے سے باہر ہے۔اس کی ماں نے بارگاہ الٰہی میں شکرانے کے نفل ادا کرنے کے لیئے مصلہ بچھایا تو بس اس پر بیٹھے اللہ کے حضور گڑ گڑا کے اس کے ہوش میں آنے کی دعائیں مانگتی رہی۔شدید نروس بریک ڈاؤن کا اٹیک تھا جو اب ٹل چکا تھا مگر بخار تھا کے کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ریحان ڈاکٹر کے ساتھ اس کی رپوٹس دوائیاں اور طرح طرح کی ٹیسٹ چیک کروانے میں ہلکان ہو رہا تھا تو رابعہ اس کے داہنی طرف سے بیٹھی قران کی تلاوت کر رہی تھی تو دوسری طرف بیٹھی ایمن اس کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں لگا رہی تھی اور من ہی من اس کے ہوش میں آنے کی دعائیں بھی مانگ رہی تھی۔اس بار جب اس کو پوری طرح ہوش آیا تو اپنے سامنے ایمن کو دیکھ وہ حیران ہوا

"وجہ سے اس کے گلے سے آواز نہیں نکلی مگر وہ زیرلب بڑبڑایا جس کو صرف ایمن ہی سمجھ پائی تھی۔رابعہ مصطفیٰ کے بےسدھ پڑے وجود میں اچانک حرکت پا کر اس سے مخاطب ہوئی

"مصطفیٰ!"رابعہ کی آواز پر اس نے اپنا رخ موڑ کر رابعہ کی جانب دیکھا

Downloaded from https://paksociety.com

"ارے ہونے والی بھابی جی مجھے کیا ہونا ہے" آواز بلکل دھیمی مگر انداز میں وہ ہی شرارت پا کر رابعہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے

"بستر پے پڑے ہو پھر بھی شرارت سے باز نہیں آتے۔ تم نے تو جان ہی نکال دی تھی سب کی" اس نے مسکاتی آنکھوں میں آنسووں کی روانی لیئے اس کو ٹوکا

"اب کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ؟" ایمن کے سوال پر مصطفیٰ نے اس کی جانب دیکھا

"جی اللہ کا شکر ہے کافی بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ پر آپ یہاں؟ جواب دینے کے بعد اس نے اس نے پوچھا

"مصطفیٰ یہ میرے ساتھ آئی تھی تمہاری بے ہوشی کی خبر سن کر تو مجھ سے زیادہ اس کی حالت خراب ہو گئی تھی ۔سچ مصطفیٰ یہ بات تو ماننی پڑے گی جس سے بھی ملتے ہو نا اس کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہو۔" رابعہ نے بڑے ستائشی انداز میں اس کی تعریف کی

"ارے بھابی جی ہماری ایسی قسمت کہاں؟" مصطفیٰ کی نظریں غیر ارادی طور پر ایمن کی جانب اٹھ گئیں جن کا سامنہ وہ نہ کر سکیں اس نے اپنی نظرین جھکا دی

"ارے بھابی آپ کہاں چلیں "رابعہ کو اٹھتا دیکھ مصطفیٰ نے پوچھا

"خالا کو بتا کر آتی ہوں کے اس کی دعا رنگ لائی ہے تمہیں ہوش آ گیا ہے کافی دیر سے مصلے پر بیٹھی تمہارے ہوش میں آنے کی دعائیں مانگ رہی ہے۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اس کے جاتے ہی کمرے میں خاموشی ایسے چھائی رہی جیسے وہاں موجود ہر وجود پر سکتہ طاری ہو گیا ہو۔ ان میں ایک وجود کئی بار چاہ کر بھی اپنے احساس_ ندامت کی وجہ سے کچھ بھی پوچھنے کی کوشش میں نا کام اپنی نگاہیں نہیں اٹھا پا رہا تھا تو

دوسرا ان شرمندہ نگاہوں کے کارن خود سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

"میں جانتا ہوں ایمن آپ مجھ سے کیا پوچھنا چاہ رہی ہو "اس نے اٹھ کے بیٹھنے کی کوشش کی تو ایمن نے اس کو دو تکیون کی ٹیک لگوا کر اٹھنے میں مدد کی مصطفیٰ نے اپنی بات جاری رکھی

"ایمن میں نے کسی فلمی ہیرو کی طرح خودکشی کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اور میں کبھی ایسا کروں گا بھی نہیں ۔میں نے تم سے محبت کی ہے اور میری محبت اتنی کمزور نہیں کے تمہارا ساتھ نہ ملنے پر اپنے من میں بسی تمہاری محبت کی ان یادوں کو بھی مٹادوں جو میرے جیون کا سرمایہ ہیں ۔خود کو ختم کر کے میں ان کا گلہ اس طرح نہیں گھونٹ سکتا ایمن ۔تمہاری محبت کو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے اپنے دل میں زندہ رکھنا چاہتا ہوں ۔پھر کیسے بھلا میں اس وجود کو ختم کر سکتا ہون ایمن !۔تم مجھے محبت کا حق نہیں دے سکتی نہ سہی مگر میں نے تم کو چاہا ہے اور مرتے دم تک تمہیں ہی چاہوں گا ۔"وہ بغیر کسی توقف کے مسلسل بولتا رہا اور وہ جھکی ہوئی پر نم آنکھوں سے سب سنتی رہی

"ارے بھئی تم رو کیوں رہی ہو "امیں ابھی زندہ ہوں اور اتنی جلدی مرنے ۔۔۔۔۔"اس سے پہلے کے مصطفیٰ کی زبان اپنے موت کے ذکر سے اس کے دل کو اور زیادہ تڑپاتی بے اختیار اس کی نرم و نازک انگلیون نے گویا مصطفیٰ کے ہونٹوں پر چپ کے تالے لگا دیئے اگلے ہی پل اپنی انگلیوں پر اس کے ہونٹوں کا لمس پا کر اسے جیسے ہوش آ گیا اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا ۔

.تم بھی عجیب ہو ایمن عشق کی انتہا کو بھی چھو لیا ہے اور اس سے انکاری بھی ہو "وہ من ہی من کہنے لگا ۔ایمن کے اس انداز نے اسے الجھا دیا تھا

"مصطفیٰ پلیز آپ ایسا نہ کہیں"

" کیوں نہ کہوں ایمن تمہاری اس فکر کا ہر انداز یہ گواہی دی رہا ہے کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو ۔پھر کیوں؟ کیوں تم اس سے انکاری ہو؟"

"مصطفیٰ پلیز مت کریں مجھ سے اتنی محبت میں آپ کی اس بے لوص محبت کی حقدار نہیں ہوں ۔آپ کچھ

Downloaded from https://paksociety.com

بھی نہیں جانتے ہیں میرے بارے میں کہ میں کون ہوں؟ میرا ماضی کیا ہے؟" اس کا لہجہ بے بسی کی شدت سے بلکل ہی دھیمہ پڑ گیا تھا

"ایمن ویسے تو تمہارے ماضی سے میری محبت میں کوئی کمی نہیں آنے والی لیکن اگر تم سمجھتی ہو کے تمہارا وہ ماضی ہی ہمارے بیچ دیوار بنا ہوا ہے تو گرا دو آج اس دیوار کو اور بتا دو مجھے کے ماضی کا کون سا ورق تمہیں مجھ سے محبت کا اقرار کرنے سے روک رہا ہے۔" مصطفیٰ کی بات سن کر وہ اس کے قریب سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی

"سننے کی ہمت رکھتے ہو" اس نے نظر اٹھا کر مصطفیٰ کے چہرے کی جانب

" تبھی تو سننا چاہتا ہوں" ایمن نے اس کے وجیہہ اور پرسکون چہرے پر الجھن کی ہر شکن کو صاف دیکھ لیا جس کی ذمیدار وہ خود تھی اس لیئے اس نے رخ بدل کر آسمان کی جانب گھورنا شروع کیا

" کیا سوچ رہی ہو" اس کی خاموشی مصطفیٰ کو بے چین کر گئی

"یہ ہی کے کیسے بتاؤں آپ کو کے، میں آپ کی اس محبت کی حقدار نہیں ۔۔ کیوں کے میں پہلے سے ہی کسی اور کی محبت کا قرض اپنے دل میں بسائے بیٹھی ہوں

جس کی ادائیگی آج بھی میری آنکھیں کرتی ہیں ماضی میں اس کے دل پر برستی محبتوں کی بارشیں یاد آتے ہی آسمان پر چھائے کالے بادل ایمن کی آنکھوں سے برسنے لگے تھے۔ اور اسی کیفیت میں وہ اپنا پورا ماضی بیاں کر گئی جسے سنتے ہوئے مصطفیٰ کے چہرے پر بھی کئی رنگ آ کر گذر گئے۔ ایک بار پھر سے کچھ پلوں کے لیئے خاموشی نے اپنا ڈیرہ جمائے رکھا۔

"ایمن مجھے یہ سب جان کر بہت دکھ ہوا کے تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہوا مگر یقین مانو یہ سب سننے کے بعد تم سے میری محبت کم نہیں ہوئی بلکے اس میں شدت اور بڑھ گئی ہے اور سوری ٹو سے یو میں تم سے اس بات پر متفق نہیں ہوں کہ محض اس وجہ سے کے تم کسی کی بیواہ ہو تو تمہارا کسی کی محبت پر کوئی حق نہیں رہا۔ اور

Downloaded from https://paksociety.com

خبردار جو آج کے بعد تم نے ان آنکھوں کو مزید برسنے کے بہانے پیش کیئے۔ اب ان پر میرا حق ہے اور میں تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا کے ان میں چھپے موتی تم ایسے ضایع کرو۔" مصطفیٰ نے اتنے حق اور پیار سے اسے ڈانٹا تھا کہ بے اختیار مسکاتے ہوئے اس کی آنکھیں برس پڑیں۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

دامن مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

تحریر: کہکشاں صابر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

"درود پاک کی فضیلت و برکات احادیث مبارک کی رو سے"

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے اجالا کر دے

درود پاک پڑھنے والے کے گھر میں آفتیں اور بلائیں نہیں آتی، درود پاک پڑھنے کی اتنی برکتیں ہے کہ موسم خزاں میں بھی درود پاک پڑھنے والے کے گھر میں پہلی صبح کی بہار کا سا موسم ہوگا۔کیا عجب خدا پاک کی محبت ہے اپنے پیارے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے کہ فرشتے بھی رب کی رضا و خوشنودی کے لیے حضور پاک حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں

حدیث: 6

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جو آپ کا امتی آپ پر ایک بار درود پاک پڑھے اللہ تعالی اس کے بدلے اس امتی کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس درود پاک کے مثل اس پر رحمت بھیجتا ہے

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

درود پاک گناہوں کا کفارہ ہے

درود پاک ہر خیر کا جالب ہر شر کا دافع ہے

Downloaded from https://paksociety.com

پتہ نہیں ہم اپنی نادانی میں دن بھر کتنے گناہ اپنے نامہ اعمال میں لکھوا لیتے ہیں، لیکن جب ایک درود پاک کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائے، اور ایک گناہ کرنے کے بدلے میں ایک گناہ ہمارے اعمال میں درج ہوگا تو کیا ہم لوگ دن میں ایک درود پاک کی تسبیح سے خود کو خدا کے قہر سے نہیں بچا سکتے ۔۔کیا پتہ آخرت کے حساب کتاب کے ترازو میں ہماری یہی دن میں پڑھی گئی ایک تسبیح ہم کو صراط مستقیم کے پار کروادے اور ہم انعام کے طور پر دیدار مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہو جائیں۔ بیشک اللہ پاک جل لا جلالہ ھو ہے۔۔

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

حدیث: 7

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم یہ فرمائیں کہ آپ کی ذات برکات درود پاک ہی وظیفہ بنالوں تو کیسا رہے گا؟؟

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو اللہ تبارک وتعالی دنیا و آخرت کے تیرے سارے معاملات کے لیے کافی ہے۔

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

درود پاک فتوحات کی چابی ہے، درود پاک ایسی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا خسارہ نہیں ہے اپنے نصیب کو برا مت کہو کیونکہ یہ نصیب ہی تو ہے کہ ہم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے امتی ہے کیا ہر بند دروازے کی چابی انسان کے پاس ہے ہم لوگ رزق و ترقی کے بند دروازے پر سر پٹختے رہتے ہیں ہم نیک اولاد۔ اچھے رشتوں۔ دنیا و آخرات کی آسودگی کے لیے کہاں کہاں نہیں ماتھا رگڑتے قسمت کو الزام دیتے ہیں نادان جو ہوئے قریب کے آسان راستے کو چھوڑ کر خاردار راستے کا انتخاب کرتے ہیں اور پھر روتے کہ ہمارے ساتھ ہی کیوں۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

کیوں ہر دروازہ میرے لیے ہی بند ہے جبکہ اس بند دروازے کی چابی یعنی درود پاک ہمارے ہاتھ میں ہی ہوتی ہے۔بس آنکھیں بند کر کے دل کے کسی کونے میں چھپے دیپ کی روشنی کو محسوس کرتے ہوئے درود پاک ہی تو پڑھنا ہے پھر کیسے ہر بند دروازہ کھل کر نور آفتاب کی طرح پڑھنے والے کی ہر حاجت کو پوری کرتا ہے بیشک جو درود پاک کو ہی وظیفہ بنا لے اس کے دنیا و آخرات کے سارے کے سارے کام اللہ تعالی خود اپنے ذمہ لے لیتا ہے

درود پاک :صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و الہ وسلم

حدیث :8

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا

"مجھ پر درود پاک پڑھنے والے کو پل صراط پر عظیم الشان نور عطا ہوگا اور جس کو پلصراط پر نور عطا ہوگا وہ اہل دوزخ سے نہ ہوگا"

درود پاک :صلی اللہ تعالی علی حبیبہ رحمت للعلمین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

سبحان اللہ یہ وہی نور ہوگا جس کا اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بھی ذکر فرمایا ہے، جس دن دیکھے گا تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کوان کا نور ان کے آگے ان کے دائیں دوڑتا ہوگا اور فرمایا جائے گا کہ تمھارے لیے آج جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان بہشتوں میں ہمیشہ رہے گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے تلاش علم تو پہنچ گیا کہاں سے کہاں تک جہاں میں بتا تو سہی وہ کون سا سبق ہے جو خدا نے نہیں دیا قرآن میں ۔

حدیث :9

اے لوگو بیشک تم میں قیامت کے دن قیامت کے ہولوں اور اس کی دشوار گزار گھاٹیوں سے جلد از جلد نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا ہوگا ہاں اللہ تعالی اور

Downloaded from https://paksociety.com

فرشتوں کا درود پاک بھیجنا ہی کافی تھا مگر ایمان والوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم اس لیے دیا گیا تا کہ انہیں ان کا اجر عطا کیا جائے

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

کبھی ہم نے غور ہی نہیں کیا کہ سزا سے زیادہ اللہ پاک ہم کو انعامات کی بشارتیں ہی کیوں سناتا ہے کیوں ہمیں خود کے قریب کرنا چاہتا ہے، کیونکہ اللہ پاک کو اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے پیار ہے اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو اپنی امت سے۔ آپ صلی تعالی علیہ والہ وسلم ہی تو وہ اس راستے کا نور ہے جہاں خدا کی عظمت واحد لاشریک ہونے کے دیپ جلتے ہیں بیشک درود پاک جنت کا خوبصورت راستہ ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆ادھورا جہاں☆

تحریر: ارم فاطمہ

اس کے مزاج میں غصہ اور جلد بازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بچپن سے ہی ماں کی محبت سے محرومی نے اس کے اندر ایک خلا سا پیدا کر دیا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اس نے ماں کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ 8 سال کی عمر تک وہ ان کی بے تحاشا محبت کا اکلوتا حصے دار تھا۔ ان کی زندگی صرف اسی کے گرد گھومتی تھی۔ وہ ان کی نگاہوں کا مرکز و محور تھا۔

اس دن عید کا دن تھا۔ اس نے پاپا کے کمرے سے اونچی ہوتی آوازوں کو سنا چیختے چلاتے۔۔۔ اسے یقین نہ آیا کہ یہ اس کے وہی پاپا ہیں جن کے دھیمے مزاج کی تمام لوگ مثالیں دیتے ہیں۔ تب اس نے ماں کو گھر سے جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ رو رہی تھیں۔۔ واسطے دے رہیں تھیں۔۔۔۔ انہوں نے صرف ایک نظر اپنے بیٹے کی جانب دیکھا اسے خدا حافظ بھی نہیں کہا۔۔۔

وہ ان کے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر سلمان حسن نے اس کا بازو سختی سے پکڑ رکھا تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے اور پھر وہ نہ انہیں روک سکا نہ ان کے پیچھے جا سکا وہ ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی سے نکل گئیں۔۔ وہ انہیں پھر کبھی دیکھ نہ پایا۔ وہ اتنا سمجھدار تو نہ تھا کہ ان باتوں کو سمجھتا۔۔ وہ تو بس مچلتا رہا۔۔۔ تڑپتا رہا۔۔۔ سسکتا رہا۔۔۔۔ ماں کے پاس جانے کے لئے

اماں بی نے اسے سمیٹ لیا مگر ہر وقت اس کے چہرے پر ایک خاموشی اور اداسی طاری رہتی تھی۔ اس کا بچپن کہیں کھو سا گیا تھا۔ اور عید کا دن اس کے لئے ہمیشہ آنسوؤں بھری یادیں ساتھ لے کر آتا"۔ اس دن وہ سارا وقت اپنے کمرے میں تنہا گذار دیتا۔ کسی سے نہ ملتا۔

ایک اور صدمہ اسے جھیلنا پڑا جب اس نے مایا آنٹی کو پاپا کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے دیکھا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

"یہ تمہاری نئی مما ہیں۔ آج سے یہ یہیں رہیں گی"

انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔ آنکھوں میں امنڈتے آنسوؤں کے سبب دھندلی نظروں سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ بس اس نے پاپا سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور دوڑتے ہوئے اماں بی کی بانہوں میں چھپ گیا۔

"اسے اچھی طرح سمجھا دینا۔۔ میں اب اس کی کوئی اور بدتمیزی نہ دیکھوں"

انہوں نے جاتے جاتے اماں بی سے کہا۔

چند دنوں میں ہی اس کی حساس طبعیت نے جان لیا کہ جہاں اس نے ماں کو کھویا ہے وہیں وہ اب باپ کی شفقت اور محبت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ سلمان حسن کے پاس اس کے لئے بالکل وقت نہیں تھا یا شاید یہ بھی مایا آنٹی کی وجہ سے تھا کہ وہ سلمان کو عمیر کی طرف دیکھنے یا توجہ نہ دینے دیتیں یہ اس کا ننھا سا ذہن سمجھ نہ پایا۔ جوں جوں وہ بڑا ہوتا گیا حقائق اس کے سامنے آتے گئے اور کچھ اماں بی کی زبانی اسے معلوم ہو گیا......

"ادھورا جہاں"

ثنا احمد یعنی عمیر کی ماما مایا کی کزن تھی۔ مایا اس کے ماموں کی بیٹی تھی۔ والد کی وفات کے بعد ثنا اور اس کی والدہ کو طارق احمد یعنی مایا کے ابو کے پاس آنا پڑا۔ بھائی بھابی کے سوا کوئی آسرا بھی تو نہ تھا۔

دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتیں تھیں۔ اور بہت گہری دوست تھیں۔ ممانی کو ان ماں بیٹیوں کا وجود کسی کانٹے کی طرح چبھتا تھا۔ وہ انہیں کسی طور برداشت کرنے کو تیار نہ تھیں مگر یہ ان کی مجبوری تھی کہ اس گھر کے سوا ان کا اور کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ یونیورسٹی میں ثنا احمد کی ذہانت اور قابلیت کی دھوم تھی۔ جبکہ مایا کو محض کالج کی رنگینیوں اور فنکشنز سے دلچسپی تھی۔ پڑھائی میں نارمل تھی مگر اسے اپنے حسن پر بے پناہ ناز تھا۔ مایا کو ثنا کی اسی بات سے چڑ تھی کہ وہ اس کے ساتھ یونیورسٹی کے فنکشنز میں شرکت نہیں کرتی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

سلمان حسن اور اس کا گروپ ان فنکشنز کی جان ہوا کرتے تھے۔ ثنا کو ان ایکٹیوٹیز میں کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی وہ سلمان حسن کے گروپ کو جانتی تھی مگر مایا کی ہر بات سلمان سے شروع ہو کر اسی پہ ختم ہوتی تھی۔ ثنا یہ بات بہت اچھی طرح جانتی تھی کہ جن لڑکیوں کے باپ زندہ نہیں رہتے انہیں معاشرے میں قدم قدم پر احتیاط سے چلنا پڑتا ہے۔ مایا کی خود اعتمادی کی وجہ اس کے ماں باپ تھے جو اس کے لئے سائبان تھے۔ اس لئے ثنا بہت زیادہ محتاط رہا کرتی تھی کہ کسی کو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہ ملے کیونکہ اس کا تحفظ کرنے والا باپ اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔

اس دن موسم بہت خوشگوار تھا۔ دوپہر تک سیاہ بادلوں نے پورے آسمان کو ڈھک دیا ہلکی ہلکی بوندوں نے یونیورسٹی کے سرسبز گراونڈز کو خوبصورتی عطا کر دی تھی۔ مایا تو موسم انجوائے کر رہی تھی مگر ثنا کو پریشانی تھی کہ گھر کیسے جائیں گے پوائنٹ تک جاتے جاتے انہوں نے بھیگ جانا تھا۔

وہ اس وقت مایا کو گھور کر رہ گئی جو سلمان حسن سے کہہ رہی تھی کہ وہ انہیں گھر ڈراپ کر دیں۔

اس کی پر تعیش گاڑی میں بیٹھتے ہوئے وہ ہچکچا رہی تھی مگر اسے مایا کی موجودگی سے ڈھارس بھی تھی۔

سلمان حسن کے لئے یہ انوکھی بات تھی۔ انہوں نے زیادہ تر لڑکیوں کو آزاد اور بولڈ دیکھا تھا کہاں ثنا جیسی ڈرپوک اور سہمی ہوئی لڑکی۔۔۔ وہ اپنی معصومیت سے ان کے دل میں اترتی چلی گئی۔ اس کا بے نیازانہ رویہ اسے انفرادیت بخش رہا تھا۔

اور پھر سلمان اکثر مایا کے ساتھ نظر آنے لگا اور ثنا سے بھی اس کی ملاقات ہونے لگی۔ ایک دن اس نے مایا سے کہا وہ اس کے گھر آنا چاہتا ہے۔ مایا ایک انجانی خوشی کے احساس سے پاگل ہو گئی۔ جس دن سلمان حسن اپنے والدین کو لے کر ان کے گھر آیا ماموں ممانی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ان کے قدموں میں دل بچھا دیں۔ مایا بھی اس دن خصوصی طور پر تیار ہوئی۔

مگر ڈرائنگ روم سے آتی آوازوں نے اس کے قدم جکڑ لئے۔۔!

Downloaded from https://paksociety.com

سلمان حسن کے والدین اس کی بجائے ثنا کا ہاتھ مانگنے آئے تھے۔ مایا کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ سلمان حسن کی شادی ثنا سے ہو رہی ہے۔

وہ دن ثنا کی زندگی کے یادگار دن تھے جو اس نے سلمان حسن کے ساتھ گذارے تھے۔اور سال بعد عمیر کی آمد نے اس کے گھر کو مکمل کر دیا تھا۔

مایا نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سلمان حسن کے آفس میں ہی جاب شروع کر دی تھی اس کا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

ثنا سلمان حسن کے تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی مگر پھر بھی کہیں کہیں سلمان حسن کو اس سے شکایت رہنے لگی کہ وہ اسے وقت نہیں دیتی اس کی زندگی کا مرکز عمیر ہے۔

صبا اس کی دوست آفس میں مایا کی کولیگ تھی اس نے ثنا کو احساس دلایا مگر اس سے غلطی ہو چکی تھی۔ مایا کا جال پوری طرح سلمان کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔اس کی ہر وقت کی توجہ یگانگت اور التفات سلمان کو اس کی طرف متوجہ کرنے لگے اور بالاخر وہ سلمان کی زندگی میں اس طرح شامل ہوئی کہ ثنا کو اس کی زندگی سے نکال پھینکا۔ثنا نے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ اس کو اس کی اس چھوٹی سی غلطی کی اتنی بڑی سزا ملے گی کہ اسے اپنی ہی جنت سے نکلنا پڑے گا۔ یہ تمام باتیں اسے صبا آنٹی سے معلوم ہوئیں۔

عمیر نے کئی سال تک ماں کو ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر وہ کہیں نہ ملیں یہاں تک کہ وہ اپنی ماں اور ماموں کے ہاں بھی نہ گئیں تھیں......

"امیدوں کا جہاں"

معمول کے مطابق وہ آفس کے لئے نکلا۔ آج کچھ دیر ہو گئی تھی اور اوپر سے مصیبت یہ کہ ہر موڑ پر سگنل بند مل رہا تھا۔سگنل بند ہوتے ہی فقیروں کی فوج مکھیوں کی طرح گاڑیوں کی طرف بڑھنے لگتی اور وہ تب تک جان نہ چھوڑتے جب تک کہ انہیں کچھ دے نہ دیا جاتا۔

Downloaded from https://paksociety.com

بعض اوقات تو وہ جھنجلا جاتا تھا۔ ویسے تو اب وہ سخت مزاج انسان نہیں رہا تھا وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ صبر اور ٹھہراؤ آ گیا تھا اس کی طبعیت میں مگر اس دن نہ جانے کیوں وہ ضبط کھو بیٹھا۔

فقیروں کا غصہ ایک ننھے بچے پہ اتار بیٹھا جو سگنل بند ہونے پر اس کی گاڑی کی کھڑکی سے لگا التجائیں کر رہا تھا!

"صاحب! عید کا دن ہے پھول لے لیں!!!

اس دن کی تلخ یاد ذہن میں ابھری غصے میں اس نے نہ صرف بچے کو ڈانٹ دیا بلکہ باہر نکل کر بازو سے پکڑ کر گاڑی سے دور دھکیل رہا تھا کہ کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا۔

اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ جو کوئی بھی تھی چہرے پر معصومیت اور سادگی تھی مگر لہجہ نہایت سخت!

"مسٹر! انسانوں سے بات کرنے کے کچھ اصول اور طریقے ہوتے ہیں۔ آپ ایک محنت کش اور معصوم بچے کے ساتھ اس طرح کا رویہ کیسے رکھ سکتے ہیں جب کہ آپ ایک معقول انسان دکھائی دیتے ہیں"

اس کے ملائمت سے کہے گئے آخری چند جملے عمیر کو اس کی غلطی کا احساس دلا گئے۔ اس نے فوری طور پر نہ صرف معذرت کی اس سے بھی اور بچے سے بھی اور پھر اس بچے کا دل رکھنے کے لئے پھول بھی خرید لئے جب وہ پھول لے کر مڑا تو وہ اپنی جگہ پر نہیں تھی۔

آفس میں وقفے وقفے سے اس کے کہے گئے الفاظ اور اس کی آواز ذہن پر دستک دیتے رہے۔ جانے کیوں وہ خود کو اسے سوچنے سے باز نہ رکھ سکا۔

اب وہ روز آفس جاتے ہوئے اس روڈ سے گذرتا بچے سے جان بوجھ کر پھول خریدتا جو شاید اس کے کسی کام کے نہ تھے صرف اس آس پر کہ شاید کبھی انہی راستوں پر اس سے ملاقات ہو جائے۔ اس انسان سے جس نے اسے انسانیت سے روشناس کرایا۔۔۔

شاید اس کے جذبے صادق تھے کہ ایک روز وہ اسے نظر آ گئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

اب وہ سڑک کنارے کھڑے غبارے بیچنے والے بچوں سے غبارے خرید رہی تھی۔ کچھ بچوں سے اس نے پھول خریدے گاڑی میں رکھے۔ جانے کیا سوچ کر اس نے اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی۔ اب وہ اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔ کافی دیر تک گاڑی میں وہ اس کا تعاقب کرتا رہا مگر ایک سگنل پر وہ چوک کراس کر گئی اور اسے رکنا پڑا کیونکہ سگنل سرخ ہو چکا تھا۔ وہ ایک بار پھر اسے کھو چکا تھا۔

اس دن وہ دوپہر میں آفس سے نکلا کسی قریبی ریسٹورنٹ میں لنچ کرنے کے لئے۔۔۔ جب وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ اسے وہ نظر آ گئی۔

ہاں وہی تو تھی۔ پہلے تو وہ اسے واہمہ سمجھا کیونکہ اسے لگتا تھا ہر جگہ وہ ہے۔ مگر وہ وہی تھی۔

وہ ایک بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور سے نکل رہی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے شاپنگ بیگز تھے جنہیں وہ گاڑی میں رکھ رہی تھی۔

عمیر یہ بھول بیٹھا کہ اسے بھوک لگ رہی تھی جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور پیچھا کرنے لگا۔ راستے میں اس نے پھول اور غبارے بھی خریدے......

"ادھورا جہاں"

اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کی گاڑی ایک بڑے ہاسپٹل کے سامنے رکی۔

وہ کس سے ملنے آئی ہے؟ کون ایڈمٹ ہے اس کا یہاں؟ یہی سوچتے ہوئے وہ فاصلے سے اس کے پیچھے چلتا رہا۔ جب اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔

وہ ایک چلڈرن وارڈ تھا۔ وہ بچوں میں چاکلٹس اور چپس بانٹ رہی تھی اور انہیں پھول دے رہی تھی۔

وہ بہت حیران ہوا۔ اگلے دن وہ وقت سے پہلے وہاں پہنچ گیا مگر وہ نہیں آئی

پورا ہفتہ گذر گیا وہ نہیں آئی۔ مگر عمیر نے اپنا معمول نہ چھوڑا۔ اسے محسوس ہوتا کہ ایک انجانی خوشی اس کے اندر اتر رہی ہے جتنا وقت وہ مریض بچوں کے ساتھ گذارتا تھا۔ پھر ایک دن وہ آ گئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

وہ منظر نہایت خوبصورت تھا جب وہ ان بچوں میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔اس کی دلفریب ہنسی پر اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

تب ہاسپٹل کے کمپاؤنڈ میں پہلی بار انہوں نے ایک دوسرے سے بات کی۔۔اس کا نام کرن شاہد تھا۔اس کے والد ریٹائرڈ بینک آفیسر تھے۔اور والدہ پنجاب یونیورسٹی میں سائیکالوجی کی لیکچرار تھیں۔ کرن ان کی اکلوتی اولاد تھی۔وہ اکثر ہاسپٹل جاتی رہتی ہے اور دارالامان بھی ان مظلوم اور بے سہارا خواتین کے پاس ان کے وہ تمام دکھ سنتی ہے جو وہ کسی سے کہہ نہیں سکتیں ان کی تنہائیاں بانٹتی ہے خاص طور پر عید کے دنوں میں جب وہ اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرتیں ہیں جو اپنوں پر بوجھ بن گئیں ہیں وہ کرن سے اپنے تمام دکھ کہتیں ہیں۔زندگی صرف اپنے لئے جینے کا نام نہیں ہے یہ کرن کا کہنا تھا......

ایک دن عمیر اسے اپنے گھر لے گیا۔اماں بی سے ملوایا۔گھر کے ڈرائنگ روم میں لگی بڑے پورٹریٹ سائز تصویر دیکھ کر کرن پوچھنے لگی!

"یہ کون ہیں؟عمیر نے کہا"میری ماما ہیں"

بہت خوبصورت ہیں۔یہ کہاں ہوتیں ہیں؟اور گھر میں اتنا سناٹا کیوں ہے؟

تب عمیر نے دھیرے دھیرے اپنی زندگی کی کہانی سنائی۔کرن خاموشی سے سنتی رہی اور تصویریں دیکھتی رہی۔عمیر نے اس سے کہا کہ وہ بھی اس کے والدین سے ملنا چاہتا ہے۔کرن نے کہا چند دن میں لے چلوں گی امی کی طبعیت ٹھیک نہیں۔

اگلے تین دن اس کی کرن سے ملاقات نہ ہو سکی۔وہ فون کرتا تو فون مصروف ملتا۔

عید نزدیک تھی۔یہ پہلی عید تھی کئی برسوں میں جب وہ تنہا نہ تھا اب کرن اس کی زندگی میں تھی۔

اس دن اچانک کرن اس کے آفس آئی اور کہنے لگی!

"اٹھو کہیں چلنا ہے۔بہت ضروری ہے"

Downloaded from https://paksociety.com

عمیر نے کوئی سوال نہ کیا۔ گاڑی جب دارالامان کے گیٹ پر رکی تو عمیر ایک لمحے کو حیران رہ گیا۔

اس کے ساتھ اندر بڑھتے ہوئے کرن کہنے لگی!

"اس دن تمہارے گھر میں تمہاری ممی کی تصویر کو دیکھ کر میں یہ سوچتی رہی کہ انہیں کہاں دیکھا ہے؟ امی کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی اس لئے دو دن آ نہیں سکی کل میں دارالامان آئی تو مجھے یاد آیا کہ جو کہانی تم نے مجھے سنائی تھی وہ میں نے یہاں درالامان میں ایک خاتون سے سنی تھی۔ تمہاری امی کی تصویر دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہی تمہاری امی ہیں"

عمیر بے یقینی کی کیفیت میں ساری بات سن رہا تھا۔ 22 سال کے طویل وقفے کے بعد دونوں ماں بیٹا آمنے سامنے تھے۔ کتنا لپٹ لپٹ کے رویا وہ ماں سے۔۔۔

عمیر کو تو گویا دو جہاں کی نعمت مل گئی تھی۔ وہ انہیں ڈسچارج کرا کر گھر لے آیا۔ زندگی اسے خوبصورت لگنے لگی تھی۔ وہ جلد از جلد کرن کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

جب عمیر کی امی نے کرن کے والد فیاض احمد سے بات کی اور کرن کا رشتہ مانگا تو وہ خاموش ہو گئے۔ کتنے ہی صبر آزما لمحے گذر گئے۔ کافی دیر بعد فیاض احمد بھرائی ہوئی آواز میں بولے "یہ رشتہ نہیں ہو سکتا کرن اب چند مہینوں کی مہمان ہے۔ اسے بلڈ کینسر ہے"

آگے شاید وہ بہت کچھ کہہ رہے تھے مگر عمیر کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

اس کے ڈوبتے دل اور دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ دماغ میں ایک ہی بات گردش کر رہی تھی۔

" کرن کو کینسر ہے۔ وہ چند مہینوں کی مہمان ہے'

وہ کرن!

جس نے اسے انسانوں سے پیار کرنا سکھایا۔۔

جس نے اس کے اندر انسانیت کو بیدار کیا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

جس نے اس کی ادھوری شخصیت کو مکمل کیا۔

جس نے اس کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ لوٹایا۔۔۔اس کی ماں۔۔۔

جنہیں وہ کھو چکا تھا۔۔

وہ کرن!

وہ زندہ نہیں رہے گی تو وہ کیسے جیئے گا؟

وہ زندہ نہیں رہے گی تو وہ کیسے جیئے گا؟

مگر زندگی کب رکی ہے؟اس کے کہے گئے آخری الفاظ کی بازگشت اسے آج بھی اسی طرح سنائی دیتی ہے!

کرن نے کہا تھا!

"اگر تم میرے لئے کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو ان تمام بچوں اور عورتوں کو وہی اپنائیت اور محبت دینا جو میں انہیں دیتی رہی۔انہیں کبھی انتظار نہ کروانا۔۔۔انتظار بہت اذیت ناک ہوتا ہے۔ان کے ساتھ خوشیاں بانٹنا۔۔۔عید کا دن ان کے ساتھ گذارنا جیسے کہ میں کرتی تھی۔۔

میرے بعد ایک نارمل زندگی گذارنا تم میرے لئے اپنی زندگی اور اپنی ماں کے ارمان ختم نہ کرنا۔۔زندگی آگے بڑھنے کا نام ہے۔۔

عمیر وعدہ کرو مجھ سے کہ میرے ان آخری الفاظ کو تم ہمیشہ یاد رکھو گے اور دوسروں کے لیے ایسی کرن بنو گے جن سے لوگ روشنی اور امید حاصل کر سکیں۔"

زندگی عمیر کے لئے اب کسی امتحان سے کم نہ تھی۔ایک طرف اسے کرن سے کئے گئے وعدوں کی لاج رکھنا تھی اور دوسری طرف اپنے دل میں موجود اس کی محبت کو ہمیشہ زندہ رکھنا تھا۔

عید کا دن اس پر دو طرح کی کیفیات لئے شروع ہوتا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

ایک طرف ماں اور زندگی کے مقصد کو پا لینے کی خوشی ہوتی تھی وہیں کہیں ایک خلش ایک گہرا دکھ دے جاتی تھی کہ کاش اس سفر میں کرن اس کے ہمراہ ہوتی تو زندگی واقعی حسین ہوتی۔۔۔!

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆زندگی کانچ کا کھلونا☆

(قسط نمبر ۲)

ساریہ چوہدری

وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی سعد تڑپ کے اسکی طرف بڑھا تھا

میری سحر؟ جتنی تڑپ انداز میں تھی اس سے کئی زیادہ آواز میں تھی..........ضبط سے پارس کی مٹھیاں بھینچ گئیں تھیں آنکھیں سختی سے میچ کے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کی تھی چہرہ برداشت سے سرخ ہو رہا تھا بلا آخر اسنے گہری سانس کھینچ کے آنکھیں کھولیں تھیں............

ڈونٹ وری......آ رہی ہے وہ...............سعد کو تسلی دیتی باہر نکل گئی تھی......اذیت کی انتہا پہ کھڑی وہ لان میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی ٹیپو بغور اسکا جائزہ لے رہا تھا

اسی وقت سیٹھ تیمور گیٹ سے انٹر ہوا تھا ساتھ سحر بھی تھی......سحر بھاگ کے پارس کے بازو سے جا لگی تھی......جبکہ پارس اسکے گرد بازو کا گھیرا ڈالے تسلی دے رہی تھی ساتھ سامنے کھڑے سیٹھ کو دیکھ رہی تھی جو بہت برداشت سے وہاں کھڑا تھا......

میرے بچے؟ غصہ ضبط کرتے پوچھا تھا.................

یہی ہیں..........اتنی تکلیف کیوں سیٹھ تیمور؟ جو ہزاروں ماں باپ کے لخت جگر چھین لیتے ہو تب تمہیں تکلیف کیوں نہیں ہوتی؟ جب انکے باڈی پارٹس فروخت کرتے تب تمہاری تڑپ شفقت کہاں مر جاتی ہے؟ کیا وہ کسی کی اولاد نہیں ہوتے؟؟ کیا ان ماں باپ کا دل خون کے آنسو نہیں روتا ہوگا؟؟؟ ظلم کی انتہا پہ ہو سیٹھ تیمور؟؟ حد ہے نا......پارس کی تلخ سچائی پہ وہ سر جھکا کے رہ گیا تھا کیونکہ فی الوقت بولنے کے قابل نہیں تھا...............

Downloaded from https://paksociety.com

سمیر دونوں بچوں کو لے آیا..........جو پارس کے پاس آ کھڑے ہوئے تھے......

اللہ خافظ پارس آنی.................دونوں نے مسکرا کر ہاتھ ملایا تھا پارس بھی مسکرا دی تھی

سیٹھ تیمور آئندہ مجھ سے پنگا لینے سے پہلے سوچ لینا..........آج تک میرا پیار اور ہنسی دیکھی ہے تم نے.....میرے اندر جو نفرتوں اور تلخیوں کے پہاڑ ہیں ان سے واقف نہیں ہو تم......میں بہت ضبط کی کوشش کرتی ہوں مگر بس وہاں تک جہاں تک بات میری ذات تک ہو جہاں مجھ سے جڑے رشتوں کو نقصان پہنچانا چاہے کوئی میں اسکے ٹکرے کر کے کتوں کے آگے ڈال دیتی ہوں..........میری خاموشی اور شرافت کو دوبارہ میری کمزوری مت گردانا................ورنہ آج تو خود چل کے میرے گھر تک آئے ہو آئندہ اتنی بھی مہلت نہیں دوں گی.....سو اب کچھ بھی کرنے سے پہلے ہزار بار سوچ لینا.....پارس نے اک اک لفظ چبا چبا کے بولا تھا................سیٹھ غصے کے گھونٹ بھر کے رہ گیا تھا دونوں بچوں کی انگلی تھامے نکل گیا تھا.....سمیر اور ٹیپو دونوں چپ کھڑے تھے کیونکہ اتنی تلخی پارس میں کبھی نہیں دیکھی تھی اسے ہر پل ہنستے مسکراتے دیکھا تھا................جیسے ہی پلٹی تھی سامنے وہ سارے کھڑے تھے.....سحر بھاگ کے سعد کے سینے سے جا لگی تھی.....پارس بنا کوئی تاثر دیئے سپاٹ چہرے کے ساتھ تیزی سے نکل گئی تھی.....وہ سب اسے جاتا دیکھ رہے تھے انہیں ابھی تک پارس حسن سمجھ نہیں آئی تھی کیونکہ نہ وہ کسی سے بات کرتی تھی نہ کسی کے پاس بیٹھتی تھی اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی, اور سب سے اہم.....اور سب سے اہم بات جو نوٹ کی اسکی آنکھیں جو شاید تھیں تو کالی مگر ان میں سرخ ڈورے قدرتی تھے اوپر سے وہ آنکھیں ہمیشہ نم دیکھی گئی اکثر دیکھنے والوں کو اسکی نظریں اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھیں لیکن وہ نظر جھکا کے رکھتی ہے اس ڈیڑھ ماہ میں اک دن شاید ھو گا جوان میں سے کسی کی پارس حسن سے نظر ملی ہو دوسرا اس میں فیشن نہیں تھا رنگ برنگے ماڈرن ڈیزائن شدہ ڈریس بھی نہیں پہنتی تھی وہ سمپل جینز اور لانگ میں سر پہ اسکارف باندھے پائی جاتی ہے اگر کوٹ نہ ہو تو گھٹنوں تک شرٹ نہ

Downloaded from https://paksociety.com

لمبی نہ چھوٹی انہوں نے اسکی کئی پک دیکھی ہر پک میں اسکا اک ہی انداز لانگ شرٹ فیشن میں ہے یا شارٹ اسنے وہی پہنی جو اسکے مزاج میں اور سر پہ اسکارف لازمی لپیٹ کر رکھتی تھی..................اور فیشن نہ ہونے کے باوجود بھی وہ ان سب میں زیادہ باوقار اور سحر انگیز پرسنلٹی والی لڑکی تھی...........آنکھوں میں نمی تھی مگر لب ہمیشہ مسکراتے ملے یہی سمجھ نہیں آسکی کہ آنکھیں نم تو لب پہ ہنسی کیوں اگر لب پہ ہنسی ہے تو آنکھیں نم کیوں...............اس دھوپ چھاؤں جیسی لڑکی سے اک تو شاید دل ہار بیٹھا تھا اور اک محض جلن سے حسد کی آگ میں جلنے لگی تھی

☆☆☆

گاڑی جیسے ہی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی وہ بچی حیرانی سے گھر کے اندر اتنی لمبی سڑک کو دیکھنے لگی تھی جسکا گیٹ سے گیراج تک کا فاصلہ دس منٹ کا تھا گاڑی پر......اتنا بڑا گھر......وہ گاڑی سے اتر کر کھوئے کھوئے انداز میں ہر طرف نظر دوڑا رہی تھی اتنے بڑے لان رنگ برنگے پھول اور پہ پودوں کی کٹنگ ایسا لگتا تھا جنت میں ہو بندہ......شمائل آفریدی اسے یوں حیران دیکھ کے مسکرا دیئے تھے آگے بڑھ کر ملازم نے بریف کیس لیا تھا انہوں نے گڑیا کی انگلی تھام لی تھی اور اندر کی طرف بڑھے تھے......جیسے جیسے وہ چلتی جا رہی تھی حیران ہوتی اور خوش ہو رہی تھی

واؤ ونڈر لینڈ......بے ساختہ بولی تھی شمائل صاحب ہنس دیئے تھے

یہ آپکا گھر ہے؟ اسنے حیرانی سے پوچھا تھا

جی بلکل میرا ہے اور آج سے آپکا بھی......

میرا؟ وہ حیران سی انہیں تکنے لگی تھی

جی آپکا......آپ میری گڑیا اور میں آپکا بابا......انہوں نے اسکے گال پہ پیار کرتے کہا تھا

واؤ......وہ سب کچھ بھلائے بس گھر میں دوڑتی بھاگتی پھر رہی تھی شمائل صاحب نے ملازمہ کو بھیج کے

Downloaded from https://paksociety.com

اسکے لیئے ڈریس جوتے سب منگوایا تھا اب وہ سچ کی گڑیا بنی کھڑی تھی ......شمائل صاحب کو جانے کیوں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی بے اختیار پیار لٹا رہے تھے اور سب کو تاکید بھی کی تھی کہ آج سے گڑیا کا ہر کام وقت پہ ہو جو وہ کہے مانا جائے اسکے کسی کام میں تاخیر نہ ہو، سب نے یہ سبق ازبر کر لیا تھا..................

اچھا یہ بتاؤ کونسے اسکول جائے گی گڑیا؟؟ شمائل صاحب نے اسے کھانا کھلاتے پوچھا تھا

بڑے والے..........وہ معصومیت سے بولی تھی

روٹس اسکول سسٹم چلے گا؟ انکے کہنے پہ پل میں اسکا رنگ بدلا تھا

نہیں ....وہاں ہارون بھائی لوگ جاتے میں نہیں جانا ....اسنے زبردست نفی کی تھی

چلو پھر بیکن ہاؤس......وہ بیسٹ بھی ہے اور بہت بڑا بھی اس میں پلے لینڈ بھی ہے اور پیارے پیارے ٹیچرز بھی..............شمائل صاحب دوسرا آپشن دیا تھا

ہاں وہاں مجھے ڈیڈی ایڈمیشن کروایا تھا......وہ جوش سے بولی تھی

مگر ڈیڈی کے بعد مجھے پڑھنے نہیں دیا ان گندے لوگوں نے......وہ منہ لٹکا کے بولی تھی

چلو اب پھر وہی چلیں گے۔ وہ خوش ھو گئی تھی ....

☆☆☆

دوسرے ہی دن شمائل صاحب اسے سکول داخل کروا آئے تھے......اپنا سکول اور ٹیچرز دیکھ کے وہ بہت خوش تھی پھر نئے جوتے یونیفارم اور بکس ....وہ سب لے کر گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی تھی مگر اب چہرے پر رونق کی بجائے اداسی تھی آنکھوں میں آنسو تھے شمائل صاحب گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے دیکھ کر چونک گئے تھے پھر اسکی نظر کا تعاقب کیا تھا وہ گیٹ پہ کھڑی بچی اور اسکی ماں کو دیکھ رہی تھی جو روتی بچی کو سینے سے لگائے چپ کروا رہی تھی ساتھ گدگدا بھی رہی تھی وہ بچی روتی روتی ہنس دیتی تھی

گڑیا..........شمائل صاحب پیار سے پکارا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

میرا جی چاھتا ہے بابا میں ان لوگوں کی گردنیں یوں مروڑوں جیسے یہ مشین چل رہی ہے............اپنے خیالوں میں کھوئے اسنے اس طرف اشارہ کیا تھا جہاں اک آدمی مشین پہ گنے کا رس نکال رہا تھا

.................اسکا یہ انداز دیکھ کے وہ چونک سے گئے تھے

نہیں بیٹا یوں نہیں سوچتے اپنے سارے معاملے اللہ پہ چھوڑتے ھیں وہ بہترین فیصلہ انہوں نے سمجھایا تھا مگر بابا انہیں نے میری ماما کو بہت مارا انکا بہت خون نکلا میری مما انکو بہت کہا مجھے نہ مارو میں سب باتیں مانوں گی مگر انہوں نے ماردیا مما کو............پھر مجھے بھی بہت مارا......اب میں ماروں گی انکو بابا ویسے ہی جیسے یہ مشین چلتی ہیں اسکے اندر جنون جھلک رہا تھا............شائل صاحب اسے سمجھانا چاھتا مگر پھر کچھ سوچ کر رک گئے تھے شاید بچی اپنی جگہ ٹھیک تھی اسکے سامنے اسکی ماں کو نجانے کیسی اذیتیں دے کے مارا ہو بچے کچھ نہیں بھولتے..................

بابا اک وہاں رخماء آپی بھی تھی ،وہ کہتی تھی جب تم نے منہ کالا کرنا ھو نا کسی کے ساتھ بھاگنا ہو میرے گھر آ جانا میں آنٹی کی طرح تمہیں ماروں گی نہیں فل انجوائمنٹ کرواؤں گی......بابا یہ منہ کالا کرنا کیا ہوتا ؟؟؟بچی کے منہ سے ایسی بات سن کے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگایا تھا جنکی بچی اتنی گھٹیا سوچ رکھتی ہے وہ خود کیسے ھونگے ؟ زلیل کمینے لوگ...........شائل صاحب نے سوچا تھا

دفعہ کرو سکو سب بکواس کرتے ہیں ....تم نے اب اپنی سٹڈی پہ فوکس کرنا بہت سارا پڑھنا ہے

......انہوں نے پیار سے سمجھایا تھا

پڑھ کے کیا میں ان سے بدلہ لے سکوں گی؟؟؟ اسکی سوئی ابھی بھی وہی تھی

جی بلکل پڑھو گی لائر بنو گی تو ان پہ کیس کرنا اور سیدھے طریقے سے قانون کے تھرو ہم انکو سزا دلوائیں گے ......اور اسکے لیے آپکو پہلے بہت سا پڑھنا ہے،آپ پڑھو گی نا ؟

انکی بات پہ کچھ سوچتی زور سے گردن ہلانے لگی تھی ....

Downloaded from https://paksociety.com

گڈ گرل......اب گھر چلیں؟؟؟انہوں نے مسکرا کر سوال کیا......

نہیں تو......اب ہم پلے لینڈ جائیں گے پھر آئس کریم کھائیں گے پھر گھر جائیں گے......وہ دادی اماں بنی سمجھا رہی تھی شمائل صاحب قہقہہ لگا کر ہنسے تھے

جی جو حکم ھماری بیٹی کا............چلو بھئی ڈرائیور سیدھے پلے لینڈ......انہوں نے ڈرائیور کو حکم دیا اور خود اس سے باتیں کرنے لگے تھے..................

☆☆☆

دیکھو جو بھی کرنا ہے جلدی کرو میری ڈیل پکی ہو چکی ہے میں پے منٹ بھی لے چکا ہوں اب وعدے کے مطابق چیز انکے خلاف نہ کرنے کا مطلب تم جانتی ہو نہ صرف پے منٹ لوٹانی پڑے گی بلکہ ٹانگیں بازو توڑ کے کسی گہرے کنویں میں پھینک دیں گے...........یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے..........سیٹھ فون پر کسی پر برس رہا تھا

نہ نہ نہ ناممکن آرڈر سونے کا دے کے چیز پیتل کی ہمارا اصول ہی نہیں جس پر سودا ہوا وہی دینا ہے اور وہ نہ مسلم ہیں نہ پاکستانی، کہ لحاظ کریں سو جلدی کرو جو بھی کرنا اور مجھے بتاؤ میں اب کسی ٹھوس اور مضبوط پلان سے ہاتھ ڈالوں گا...........آگے سے جانے کیا کہا گیا تھا جو وہ انکاری تھا پھر تسلی دینے لگا تھا

کیسا پلان؟؟؟بیزاری سے سیٹھ نے پوچھا؟؟؟

آگے سے شاید کوئی تفصیل بتانے لگا تھا۔

پہلے بھی تمہارا پلان لے ڈوبا ہے مجھے اور اب یہ نیا ڈرامہ......وہ سچ میں اکتایا ہوا تھا یا اعتبار اٹھ چکا تھا اگلے سے................

اسکے لئے پہلے تمام ڈاکومنٹس چاہئیں اور پراپرٹی کی معلومات پھر ممکن ھے......چلو جلدی سے دیکھ لو ورنہ میں اسکی جگہ تمہادا نام رکھ دوں گا یاد رکھنا...........سیٹھ غصے سے دھمکی دیتا فون بند کر گیا تھا......تبھی

Downloaded from https://paksociety.com

شایان اسکے پاس آ بیٹھا تھا

بابا آپ اپنا وعدہ بھول گئے میری سائیکل نہیں لائے نا؟ وہ خفگی سے یاد دلا رہا تھا

اووووو............شیر ایاد ہے؟ بلکل یاد ھے بس کام ہی اتنا تھا وقت نہیں ملا......کل سنڈے ہے ساتھ چلنا پسند سے جو لینا ھو لینا سیٹھ تیمور نے بیٹے کو گود میں بیٹھا کر پیار کرتے کہا تھا پکا؟ پھر پلے لینڈ بھی جانا ہے اور آئس کریم کھانے بھی..................شایان نے اک آفر سے ڈبل فائدہ اٹھاتے ہوئے پلان کیا تھا۔

جی پکا شہزادے..........اچھا یہ بتا وہ جو پارس تھی اسنے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا تو دونوں کو؟؟؟ کسی خیال کے تحت سیٹھ نے سوال کیا تھا

نہیں تو بابا پارس آنی بڑی گریٹ ہیں بہت پیار کرتی ہیں اتنے سارے کھلونے دیئے ہم دونوں کا کھانے والی چیزیں بھی اور ہم نے کرکٹ بھی کھیلی......بہت مزہ آیا ہمیں...... پتہ ھے بابا وہ جب بھی سکول جاتی ھیں سب بچوں سے اتنا پیار کرتی ھیں اتنی چیزیں دیتی ھیں سب کو پارس آنی پسند ہیں شایان پارس کی تعریفوں کے پل باندھنے لگا تھا سیٹھ مسکرا دیا تھا

تبھی تو دنیا اسکے قدموں میں رھتی ہے اللہ اسے انہیں اچھائیوں کے بدلے عظیم تر بنا رہا ہے......وہ خود سے ہمکلام ہوا تھا.................اور پھر شایان کا ہاتھ تھام کر اندر کی طرف بڑھ گیا تھا

☆☆☆

وہ کتابوں میں درج تھا ہی نہیں

جو پڑھایا سبق زمانے نے مجھے

شمائل آفریدی نے تمام محبتیں گڑیا پہ لٹا دیں تھیں اسے پہ اتنی محنت کر رھے تھے کہ وہ اک باہمت اور بے خوف بہادر لڑکی بن جائے انہوں اسے گھر پر اپنے بنے جم خانہ میں باکسنگ سیکھائی تھی کئی گھنٹے وہ اسکے

Downloaded from https://paksociety.com

ساتھ اس کام میں لگ دیتے تھے پھر اسے کراٹے سیکھائے تھے......جب اسے ساری سمجھ آ گئی تو اسے سینٹر لے گئے تھے اور باقاعدہ کورس کے بعد اس بلیک بیلٹ ملا تھا وہ اسکے اندر اتنی مثبت اور بھلائی کی طاقتیں انڈیل چکے تھے کہ وہ کسی سے ہار یا خوف زدہ نہ ہو پاتی......پڑھائی میں وہ سب سے آگے تھی پہلی پوزیشن پکی اسکی تھی......دن رات گزرتے گئے اور آٹھویں کلاس میں آ گئی تھی............مگر بچپن کا اک اک پل اسے ازبر تھا اک اک لمحہ ذہن کی سکرین پر فٹ تھا..................

بابا آپکو بریریاد آتا؟میتھ کے سوال کرتے کرتے نجانے کیوں خیال آیا تھا وہ لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کر اسے تکنے لگے تھے۔

آج کیوں......کدھر سے خیال آیا؟؟؟

وہ بابا آپکے ساتھ جو انکل رابرٹ آئے ہیں نا انکا بیٹا بھی ہے اتنی ہیلپ کرتا ہے انکی وہ ہر دم فریش دکھتے ہیں کہتے ہیں بس ڈینیل نظر آتا ہے تو تھکن اتر جاتی ھے اس لییے آپکو بھی تو یاد آتی ہوگی نا وہ ھوتا تو آپ بھی ریلیکس ھوتے............ھے نا؟؟وہ اسکے ......مشاہدے سے حیران تھے

واہ ھماری گڑیا تو سیانی ھوگئی ھے......انہوں نے ساتھ لگایا تھا اسے..................

بابا بات گھمائیں مت......بتائیں نا......وہ باضد تھی وہ مسکرا کر رہ گئے تھے مگر دل درد سے بھر گیا تھا اولاد کو کون بھول سکتا ھے بھلا......ہر دم یاد ھے مگر نصیب ھے نا......میرا بیٹا باپ کے ہوتے یتیمی کی زندگی جی رہا ہے نجانے کیسا ھوگا باپ کا اتنا بزنس اور بیٹے کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا......وہ دکھ سے چور لہجے میں بولے تھے۔

بابا کیا آپکو علم نہیں وہ لوگ کہاں رہتے ہیں؟؟؟انہیں دکھی دیکھ کر وہ بھی اداس ھوگئی تھی

پتہ ہوتا تو کب کا مل چکا ہوتا ساتھ لے آتا مگر یہی تو نہیں معلوم کدھر ہیں جب سین اسے لے کر گئی تھی تو جلد ہی شادی کر لی تھی اسنے پھر پتہ چلا کینڈا جا چکی ھے اسکے بھائی نے گھر بدل لیا شاید شہر سے ہی چلے

Downloaded from https://paksociety.com

گئے میں بہت پتہ کروایا مگر آج تک نہیں مل سکا مجھے......انکی آنکھیں نم ہو چکیں تھیں ......وہ بھی اداس ہو چکی تھی ......

خیر اللہ خوش رکھے، سلامت رکھے جہاں بھی ہے میرے پاس ہو نا تم...... بیٹے سے کم ہو کیا؟؟؟انہوں نے اسے سینے سے لگاتے کہا تھا

میرا شیر بیٹا ہو تم......وہ انکے پیار پہ رونے لگی تھی

ارے ارے یہ کیا؟؟؟انہوں نے اسے روتا دیکھ کر پوچھا تھا

بابا آپ بہت اچھے ہیں ساری دنیا سے اچھے کوئی بھی آپ جیسا نہیں اللہ پاک بریرکو بھی جلد آپ سے ملوائے تاکہ اسے اتنے اچھے بابا ملیں وہ انکے گلے میں بانہیں ڈال کے بولی تھیں وہ...... وہ مسکرادیئے تھے ......وہ حقیقتاً عظیم انسان تھے اور ایسے لوگ صدیوں بعد جنم لیتے ھیں......

☆☆☆

مجھے آپکی شکایت ملی ہے گڑیا آج سکول سے کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے انہوں نے اس سے کہا تھا۔

وہ حیرانی سے دیکھنے لگی تھی انہیں کیونکہ اسکے زہن میں دور دور تک ایسا کام نہیں تھا جو غلط کیا ہو اسنے، کبھی ستایا ہو، مارا پیٹا ہو، لڑائی کی ہو کچھ بھی نہیں پھر کیسی شکایت؟

آپکی ٹیچر بتا رہی تھیں آپ کسی سے بات نہیں کرتی نہ آپ دوست بنائی کوئی نہ آپ کلاس کے ساتھ گھلتی ملتی ھیں......کیوں؟؟؟انہوں نے بغور اسے دیکھتے پوچھا تھا

بابا مجھے کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی دوست کی......میں اپنی ہر بات ہر دکھ مسئلہ خواہ کیسا بھی ھو آپ سے کہہ لیتی ھوں اس لئے میں بس اپنے آپ میں مگن رہتی ہوں......اسنے بڑے آرام سے جواب دیا تھا

لیکن بیٹا ہمیں اس معاشرے میں رہنے اور اس دنیا میں جینے کے لیئے دوستوں کی لوگوں کی ضرورت ہمیشہ رھتی ہے یوں سب سے کٹ جاؤ گی تو تنہا رہ جاؤ گی......انہوں نے نرمی سے سمجھایا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

بابا تنہا تو انسان ازل سے ہے تنہا آیا ھے اور تنہا ہی جانا ہے..........لوگوں کے ھوتے بھی اکثر لوگ تنہا جی رہے ہیں...............اور ویسے بھی بابا مجھے کوئی بھی قابل اعتبار نہیں لگتا......اس لیے زیادہ گھلتی ملتی نہیں میں ویسے تو میری ساری کلاس سے اچھی بات چیت ھے..........اس نے اپنی کہہ کر آخر پہ صفائی بھی دے ڈالی تھی......شمائل صاحب حیران تھے کہ بارہ تیرہ سال کی بچی اعتبار اور بے اعتباری کے بیچ الجھی ہے اسے ابھی سے یہ معلوم ھے انسان بے اعتبار ھوتا ہے

بابا آپ کیوں پریشان ھیں؟؟؟ میں بلکل نارمل ھوں ٹیچرز کو یونہی لگتا میں سبب سے الگ رھتی ھوں ....بابا میری ساری کلاس سے فرینڈ شپ ھے بس میں بہت کلوز فرینڈ نہیں بناتی بابا مجھے اپنا آپ شیئر کرنا پسند نہیں ہے بس اس لیئے ....آپنے مجھے اتنا سٹرونگ بنایا ہے بابا میں تنہا ہو کر بھی تنہا نہں ہوتی آپ ہی تو کہتے ھیں اللہ ہر دم ساتھ ہوتا ہے...............اس سے دوستی رکھو وہ بے اعتبار نہیں کرتا اسے ہر دکھ بتاؤ وہ کبھی بکھرنے نہیں دیتا اسے ھر راز بتاؤ وہ کبھی راز افشاں نہیں کرتا..........بس میں بھی اسے فرینڈ بنالیا فاسٹ فرینڈ جو کبھی بے وفائی نہیں کرتا آخری سانس تک ساتھ نبھاتا ہے اب کی بار شمائل صاحب نہ صرف حیران تھے بلکہ بے انتہا خوش بھی کہ انکی تربیت انکی محبت رنگ لائی تھی اسنے وہی کچھ سمجھا سیکھا جو انہوں نے بتایا سیکھایا......اور اسنے نہ صرف سمجھا بلکہ عمل بھی کیا انہوں نے اٹھ کر اسے سینے سے لگالیا تھا آئی ایم پراوڈ آف یو مائی ڈیئر اینڈ آئی لو یو......سوچ..............

آئی لو یو ٹو بابا..........اسنے بھی انہیں پیار کیا تھا............انہیں بے ساختہ بریرہ یاد آیا تھا انکی آنکھیں نم ھوگئی تھیں انہوں نے فوراً آنکھیں صاف کی کہیں گڑیا نہ دیکھ لے ورنہ وہ بھی رونے بیٹھ جاتی چلو بیٹھو کھانا کھاؤ شاباش..........انہوں نے کھانے کی طرف دھیان کیا تھا جو ٹھنڈا ھو رہا تھا

☆☆☆

سعدان احمد تم نے کتنی بار محبت کی ہے زندگی میں؟؟؟ ساتھ بیٹھے دوست نے سوال کیا تھا وہ سب کھل کھلا

Downloaded from https://paksociety.com

کرہنس پڑے تھے یہ سات دوست جن میں سعدان ،سحر ،روحی ،ھارون ،امبرین ،نتاشہ اور جواد ،عمیر اور شہیر تھے اس وقت پارس حسن کے لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مگن تھے انکے ساتھ نور لیلی اور مریم بھی بیٹھی تھیں تبھی ہارون نے سوال کیا تھا......اک بار......اور وہ تم سب جانتے ھو سحر ثمر سے......اسنے ساتھ صوفے پہ بیٹھی سحر کو بازؤں میں بیچا تھا سحر مسکرادی تھی

اور جو باقی سب سے کی وہ؟ اسنے پھر سوال داغا تھا

یار وہ سب ٹائم پاس تھا دوستی تھی انجوائمنٹ محبت تھوڑی تھی ......سعدان نے اسے گھور کر جواب دیا تھا

اور جن سے وعدے کئے تھے خواب دیکھائے تھے وہ کیا تھا؟؟؟ وہ بھی پورا ڈھیٹ تھا سوال کرنے سے باز نہیں آرہا تھا۔وہ بھی سب کھیل تماشہ تھا اور کچھ بھی نہیں ان سب کو خود سمجھ لینا چاھیئے تھا...........اسنے دانت پیسے تھے

اور جنھوں نے سچ سمجھا تھا تم پہ جان واری تھی زندگی سے عزیز جانا تھا وہ؟؟؟ سعدان نے جوتا اٹھالیا تھا وہ سب پاگل تھے اک نمبر کے پاگل بے وقوف ٹھرکی......آئی سمجھ؟؟؟ میری جانب سے وہ جائیں بھاڑ میں..........سعدان کے جواب پر ھارون کا قہقہہ بے ساختہ تھا..........تبھی پارس ڈور دھکیل کے اندر داخل ہوئی تھی اسے دیکھ کے سعد چونکا تھا نور مریم اور ،لیلی نے بھی پلٹ کے دیکھا تھا وہ شاید کہیں جارہی تھی ۔وہ سب کو نظر انداز کرتی آگے بڑھی تھی جب سحر نے آواز دے کے روک لیا تھا

پارس.................!!!!جی اسنے سحر کی آواز پہ پلٹ کے نہیں دیکھا تھا بس رک گئی تھی

میری برتھ ڈے ہے آئیں نا آپ بھی......اسنے آفردی تھی ھم کب سے آپکے لئے بیٹھے تھے

مجھے کام سے جانا ھے آپ لوگ انجوائے کریں..........اسنے ٹالنا چاہا تھا

سحر نے آگے بڑھ کر پارس کے دونوں ہاتھ تھام لیئے تھے پلیز ....میں ان ھی لوگوں سے التجاء کرتی ھوں جو زندگی سے بھی عزیز ھوں......اور آپ مجھے بہت عزیز ھوگئی ھیں پلیز میری خوشی کے لئے

Downloaded from https://paksociety.com

..........اسنے لجاجت سے کہا تھا پارس بے بس سی صوفے پہ آ بیٹھی تھی

سحر نے تالیوں کی گونج میں کیک کاٹا تھا اور سب سے پہلے کیک پارس کو کھلایا تھا پھر سعد اور پھر سبکو......نور مریم لیلی سمیت سب نے اسے گفٹ دیئے تھے

سوری سحر مجھے علم نہیں تھا ورنہ میں گفٹ ضرور لیتی ....بٹ انشاءاللہ میں واپسی پہ لیتی آ ؤں گی پارس نے معذرت کی تھی

اٹس او کے پارس آپ میری برتھ ڈے میں شریک ھوئیں یہ سب سے بڑا گفٹ ھے رئیلی تھنکس آلاٹ......وہ دل سے ممنون نظر آ رھی تھی..................

نہیں ایسے تو نہیں چلتا نہ......

اچھا میں نے دیکھا آپکے پاس گٹار ھے اور آپ بجاتی بھی ھیں ھمیں بھی سنا دیں......سحر کی فرمائش پہ وہ گڑبڑا چکی تھی

وہ تو عرصہ ہوا نہیں بجایا بھول چکا ھے..........اسنے بہانہ گڑا تھا مگر وہ پیچھے پڑ گئی تھی..........نور بھی گٹار اٹھا لائی ،نہ نہ کرتے بھی بجانا پڑ گیا تھا

جیسے ہی دھن شروع ھوئی تھی سعد ان چونک اٹھا تھا اک سماع سا بندھنے لگا تھا ضبط سے اسکی آنکھیں پہلے ہی لال تھیں

اب کیا سوچیں کیا ھونا ہے

جو ھوگا اچھا ہوگا

پہلے سوچا ہوتا پاگل

اب رونے سے کیا ھوگا

اب کیا سوچیں..................

Downloaded from https://paksociety.com

سب دم بخود ہو گئے تھے آواز تھی یا سحر تھا جادو تھا

یار سے کہہ کے غم دل کا

خوش تو ہو لیکن تم یہ کیا جانو

تم دل کا رونا روتے تھے

وہ دل میں ہنستا ہوگا

اب کیا سوچیں کیا ہونا ہے.................

آج کسی نے دل توڑا ہے

تو ہم کو جیسے دھیان آیا...........

ضبط کی حد ہو گئی تھی اسنے آنکھیں میچ کر آنسو ضبط کرنے چاہے تھے نور اور مریم کو پتہ لگ گیا تھا وہ رو رہی ہے مگر دل میں دروازے سے داخل ہوتے سمیر اور ٹیپو بھی رک چکے تھے

جسکا دل ہم نے توڑا تھا

وہ جانے کیسا ہوگا

اب کیا سوچیں کیا ہونا ہے

جو ہوگا اچھا ہوگا.................

اسنے گٹار چھوڑ کر آنکھوں کو سختی سے دبایا تھا......پھر آنکھیں کھول لیں تھیں آنسو ضبط ہو گئے تھے

سعد اپنی جگہ ساکت ہو چکا تھا

میرے کچھ دن مجھکو دے دو

باقی سارے دن لوگو

جیسا جیسا تم کہتے ہو سب

Downloaded from https://paksociety.com

ویسا ویسا ھوگا

اب کیا سوچیں کیا ھونا ہے

جو ھوگا اچھا ہوگا

پہلے سوچا ہوتا پاگل

اب رونے سے کیا ھوگا..................

اس سے پہلے کہ بھرم ٹوٹتا ٹیپو نے پکار لیا تھا پارس گٹار پھینک کر اسکے پیچھے بھاگی تھی جو خود جا کر گیراج میں گاڑی پیچھے جا رکا تھا......پارس جا کر گاڑی سے ٹیک لگا کر آنکھیں میچے کھڑی ھو گئی تھی

ٹیپو نے پارس کا ہاتھ ہاتھ میں لے لیا تھا پارس آنکھیں کھول کر اسے حیرت سے تکنے لگی تھی......

یو نو یہ کیا ھوا؟؟؟ ھارون نے سعد کے کان میں سرگوشی کی تھی سعد نے مڑ کر اسے دیکھا تھا

ھارون نے جو کہا تھا سعد ان اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا تھا......

☆☆☆

ہاں جی کیا بنا کام کا؟؟؟ اسنے ادھر سے فون ریسیو ھوتے ہی سوال کیا تھا

ہو گیا جتنی معلومات تھی سب پیپر تیار ھو گئے ھیں..................

آہاں ویری گڈ..................وہ اپنی کامیابی پر مسرور سی ہو رہی تھی

اسکا کوئی ریلیٹیو کوئی فیملی ممبر تو نہیں ھے نا؟؟؟

نہیں جہاں تک میرا خیال ہے وہ اکیلی بہن تھی باپ تھا جو کافی عرصہ پہلے روڈ ایکسڈنٹ میں شاید مر گیا تھا اسکاٹ لینڈ............اور تو کبھی کوئی نہیں دیکھا......فون کے اسپیکر سے آواز ابھری تھی ، یہ تو بہت ہی اچھا ھے............اب دیکھتے ھیں اس اکڑ کی ماری کو سارا غرور طنطنہ خاک میں نہ ملا دیا تو کہنا اسکا وقار......اکڑ......اسکی شخصیت سب مٹی کر دوں گی..........لہجہ زہر آلود تھا

Downloaded from https://paksociety.com

ھاھاھا میرے بھی بڑے حساب نکلتے ھیں اسکی طرف..........کچھ میرے لیئے بھی بچا دینا..........فون سے آتی آواز سے دونوں کھل کھلا کر ہنسے تھے..........اور تقدیر کھڑی دونوں پہ افسوس کر رہی تھی کیسے ظالم لوگ تھے..........

☆☆☆

وقت کا کام ہے گزرنا سو گزرتا گیا تھا گڑیا ایف ایس سی کر چکی تھی شمائل صاحب اسے کہا تھا..............تھی شمائل صاحب اسے کہا تھا اسکاٹ لینڈ چلتے ھیں وہاں پڑھنا مگر وہ نہیں مانی تھی شمائل صاحب کو اندازہ ھو چکا تھا اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے مگر کیا کرتے وہ ہر بات مان لیتی تھی ہر بات حکم کا درجہ رکھتی تھی مگر اک بات جو اسے بے بس کرتی تھی وہ تھی اسکی آنکھوں کے سامنے ھوئی ماں کی موت......جسنے آج تک ماضی کا اک اک پل بھولنے نہ دیا تھا

جب وہ غصے میں آتی تھی تو ہر بات بھول جاتی تھی اتنی تلخ ہوتی تھی کہ شمائل صاحب بھی چپ ھو جاتے تھے انہیں دنوں رابرٹ انکل بھی پاکستان آ گئے تھے انہوں نے پاکستان میں اپنی کسی نئی فیکٹری کا کام شروع کیا تھا پہلے جب بھی آتے اکیلے ہوتے تھے اب کی بار انکا بیٹا اور پندرہ رکنی ٹیم بھی ساتھ تھی پارس کے لیئے یہ بڑی دلچسپ چیز تھی کیونکہ باپ بیٹا اور انکی ٹیم نان مسلم تھے مگر اپنے مذہب کے پکے پابند تھے وہ ہر کام سے پہلے انجیل کی آیات دیکھتے تھے اور اسی کے مطابق عمل پیرا ھوتا تھے انکے تمام ممبر انکی ہر بات حکم سمجھ کر مانتے تھے پارس نے ان سے اسکی وجہ پوچھی تھی تو انہوں نے بتایا انکی کامیابی اور دنیا میں اتنا نام ہونے کی وجہ انجیل مقدس کی آیات ھیں..........پارس کو اشتیاق ھو چلا تھا کہ آخر ایسا کیا ھے اس میں جو یہ بندہ اتنا پرسکون اور مطمئن ھے اسی شوق میں پارس نے ان سے انجیل پڑھنے کو مانگ لی تھی..........رابرٹ صاحب بڑے خوش تھے کہ کسی مسلم نے انکے مذہب میں دلچسپی لی..............انکی سوچ دور تک پرواز کرنے لگی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

☆ہتھیار ڈال دینا، جھک جانا(Surrender)☆

تحریر: ساریہ چوہدری (گجرات)

آپ جانتے ہیں کہ جب ہم نماز کے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو قیام ،رکوع ،قومہ ،سجدہ ،جلسہ ،قعدہ وغیرہ سے پہلے نماز کی ابتدا تکبیر تحریمہ سے کرتے ہیں ۔اس مرحلہ پر ہم اللہ اکبر کے کلمات ادا کرتے ہیں تکبیر تحریمہ کی ادائیگی نماز کے فرائض میں شامل ہے اگر کوئی شخص نماز کو اسکی تمام شرائط فرائض وواجبات سنن مستحبات کے ساتھ ادا کرے لیکن تکبیر تحریمہ کو ترک کردے تو اسکی نماز نہیں ہوگی کیونکہ اسنے پہلے رکن یعنی تکبیر تحریمہ کو ترک کردیا تھا اصطلاحی معنوں میں تکبیر سے مراد اللہ اکبر یعنی اللہ کی بڑائی بیان کرنا ہے دراصل اللہ اکبر کہتے ہوئے ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ کبریائی و بڑائی صرف اس ذات کے لیے ہے جو قادر مطلق اور خالق کل ہے..................

تحرم کے معنی ممانعت حرمت پابندی وغیرہ کے ہیں یعنی جب ہم اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ بلند کرتے ہیں تو اسکے بعد کئی جائز امور بھی ممنوع وحرام ہو جاتے ہیں جیسے بات کرنا کھانا پینا چلنا پھرنا وغیرہ اور اگر ہم اس نوع کے کسی جائز کام کو دوران نماز کریں تو ہماری نماز فاسد ہو جاتی ہے..................

امام شافعی علیہ الرحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ نماز کا افتتاح تکبیر سے ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہنے سے نماز منعقد ہو جاتی ہے عام لفظوں میں ہم تکبیر تحریمہ کو نماز کا wayGate کہہ سکتے ہیں..................

تکبیر تحریمہ surrender کے معانی ہے جسکا مطلب ہوا

"Give up oneself or possession to another or to let out of one`s possession or control compeletly. "

مثلاً آپ نے کئی بار دیکھا ہوگا جب اک پہلوان دوسرے کو پچھاڑ کر شکست سے دوچار کرتا ہے تو دوسرا

Downloaded from https://paksociety.com

مجبوراہاتھ اٹھا کراپنی ہارتسلیم کرلیتا ہےاس طرح کوئی جنگجو ہمت ہار جائےتو وہ اپنے دشمن کے سامنے ہتھیار پھینک کرہاتھ بلند کرکے surrender کرتا ہےالغرض جوشخص surrender کرجائے خواہ وہ کتنابڑادہشت گردظالم وحشی ہی کیوں نہ ہودنیا کا کوئی قانون اسے جان سے مارنے یاقتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا......ہاں آپ اسے گرفتار کرکےاسکا trail کرسکتے ہیں ہار مان کراقرار جرم کرکے ہمت ہار کریادوسرے کی برتری تسلیم کرتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کرلینادراصل اک فطری عمل ہےاور غیرارادی رویہ بھی......جسکا اظہار ازخودیا بے ساختہ ہوجا تا ہےلہذا جب ہم نماز کی ادائیگی کے لئے مصلیٰ پرکھڑے ہوتے ہیں تو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم احکم الحکمین کی بارگاہ میں پیش ہورہے ہیں جوذات کبریا ہے ہمیں ہمارا جذب اندروں اورداخلی دباؤ اللہ اکبر کہہ کردونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے surrender کرنے پہ مجبور کردیتا ہے......کہنا یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے لیئے ہاتھ بلند کرنے کا اک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے بندہ نےمولا کی بارگاہ میں SURRENDER کردیا ہے..................

وہ اک سجدہ جسے گراں سمجھتا ہےتو

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کونجات...........

☆☆☆

☆عام آدمی☆

تحریر: میرب خان

کیا کرتے ہیں جناب اور کہاں جا رہے ہیں؟

بس اپنی منزل کی جانب تیزی سے رواں دواں تھی۔۔۔۔ جب ایک مسافر نے اپنی ساتھ والی سیٹ پہ براجمان اپنے ہمسفر سے پوچھا

جناب میں مقامی پوسٹ گریجویٹ کالج میں پروفیسر ہوں۔۔۔۔ الیکشن کی چھٹیاں ہیں تو اپنے گھر جا رہا ہوں۔۔۔۔ راولپنڈی۔۔۔ آپ کہاں اتریں گے؟ پروفیسر صاحب نے جواباً پوچھا

جی میں بھی راولپنڈی کے آخری سٹاپ پر ہی اتروں گا۔۔۔۔ پھر وہاں سے گوجرانوالہ کی بس پکڑنی ہے۔

اچھا۔۔۔۔ گوجرانوالہ میں کوئی عزیز رشتہ دار ہے کیا؟

نہیں جی۔۔۔۔ رشتہ دار تو کوئی نہیں۔۔۔۔ اپنے چوہدری صاحب کا بہت بڑا جلسہ ہے کل۔۔۔ بس اسی میں شرکت کے لیئے جا رہا ہوں۔

اچھا اچھا۔۔۔ چوہدری صاحب کے خاص سپورٹر لگتے ہیں جو اتنی دور سے بطور خاص انکے جلسے میں شمولیت کے لیئے جا رہے ہیں۔۔۔؟

جی جی بلکل پکے ووٹر ہیں۔۔۔۔ بلکہ ہماری تو انکے ساتھ پکی دھڑے بازی ہے۔

اس بار انکی پارٹی نے کون سا نیا منشور رکھا ہے۔۔۔ عوام کو بے وقوف بنانے کے لیئے۔۔۔ ابھی پچھلی حکومت میں تو۔۔۔ کرپشن۔۔۔ سمگلنگ اور کمیشن خوری کے کیسس میں سرفہرست رہے ہیں یہ موصوف۔۔۔۔۔ پروفیسر صاحب خاصے باخبر اور صاف گو معلوم ہوتے تھے

Downloaded from https://paksociety.com

ہاہاہاہا۔۔۔اس شخص نے باآواز بلند قہقہہ لگایا اور دیگر مسافروں کو متوجہ پا کر ذرا دھیمے لہجے میں بولا۔۔
ارے جناب یہ میڈیا والے ان کے بارے میں اتنا نہیں جانتے جتنا ہم جانتے ہیں۔۔۔بس یوں سمجھیے
کہ ان کی کرپشن اور لوٹ مار کی ایک ایک فائل ہم نے پڑھ رکھی ہے۔
ھممم۔۔۔پھر اس بار تو یقیناً "آپ ایسے بدعنوان آدمی کو ووٹ نہیں کر رہے۔۔۔پھر اس کے جلسے میں
شرکت کا کیا مقصد ہے؟۔۔۔پروفیسر صاحب نے قدرے تعجب سے پوچھا
ووٹ کیوں نہ دیں گے جناب۔۔بالکل دیں گے۔۔۔اپنے چوہدری صاحب ہر ایک دو ماہ بعد پچاس
ساٹھ لاکھ کا مجھے ٹھیکہ دلوا دیتے ہیں تو گھر کا چولہا جلتا ہے۔۔۔اب اپنی روزی کو لات تو نہیں ماری جا سکتی
نا جی۔۔سو ووٹ تو ہم دیں گے بھی اور دلوائیں گے بھی۔
مگر ایسے آدمی کو منتخب کرنا تو آنکھوں دیکھی مکھی نگلنے کے مترادف ہے۔۔پروفیسر نے قائل کرنے کی
کوشش کی۔

ارے جناب۔۔۔یہاں ہر آدمی اپنے ذاتی مفاد کو دیکھتا ہے۔۔اگر ہم نے بھی اپنے فائدے کا سوچ لیا
تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔۔۔اس آدمی نے سفر کی گولی منہ میں رکھتے ہوئے شاید بات ختم کی۔۔۔
بس شاید ایک آبادی سے گزر رہی تھی۔۔۔تنگ سڑک۔۔جا بجا گھرے کھڈے۔۔بجلی کی لٹکتی
تاریں۔۔تنگ تاریک گھر اور ننگے دھڑنگے افلاس کے مارے بچوں کو دیکھ کر پروفیسر صاحب تاسف
سے سوچنے لگے کہ۔۔۔اگر یہ ٹھیکیدار اور اس جیسے بہت سے عام آدمی اگر اپنے ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو
ترجیح دیں اور اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں تو اس ملک کو درپیش لوڈ شیڈنگ۔۔بے روزگاری۔
۔غربت اور مہنگائی جیسے مسائل سے ھماری جان چھوٹ جائے۔۔(کیا خیال ہے قارئین؟)

Downloaded from https://paksociety.com

☆ گھر ☆

تحریر: حوریہ ایمان ملک

" کتنے عرصے سے کوشش میں ہوں......

مجھ سے یہ گھر بن ہی نہیں رہا......

میں نے زمین پر بکھری ریت کو دیکھ کر کہا......

میں روز اس وقت یہاں موجود ہوتی ہوں، کنارے پر ایک بنچ کے پاس بہت ساری ریت لے کر......وہ بھی میرے ساتھ ہی ہوتا ہے، ہم مستقبل کے تانے بانے بنتے رہتے ہیں، ایک ایسا گھر جس میں صرف ہم دونوں ہوں۔ اس سے میری پہلی ملاقات یہیں پر ہوئی تھی۔ سمندر کے کنارے اس ویران اور پرسکون جگہ پر میں اور میری تنہائی بہت مطمئن رہتے تھے کہ اچانک ایک دن وہ بھی ادھر آ نکلا۔ دنیا کا ستایا اور تنہائیوں کا ڈسا ہوا ایک شخص۔ وہ عین اسی وقت آتا جب میں آتی تھی۔ پہلے چند دن خاموشی سے گزرتے رہے، پھر میرا تجسس مجھے اس کے پاس لے گیا۔ وہ بہت گہرا تھا، بہت خاموش، الجھا الجھا سا۔ مجھے وہ اچھا لگنے لگا، میں اس سے بے شمار باتیں کرتی لیکن اس کا جواب صرف ہوں ہاں میں ہوتا۔ پھر اچانک ایک دن مجھے اسکی آنکھوں میں وہ تاثر نظر آیا جو کوئی لڑکی اپنے پسندیدہ مرد کی آنکھوں میں دیکھنا چاہتی ہے۔ وہ مجھ سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگا۔ میرا روز کا مشغلہ تھا میں ریت کے گھروندے بناتی۔ چونکہ وہ جگہ بالکل ویران تھی اس لیئے کئی کئی دن تک وہ گھروندے قائم رہتے۔ وہ اب اکثر میرا ساتھ دیتا۔ آج بھی ہم اسی گھر کی تعمیر کر رہے تھے۔

" تمہیں اسے مضبوط بنانا چاہیے......" میں نے اپنے پیچھے اس کی آواز کو سنا، وہ مجھ سے کہہ رہا تھا جب میں ریت کے ڈھیر کی تہہ پہ تہہ لگاتے ہوئے الجھ رہی تھی......

Downloaded from https://paksociety.com

"پر کیسے؟۔۔۔۔"میں ابھی بھی الجھی ہوئی تھی......

"ریت کے گھر تو ہوا کے ایک جھونکے سے ڈھے جاتے ہیں۔اس کی بنیاد مضبوط کرو"

"پہلے مٹی کا گارا بناؤ......اس میں پانی شامل کرو۔"

میں نے ایسا ہی کیا......

"ہاں اب پختہ اینٹیں لو............"

"اینٹیں میں کہاں سے لاؤں ابھی؟"......مجھے پریشانی ہوئی......

" گھر بنانے کے لیے ایسا کرنا پڑتا ہے "اس نے نرمی سے کہا اور کچھ دور پڑی ہوئی اینٹیں اٹھا کر لے آیا

میں نے اینٹوں کو ترتیب سے رکھا......

"انہیں گارے سے جوڑ دو......اینٹ کے ساتھ اینٹ جوڑتی جاؤ......آرام سے اور تحمل سے"......

میں نے ایسا ہی کیا......گھر بننے لگا تھا......

تم اس میں اکیلی ہی رہو گی یا کوئی اور بھی شامل ہے......؟"اس نے کچھ پیار اور کچھ شوخی سے سوال کیا۔

"میرا ایک ساتھی ہے،ہم اکٹھے رہیں گے"میں نے مسکرا کر جواب دیا......

اینٹوں پہ مٹی کی لپائی جاری رکھی۔چھوٹا سا یہ گھر تیار ہو گیا۔میں خوش تھی ،اور وہ بھی بظاہر خوش ہی لگ رہا تھا۔

"میں کل رنگ لاؤں گی......ہم پھر اس پہ رنگ کریں گے......تب تک یہ سوکھ جائے......تھوڑا پختہ ہو جائے......"

ٹھیک ہے......پر اب تم اس پہ خود ہی رنگ کرنا......گھروں پہ رنگ اپنی مرضی سے ہوتے ہیں"......وہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔رنگ انسانی زندگی کے استعارے ہیں۔رنگ کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھنا۔

Downloaded from https://paksociety.com

"تمہیں کیسا رنگ پسند ہے؟" میں نے پوچھا۔

"رنگوں سے میری دشمنی ہے۔ مجھے زندگی کا کوئی بھی رنگ نہیں بھایا۔ میرے نصیب میں صرف سیاہ رنگ ہے، مقدر کی سیاہی کہیں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتی۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اگلے دن کا مجھے شدت سے انتظار تھا...... صبح ہوتے ہی میں چل پڑی...... میرے ہاتھ میں میرے پسندیدہ رنگ تھے سوائے کالے رنگ کے...... کالا رنگ سوگ کی علامت ہے، خوشی کے موقع پر کالا رنگ ساتھ رکھ کر میں بدشگونی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

بینچ دور سے ہی خالی نظر آیا...... وہ نہیں آیا تھا...... ہم روز یہیں ملتے تھے، ایک دوسرے کی قربت ہمارے لیئے زندگی کا سرمایہ تھی

"چلو کوئی بات نہیں رنگ میں خود کرلوں گی......" میں نے اپنے آپ کو تسلی دی، اور سرخ رنگ کے استعمال سے اُس گھر کو مکمل کیا۔ میں بہت دیر تک اس کا انتظار کرتی رہی یہاں تک کہ سورج مغرب کے افق کے سینے میں اترنے لگا اور رات اپنی بانہیں پھیلانے لگی۔ میں مایوس ہو کر واپس لوٹ آئی۔

رات بھر طرح طرح کے وسوسے مجھے ستاتے رہے، مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں تھا اس کے بارے میں، اگر وہ نہیں آیا تو؟ اور اس کے آگے میں کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ دوسرے دن مقررہ وقت پر میں وہاں پہنچ گئی

جیسے ہی قریب پہنچی...... ساکت رہ گئی۔ گھر اب ملبے کا ڈھیر تھا اور اسے سیاہ رنگ نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا......

میری آنکھیں جیسے ٹھہر گئیں۔ میں نے ملبے پہ ہاتھ پھیرا...... کالا رنگ میرے ہاتھوں پہ آ لگا............ کہ اچانک میری نظر اک سفید رنگ کے کاغذ پہ پڑی...... لکھا تھا......

"کالا رنگ مجھے بہت پسند ہے...... میں نہیں چاہتا میرے نصیب کی سیاہی تم تک پہنچے۔ تمہارے تو رنگوں

Downloaded from https://paksociety.com

سے کھیلنے کے دن ہیں۔اپنے بخت کو میرے مقدر کے ساتھ سیاہ مت کرو۔تم کسی ایسے ساتھی کو ڈھونڈلو جسے سرخ رنگ سے پیار ہو"

ایک قطرہ جو ملبے کو دیکھ کر پلکوں پر آنے کے لیئے بے تاب تھا......آنکھوں میں ٹھہر گیا......ملبے کے ڈھیر سے سرخ اور سیاہ رنگ جھانک رہے تھے......میں سوچنے لگی......ان میں سے کون سا رنگ میرا ہے؟

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆عیدی☆

تحریر:عروشمہ خان عروش

رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا اتنی شدید گرمی کے باوجود تمام اہل اسلام رحمتوں اور برکتوں کو سمیٹے مغفرت کے جانب بڑھ رہے تھے بھوک اور پیاس سے بے پرواہ صرف اور صرف اپنے رب کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کی کوششوں میں سرگرداں......آج بھی بے حد گرم دن تھا وہ ظہر کی نماز پڑھ کر سو گئی آنکھ چاچی کی زوردار آواز سے کھلی......ارے سائرہ ابھی تک سو رہی اٹھ افطاری بھی بنانی ہے وہ خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر فرش ہوئی دادی کے پاس آ گئی دادی وظائف پڑھ رہی تھی سلام دادو کیسی ہے میری بچی آج تو صبح سے نہیں دیکھا بس دادو کام کر کہ تھک گئی نماز پڑھ کہ سو گئی تھی دادی کو بتاتے وہ ان کی گود میں سر رکھ کہ لیٹ گئی ابھی افطاری بھی بنانی ہے......

سائرہ بیٹا مجھے معاف کرنا دادی نے شفقت سے سر پہ ہاتھ رکھا......

ارے دادو ایسے کیوں کہہ رہی آپ کیا کر دیا آپ نے ایسا جو معافی مانگ رہی بیٹا اللہ نے تیرے ماں باپ کو جلد اپنے پاس بلا لیا اور تو اپنے چاچا کے رحم و کرم پہ آ گئی اب شمشاد بیگم کی بھی تو بیٹی ہے وہ بھی مجھے بہت عزیز ہے مجال جو کام کو ہاتھ لگائے ترس نہیں آتا شمشاد بیگم کو سارا کام تجھ سے کرواتی پڑھائی بھی ختم کروا دی میں کیا جواب دوں گی اپنے بیٹے کو قیامت کے دن دادی رونے لگ گئی......

وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی دادو ایسا نہیں سوچا کریں اگر امی زندہ ہوتی تو بھی میں ان کا ہاتھ بٹاتی چچی کا کام کام کر دیتی تو کوئی بات نہیں آپ بس پریشان نہ ہوا کریں اچھا میں کچن جا رہی پھر عصر کی نماز بھی پڑھنی ہے اس کے جانے کے بعد دادو نے ڈھیروں دعائیں کر ڈالی اے اللہ پاک اس بن ماں باپ کی بچی کو خوشیاں عطا فرما آمین سائرہ ابھی چھ برس کی تھی جب اس کے ماں باپ کسی فوتگی پر جا رہے تھے

Downloaded from https://paksociety.com

ایکسیڈنٹ میں خالق حقیقی سے جا ملے وہ گھر پر دادو کے ساتھ تھی......

ماں باپ کے جانے کے بعد سائرہ کی پرورش اس کے چاچا نے کی چاچی مزاج کی بہت گرم تھی اس کے دو بچے بڑا بیٹا سمیر اور بیٹی رخسار تھی چاچا یتیم ہونے کے ناطے بھتیجی سے بہت پیار کرتے اور ہر خواہش پوری کرتے جو کہ شماد بیگم کو بہت برا لگتا اسے لگتا سائرہ اس کے بچوں کا حق کھا رہی اس لیے وہ ہمیشہ اس سے کھنچی کھنچی رہتی سائرہ میٹرک میں تھی جب چچی کو بلڈ پریشر ہونے لگا اور گھر کے کام کاج کے لیے پریشان ہوتی ملازمہ سہی کام نہ کرتی تو سائرہ کو کام پہ لگا دیا رفتہ رفتہ سب کام سائرہ کے ذمے لگا دیئے ملازمہ سہی کام نہیں کرتی اور سائرہ بہت خاموشی سے سب برداشت کرتی جاتی چچی کی سخت کلامی بھی دادی کی روک ٹوک پر شمشاد بیگم دھڑلے سے کہتی بن ماں باپ کی بچی ہے کل کہیں گے کہ چچی نے سکھایا بھی کچھ نہیں میں تو اس کا بھلا چاہتی مجھے تو دشمن ہی سمجھتے سب اور سارے گھر میں چچی نے ٹینشن پھیلا دینی سارا دن ساری رات ایک بات کا ڈھنڈھورا پیٹتی اس لیے اب دادو بھی بات کرنے سے ڈرتی اور وہ نازک سی لڑکی سارا دن کام کر کر کے تھک جاتی سمیر اور وہ ایک ہی عمر کے تھے وہ بہت اچھا لڑکا ہر ٹائم ماں سے لڑتا کہ اپنی بیٹی کو بھی کام بتایا کریں اور وہ رخسار کی پڑھائی کا بہانہ بنا دیتیں عصر پڑھ کر سائرہ کچن میں آ گئی اور افطاری کی تیاری کرنے لگی پکوڑے ،سموسے سب پہلے سے ریڈی کر رکھے بس تلنے تھے وہ کام میں جت گئی ،اتنے میں سمیر پھلوں کے شاپر لیے کچن میں آ گیا یہ لو بھئی باقی کا سامان سائرہ کو دیکھ کہ سمیر کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی اتنی گرمی میں اسے دیکھتی ہی ٹھنڈک بھرا سرور محسوس ہونے لگا ہوں کیا بن رہا ہے پکوڑے نظر نہیں آ رہے کیا اس نے مسکرا کر کہا گڈ گرل ایسے مسکراتی رہا کرو اچھی لگتی ہو اچھا چلو نکلو اس نے شرارت سے چمچ دکھاتے کہا اور وہ زور سے ہنس دیا......جاتا ہوں جاتا ہوں مسکراتے کہہ کر چلا گیا چچی برتن لگاتے دیکھ رہی تھی ،سائرہ کی شامت آ گئی شرم نہیں آتی جوان جہان لڑکی ہے اس طرح لڑکے سے ہنس ہنس کے باتیں کرتی ،لوگ کیا کہیں گے یہ سکھایا چچی نے بھائی سے بھلا کوئی ایسے بات

Downloaded from https://paksociety.com

کرتا اور اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئی......

سمیر چچی کی آواز سن کر وہیں آ گیا کیا امی ہنہ کچھ نہیں ہوا اور تم کیوں دوڑے چلے آئے کیا گھر میں بولنے پر بھی پابندی ہے چچی ناراض ہو کر چلی گئی، وہ سائرہ کی طرف متوجہ ہوا امی کیوں ناراض ہوئی وہ کہتی بھائی سے ایسے بات کرتے ہیں؟ میں تو مزاق کیا......اس کی آنکھیں پانی سے بھر گیں ہمیں یہ بھائی کون؟ آپ اور کون؟ اور کون میں توبہ توبہ بھائی کب سے ہو گیا اور خبردار جو مجھے بھائی بولا، کزن بولو اور اگر زیادہ بولنا تو سنتے ہو جی بولو......وہ شرارت سے بولا سائرہ کے منہ سے ہنسی نکل گئی عشا کی نماز پڑھ کر وہ دادو کے کمرے میں جانے لگی......سامنے سمیر آتا دکھائی دیا سائرہ کو دیکھتے ہی دلفریب سی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو رہی تھی وہ پنک اور کافی کلر کے لباس میں دوپٹہ پھیلائے کافی پیاری لگ رہی تھی اس کے سامنے آکر کچھ ایسے تکا کہ اس کے جانے کا راستہ روک لیا۔ ہٹو مجھے دادو نے بلایا ہے ہائے ری قسمت کبھی دادو کے پوتے کو بھی دیکھ لیا کرو ظالم حسینہ سمیر نے بے بسی سے کہا تو سائرہ کی ہنسی نکل گئی تم بھی نہ بس وہ اس کی سائیڈ سے نکلتی آگے بڑھ گئی......ارے رکو بات سنو اور وہ ان سنی کرتی دادی کے کمرے میں آ گئی چچی کے بیٹے کی روز بروز بڑھتی محبت سے پریشان ہو گئی اور سمیر کی منگنی کرنے کا اعلان کر دیا کہ عید کے دن وہ سمیر کی منگنی اپنی بہن کی بیٹی سے کر رہی ہیں چچا نے احتجاج کرنا چاہا تو انہوں نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی گو کہ کبھی سائرہ اور سمیر کی شادی کی بات نہیں ہوئی تھی مگر وہ دل میں یہ خواہش ضرور رکھتے تھے......دادو تو سنتے ہی بستر سے لگ گئیں ان کی شدید خواہش تھی کہ سائرہ کی شادی سمیر سے ہی ہو اور جب تک زندہ ہیں وہ ان کی آنکھوں کے سامنے رہے سائرہ کے دل میں منگنی کا سن کر چھنا کے سے کچھ ٹوٹا مگر اس نے کمال ضبط سے خود کو سب کے سامنے نارمل رکھا ہوا تھا......روزہ رکھ کر کام سمیٹ کر وہ اپنے کمرے میں بند ہو جاتی سمیر سے اس کی مرجھائی ہوئی حالت نہ دیکھی جاتی اور اس نے منگنی سے صاف انکار کر دیا چچی نے سارا گھر سر پہ اٹھا لیا اب تو میں بات کر لی میری عزت کا سوال اور میری بھانجی

Downloaded from https://paksociety.com

کا کیا قصور لوگ باتیں بنائیں گے تو بیٹے سے پوچھ کہ کرنا تھا یہ سب میں خود کشی کرلوں گی چچی نے سمیر کو دھمکی دی تھی گھر میں سب بہت پریشان تھے رمضان المبارک کا محترم مہینہ اپنی ساعتوں میں نیکیوں کے ٹوکرے مسلمانوں پر لٹا رہا تھا تین روزے رہ گئے تھے سمیر نے خود کو کمرے میں بند کرلیا تھا سب کے لبوں پر ایک چپ سی لگی ہوئی تھی......پورے گھر میں عجیب سی افسردگی پھیلی ہوئی تھی چچا جان سے بیٹے کی حالت دیکھی نہیں گئی......رات کو انھوں نے شمشاد بیگم کو صاف صاف باور کروادیا کہ اگر ان کا بیٹا شادی کرنا نہیں چاہتا تو وہ زبردستی نہیں کریں گے اور شمشاد بیگم بھی ماں تھی آخر انھوں نے بھی ہار مان لی سمیر کو بلا کر اس کی مرضی پوچھ لی بتاؤ بیٹا تم کس سے شادی کرنا چاہتے ہم تمھاری مرضی ماننے گے مگر پلیز ایسی حالت بنا کہ ماں باپ کو پریشان نہ کرو سمیر تو جیسے کھل اٹھا اور جھٹ سے سائرہ کا نام لے لیا......

امی میں سائرہ کے سوا کسی سے شادی نہیں کروں گا چچا کی تو جیسے دل کی بات کردی وہ بہت خوش ہوئے البتہ چچی کو بیٹے کی خوشی میں خوش ہونا پڑا ابھی وہ یہ باتیں کررہے تھے کہ چاند کا دلفریب شور سماعتوں میں رس گھولنے لگا شور غل آتش بازی اور ہر چہرے پہ خوشی کا عکس نمایاں تھا......

سائرہ بھی یہ سب سن کر کھل اٹھی اور چاند کو دیکھ کر دعا منگنے لگی دل کی مراد پوری ہونے لگی من چاہا ساتھی مل رہا تھا صبح عید ملنے کے بعد چچی چچا نے اسے دوپٹہ اوڑھا کر منگنی کا اعلان کیا سائرہ گلابی کامدار سوٹ میں مہندی لگائے چوڑیاں پہنے عید کی مکمل تیاری میں تھی......اسے سمیر کے ساتھ بڑھا دیا گیا سب نے ماشااللہ پڑھا دادی کی خوشی دیکھنے والی تھی آج ان کی سب دعائیں پوری ہوگئی تھی دو دل مل گے تھے یہ عید خوشیاں لے کے آئی تھی۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆اک سایہ فگن☆

تحریر:غزل شاہین

سڑک کے چوراہے پر اپنی سوچوں کی گہرائی میں مغلطاں شیدے کو آج اپنے احتساب کا دن لگ رہا تھا۔ جس میں اسکے ماضی کے جھکڑ حال کی بدحالی پر حاوی آرہے تھے۔آج اسے لگ رہا تھا کہ زندگی کو وہ نہیں بلکہ زندگی اسے گزار رہی ہے۔اس نے اپنی چالیس سالہ زندگی میں سینکڑوں سورج کے تھپیڑے اپنے اوپر سہے تھے۔کئی مرتبہ بارش سے بھیگا بدن گھر آیا تھا،کئی مرتبہ بن ڈاکٹر کے بیماری کے دن کاٹے تھے اور کئی مرتبہ مالک کی جھڑکار پر اپنے آپ کو ختم کرنے کا سوچا تھا لیکن جتنا مشکل اس کے لئے زندگی کو جینا تھا اس سے کہیں زیادہ مشکل موت کو پکارنا تھا۔کیونکہ زندگی چاہے جتنی بھی مشکل ہو موت انسان کے لئے ہمیشہ ہی خوف کا باعث ہوتی ہے۔

ایسا نہیں تھا کہ شیدے نے کبھی خوشی ہی نہیں دیکھی تھی یا اس سے واسطہ ہی نہ پڑا تھا نہیں بلکہ وقت نے اسے ایسے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا تھا جس کے چاروں طرف تلخیاں ہی تلخیاں ہوں۔اس کا بچپن جو شاید صرف دس سالوں پر ہی محیط تھا ایک ایسی خوشی کا باعث تھا جو ہمیشہ سوگواری میں خوشگوار سی ہوا بن جاتا ہے ،کہ جب وہ صبح اٹھ کر اسکول جاتا تھا۔اس وقت ماں کا اسے پیار سے اٹھانا ،باپ کا دلار سے اسکول چھوڑ کر آنا ،ماسٹر صاحب کی مار لیکن اس میں بھرا پیار سب ایسے خواب تھے جن کی تعبیر اب کبھی نہیں ملے گی۔

۲۲ نومبر شیدے کی خوشیاں چھن جانے کا دن تھا یہ دن اسکی زندگی کا ایسا دن تھا جو ہمیشہ رو کر گزارا گیا ہو۔کہ تین دہائیوں پہلے اس روز جب وہ اسکول سے گھر پہنچا تو ٹینٹ میں باپ کی کفن میں لپٹی لاش اور ماں کے بین سنائی دیئے،باپ ایک معمولی سا مزدور تھا لیکن گھر کا گزارہ ہو جاتا تھا۔اور آج انکے گھر کا واحد سہارا اپنے پیچھے چار افراد کو حالات کے رحم و کرم پہ چھوڑ کر چل پڑا تھا۔ان چار افراد میں شیدا،اسکی

Downloaded from https://paksociety.com

ماں شازیہ اور شائلہ شامل تھیں۔باپ کی موت کے بعد زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لئے شیدا وہ واحد سہارا تھا جسے اپنی تعلیم پس پشت ڈالنی پڑی اور یوں گھر کی گاڑی چلنے لگی۔

آج احتساب کرتے ہوئے شیدے کو اپنے ماضی کا ایک ایک دن اور زندگی کا ہر سبق یاد آنے لگا کہ کس طرح اسکا پہلا روز ایک مکینک کی دکان پر گزرا تھا اس دکان کے سیٹھ نے شیدے کو اتنی رعونت سے پکارا کے اس کے سارے جذبات بری طرح مجروح ہو گئے۔اور وہ جو ایک مہذب سا شہاب الدین تھا،شیدا بن گیا۔ہاں شہاب الدین،اسکا نام تو شہاب الدین تھا آج اسے اپنا اصلی نام بھی یاد آرہا تھا جو اسکی زندگی کے ابتدائی دس سالوں تک اس سے جڑا رہا تھا لیکن جونہی وہ مکینک کی دکان پر آیا شیدا بن گیا،اور پھر یہ نام اتنا مشہور ہوا کہ شیدا اپنا اصلی نام بھی بھول گیا۔

حالات انسان کو یا تو توڑ کر رکھ دیتے ہیں یا مضبوطی سے جوڑ دیتے ہیں اور شیدے کے لئے مشکلات حقیقتاً ٹوٹ پھوٹ کا باعث بنی تھی۔اس وقت اپنے اس وقت اپنے آپ میں شیدا اتنا ٹوٹا ہو تھا کہ جس کو جوڑنا ناممکن ہو۔ابھی اسکی سوچیں بھٹی میں مزید دھنکتیں،ابھی شاید شیدا کچھ مزید ٹکڑے ٹکڑے ہوتا لیکن شاید خدا کو اس پر رحم آ گیا تھا،اور اسکی سوچیں برابر میں بیٹھے عارف کے پکارنے پر ٹوٹیں جو نہ جانے کتنی دیر سے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا عارف بھی حالات کا ستایا ہوا شخص تھا اور غربت و افلاس دونوں کی مشترکہ ساتھی تھی۔عارف نے بھی اپنی پڑھائی کو خیر باد کہا ہوا تھا اور اپنی زندگی کو چند سکوں کی اجرت پر کاٹ رہا تھا۔لیکن عارف مضبوط اعصاب کا مالک اور حالات اک ڈٹ کر مقابلہ کرنے والا شخص تھا اس نے غربت کو اپنی پہچان کبھی نہ بننے دیا اور یوں بہت کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سکون کا وتیرہ اپنائے ہوئے تھا اسکے چہرہ پر اتنی بھرپور مسکراہٹ شیدہ کے لئے ایک ایسا سوال بن گئی تھی جس کا جواب اسکی زندگی میں دولت کے علاوہ کچھ نہ تھی۔اور آج اسنے ایک اور فیصلہ بھی لیا تھا،زندگی کو بھرپور جینے کا جو بلا امتیاز دولت یا غربت کے ہو۔

Downloaded from https://paksociety.com

☆اب کہ تجدیدِ وفا کا نہیں امکاں جاناں☆

تحریر: سارا احمد

سردیوں کے اجلے دن کی دھوپ ان کے بالوں کی سفیدی میں رومانیت کے انوکھے احساس کی مانند دمک رہی تھی_ دولت سونے چاندی کے انبار ہی تو نہیں ہوتے عُمر کے صراطِ پل پر سے گزرے ہوئے لمحات بھی سرمایہ ہوتے ہیں_ دائیں ہاتھ میں نارنجی کنگھا لیئے سرمد مدیحہ کے بالوں کو سلجھا رہا تھا_ چاندی جیسے بالوں کی ہر لٹ اس کے ہاتھوں کے لمس سے آشنا تھی_ ذرا سا بل کھا کر یوں پھسلتی گویا چاندنی کی کرنیں اس کی پوروں پر ریشم کی پُتلیاں ہوں_

"تم جب بھی آتے ہو ان بالوں کو سلجھا جاتے ہو، انہیں انتظار کی اذیت میں جھونک کیوں نہیں دیتے اب" ،سرمد نے اس کے نفاست سے جوڑا بنائے ہوئے بالوں میں آخری پن لگا کر نارنجی کنگھا واپس اپنی واسکٹ کی جیب میں رکھ لیا_ ہمیشہ کی طرح ایک نامکمل سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے لپٹی تھی_

"تم بھی تو ہر بار چولھے پر چائے کا پانی چڑھا کر انتظار کی بیل پر ایک ضرب کا نشان لگا کر دوسرا میرے لیئے چھوڑ دیتی ہو_"

مدیحہ کے من کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں سے نہیں لپٹ سکی_ اس نے باورچی خانے کی کھڑکی میں سے سرمد کے جھکے ہوئے چہرے کی طرف غور سے دیکھا_ جھریوں نے وقتِ رفتہ کی ندامتوں کو اپنی لکیروں کے جال میں چھپانے کی کوشش تو کی تھی مگر آنکھوں میں پچھتاووں کے رنگ کچھ اور گہرے ہو گئے تھے جیسے اِک نامعلوم مدت سے شام کے ان کی دیوارِ زندگی سے لگ کر ٹھہرے ہوئے تھے_ سُرخ اینٹوں کا فرش اس کے قدموں کے نیچے شطرنج کی بساط کی مانند بچھا ہوا تھا اور سامنے تپائی پر رکھے اخبار کی شہہ سُرخیاں ازبر ہو چلی تھیں_ مدیحہ چائے کے دو کپ اٹھائے اس کی طرف چلی آئی تو اس نے دوسرے

Downloaded from https://paksociety.com

مُوڑھے کو بھی تپائی کے سامنے رکھ دیا_ سفید شیفون کے دوپٹے میں اس کی پاکیزگی نے نور کا ایک ہالہ بنا رکھا تھا_ چائے کی چسکیاں محوِ کلام رہیں اور وہ دونوں خاموش بُت_ گونگے لمحوں کی چاپ میں سُرور تھا مگر چائے کی پیالیوں سے اٹھتا دھواں تلخ حقیقتوں کا آئینہ دار_ یہ ملاقاتیں تو محض تجدیدِ وفا کو آخری آرام گاہ تک سکون سے لے جانے کا بہانا تھیں_

یونیوسٹی کے ماحول نے کچھ عرصہ سرمد کی مڈل کلاس ذہنیت کو اتھل پتھل رکھا پھر اس محدود سوچ کو اس نے اپنی دوستیوں کے دائرے کے ساتھ وسیع کر لیا مگر دل مدیحہ کے معاملے میں چھوٹا ہی رہا_ محبت کی اس سیڑھی پر دو ہی پائیدان تھے_ پہلی پر وہ کھڑا تھا اور آخری پر مدیحہ جس کی آنکھیں اسے دیکھا کرتی تھیں_ طبقاتی فرق کو بے شک عقل مان رہی تھی مگر محبت اسے رد کر رہی تھی_ شاندار مستقبل اس فرق کو مٹا دے گا وقت اس کی گواہی دے رہا تھا_ زندگی کسی ریک یا شیلف میں پڑی ہوئی کتاب نہیں جسے اپنی مرضی سے اٹھایا اور پڑھا جائے_ راستوں کے پتھر جب قدموں سے ٹکراتے ہیں تو احساس ہوتا ہے اسے گزارنا بھی ایک فن ہے_ محبت سے بھی بڑا فن_ محبت تو ماں سے بچھڑے ہوئے کی طرح ہے جسے ہر حساس دل گود لے کر پچکارنے لگتا ہے_ مدیحہ بھی اسے سراپا محبت لگی_ بڑے گھرانے کی آزاد خیال و خودمختار دوشیزہ_ سرمد تو کبھی اس دکان کے باہر بھی نہیں کھڑا ہوا تھا جس کے بڑے بڑے شیشوں کے اندر ڈمیاں جدید تراش خراش کے ملبوسات زیب تن کیے چپکی ہوتیں_ قوتِ خرید کے موافق ہی بصارتوں کی ایسی عیاشی کا قائل تھا_ قدم تو اُٹھے ہوئے تھے دل جانتا تھا اب فقط ایک دوجے کی طرف ہاتھ بڑھانا باقی تھے_ پہل داستاں کی شہزادی کرے تو اگلے باب تک پہنچتے پہنچتے دل کی دھڑکن ذرا مدھم ہونے لگتی ہے_ سرمد کی دھڑکن پلک جھپکنے کی رفتار سے بھی تیز دوڑنے لگی_ داستاں کی شہزادی نے حقیقت میں اسے چھو لیا تھا اور یونیورسٹی کے پہلے سمیسٹر کے ساتھ روئے زمیں پر دو اور لوگ آدم و حوا بننے کے خواب دیکھنے لگے تھے_ مخلوط تعلیمی اداروں میں ایسے بندھن بندھ جانے پر چہ میگوئیاں یقینی مگر

Downloaded from https://paksociety.com

انہونی بات نہیں۔ سَرمد ایسا سجیلا نوجوان تھا جسے اس کی ماں نے بڑے ارمانوں سے اپنے ہاتھوں سے نوالے کھلا کر پالا پوسا تھا۔ اس کی ڈگری میں پورے گھر والوں کی ساری زندگی کے خواب سنجوئے ہوئے تھے۔ اس دن مدیحہ نے ڈیپارٹمنٹ سے نکلتے ہی اس کے گھر جانے کی فرمائش کر دی۔ وہ خجل سا ہو کر اپنے جوتے کی نوک سے مٹی اکھیڑنے لگا۔ یہ مٹی تو دھول تھی ذرا سا اُڑ کر پھر بیٹھ گئی۔ اپنا من پسند آشیانہ بنانے کے لیے تو ایک غبار چاہیے تھا جو حدِ نگاہ تک پھیل جاتا اور وہ اپنی۔ اور وہ اپنی تعمیر کی گئی دنیا اسے دکھا کر خجالت سے بچ جاتا۔ جو مہک اس کے بدن سے اٹھ رہی تھی اتنی قیمت میں تو ان کے گھر کا ماہانہ چولھے کا دھواں تھا۔ قسمت ایک لاینحل سوال کی طرح اس کے سامنے جواب کی منتظر تھی۔

"پھر کبھی سہی۔"

اپنی انا کی پائمالی سے بچتا وہ یونیورسٹی کے احاطے میں کھڑی بسوں کی طرف پیدل چلتا گیا۔ مدیحہ کے لیے سرمد کو سمجھنا مشکل نہیں تھا کیونکہ وہ اس کے رنگ میں رنگنا چاہتی تھی اسے اپنے ماحول میں ڈھالنے کا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ یونیورسٹی کے ماحول نے کچھ عرصہ سرمد کی مڈل کلاس ذہنیت کو اتھل پتھل رکھا پھر اس محدود سوچ کو اس نے اپنی دوستیوں کے دائرے کے ساتھ وسیع کر لیا مگر دل مدیحہ کے معاملے میں چھوٹا ہی رہا۔ محبت کی اس سیڑھی پر دو ہی پائیدان تھے۔ پہلی پر وہ کھڑا تھا اور آخری پر مدیحہ جس کی آنکھیں اسے دیکھا کرتی تھیں۔ طبقاتی فرق کو بے شک عقل مان رہی تھی مگر محبت اسے رد کر رہی تھی۔ شاندار مستقبل اس فرق کو مٹا دے گا وقت اس کی گواہی دے رہا تھا۔ زندگی کسی ریک یا شیلف میں پڑی ہوئی کتاب نہیں جسے اپنی مرضی سے اٹھایا اور پڑھا جائے۔ راستوں کے پتھر جب قدموں سے ٹکراتے ہیں تو احساس ہوتا ہے اسے گزارنا بھی ایک فن ہے۔ محبت سے بھی بڑا فن۔ محبت تو ماں سے بچھڑے ہوئے بچے کی طرح ہے جسے ہر حساس دل گود لے کر پچکارنے لگتا ہے۔ مدیحہ بھی اسے سراپا محبت لگی۔ بڑے گھرانے کی آزاد خیال و خود مختار دوشیزہ۔ سرمد تو کبھی اس دکان کے باہر بھی نہیں کھڑا ہوا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

جس کے بڑے بڑے شیشوں کے اندر ڈمیاں جدید تراش خراش کے ملبوسات زیب تن کیے چپکی ہوتیں_ قوتِ خرید کے موافق ہی بصارتوں کی ایسی عیاشی کا قائل تھا_ قدم تو اُٹھے ہوئے تھے دل جانتا تھا اب فقط ایک دوجے کی طرف ہاتھ بڑھانا باقی تھے_ پہل داستاں کی شہزادی کرے تو اگلے باب تک پہنچتے پہنچتے دل کی دھڑکن ذرا مدھم ہونے لگتی ہے_ سرمد کی دھڑکن پلک جھپکنے کی رفتار سے بھی تیز دوڑنے لگی_ داستاں کی شہزادی نے حقیقت میں اسے تو اگلے باب تک پہنچتے پہنچتے دل کی دھڑکن ذرا مدھم ہونے لگتی ہے_ سرمد کی دھڑکن پلک جھپکنے کی رفتار سے بھی تیز دوڑنے لگی_ داستاں کی شہزادی نے حقیقت میں اسے چھولیا تھا اور یونیورسٹی کے پہلے سمیسٹر کے ساتھ روئے زمیں پر دو اور لوگ آدم وحوا بننے کے خواب دیکھنے لگے تھے_ مخلوط تعلیمی اداروں میں ایسے بندھن بندھ جانے پر چہ میگوئیاں یقینی مگر انہونی بات نہیں_ سَرمد ایسا سجیلا نوجوان تھا جسے اس کی ماں نے بڑے ارمانوں سے اپنے ہاتھوں سے نوالے کھلا کر پالا پوسا تھا_ اس کی ڈگری میں پورے گھر والوں کی ساری زندگی کے خواب سنجوئے ہوئے تھے_ اس دن مدیحہ نے ڈیپارٹمنٹ سے نکلتے ہی اس کے گھر جانے کی فرمائش کردی_ وہ خجل سا ہو کر اپنے جوتے کی نوک سے مٹی اکھیڑنے لگا_ یہ مٹی تو دھول تھی ذرا سا اُڑ کر پھر بیٹھ گئی_ اپنا من پسند آشیانہ بنانے کے لیے تو ایک غبار چاہیے تھا جو حدِ نگاہ تک پھیل جاتا اور وہ اپنی تعمیر کی گئی دنیا اسے دکھا کر خجالت سے بچ جاتا_ جو مہک اس کے بدن سے اٹھ رہی تھی اتنی قیمت میں تو ان کے گھر کا ماہانہ چولھے کا دھواں تھا_ قسمت ایک لاینحل سوال کی طرح اس کے سامنے جواب کی منتظر تھی_

"پھر کبھی سہی_"

اپنی انا کی پائمالی سے بچتا وہ یونیورسٹی کے احاطے میں کھڑی بسوں کی طرف پیدل چلتا گیا_ مدیحہ کے لیے سرمد کو سمجھنا مشکل نہیں تھا کیونکہ وہ اس کے رنگ میں رنگنا چاہتی تھی اسے اپنے ماحول میں ڈھالنے کا اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا_

Downloaded from https://paksociety.com

اس نے سفید پھول چُننا شروع کر دیے۔ جب کبھی اس کے نوٹس میں سے سفید پھول نکلتے سَرمد ان میں گلاب کے پھول رکھتے ہوئے جھجکتا۔ اس دن تو حد ہی ہو گئی جب یونیورسٹی کے برآمدوں میں سے گزرتے ہوئے طلبا کے کچھ ٹولے مدیحہ اور اس پر رنگ گرا گئے۔ بحث سے بچتے ہوئے سرمد نے اپنے ہاتھ کی اوٹ سے ان کو شرارت سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر مدیحہ کے سفید دوپٹے پر ساتوں رنگوں کی قوس و قزح پھیل گئی۔ اس کی نظروں میں وہ سوال واضح تھا جسے وہ کرنے سے اب تک احتراز کر رہا تھا۔ مدیحہ بچ کے نکل جانا چاہتی تھی مگر کچھ لمحوں کے لیے خود کو تنہا پا کر سَرمد نے اس کی کلائی تھام لی،

"بولو، بتاؤ..................... یہ کیا پاگل پن ہے۔"

"عمر بھر کے لیے اپنانے کا وعدہ کرو تو سارے رنگ اُڑھ کر سفید صرف اس دن کے لیے چھوڑ دوں جب مجھ سے اس کا اختیار بھی چھین لیا جائے گا۔"

سَرمد نے اس لمحے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے وہ اعتبار اور یقین دیکھا کہ اگر انکار کرتا تو وہ ٹوٹ جاتی بلکہ شائد کہیں گم ہو کر خود کو تباہ کر لیتی۔ بدن تھکن سے بوجھل ہو کر کروٹ بدلنے سے آسودہ ہو جاتا ہے محبت بھی وعدوں کی کروٹ کے ساتھ ہی سہانے سپنوں میں کھو گئی۔ سَرمد کی والدہ نے مدیحہ کو دیکھتے ہی اپنے بیٹے کی قسمت پر رشک کیا۔ اچھے رشتوں کے انتظار میں بیٹھی دونوں بڑی بہنوں نے اسے دل سے قبول نہ کیا۔ "ابا البتہ خاموش تھے۔ مدیحہ کے گھر والوں نے کچھ عرصہ پس و پیش سے کام لیا پھر بیٹی کی ضد کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ زندگی کسی یونیورسٹی کے نصاب پر اپنی دنیا تعمیر نہیں کرتی۔ قدم قدم پر قسمت کے ناکے اسے اپنے فیصلے بدلنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں۔ سرمد کو بھی اچانک ایسی ہی صورتحال کا سامنا کرنا پڑ گیا جبکہ ابھی وہ مستقبل کی منصوبہ سازی میں کوشاں تھا۔ مدیحہ کے والدین کینڈا جانے سے پہلے اس کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔ ذمہ داری تو اس پر بھی اپنی دونوں بڑی بہنوں کی تھی۔ رہائش کا بھی مسئلہ تھا۔ ایسا گھر تو لینا پڑتا تھا جس میں اس کا علیحدہ کمرہ ہوتا۔ ابھی تو بیٹھک ہی

Downloaded from https://paksociety.com

رات کو اس کا سونے کا کمرہ بن جاتی۔ نئی نئی نوکری تھی۔ پڑول کے پیسے کمپنی دے رہی تھی مگر بچت بہت کم تھی۔ ماں کی کمیٹیاں اور گھر کا کرایہ ہر صورت ادا کرنا ہوتا تھا۔ ابا کی کلرکی بھی معمولی سی پینشن کے ساتھ ختم ہونے کے قریب تھی۔ ان کے پراویڈنٹ فنڈ میں اس کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک قلیل سی رقم ہی بچی تھی جو دونوں بہنوں کی شادی کے لیے ناکافی تھی۔ مدیحہ کے والدین کو اخراجات کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ سب کچھ اپنے بل بوتے پر کر کے جیسے اس کو فرض سمجھ کر سَر سے اتارنا چاہتے تھے۔

"اگر ابھی کوئی حل نہ نکلا تو شائد مجھے بھی ماما پاپا کے ساتھ کینڈا جانا پڑے اور تم جانتے ہو واپسی کی راہ پھر شائد کبھی مل پائے"

"محبت بھنور بن کر پا بہ گِل تھی۔ ایک آزاد سوچ اور جدید تہذیب سے آراستہ خاندان کی لڑکی نم آنکھیں لیے بے بس اس کے سامنے کھڑی تھی۔ ایک لڑکی ہی تو تھی مگر ایک اس جیسی لڑکی کہیں نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے۔"اس نے حامی بھر لی۔ اب جو ہو سو ہو۔ سوچ پھولے منہ سے بہنوں نے شادی میں شرکت کی۔ اپنا کمرہ انہیں چھوڑنا پڑا۔ سَرمد جانتا تھا کچھ وقت کی بات ہے زیادہ دیر تلک انہیں تکلیف نہیں دے گا۔ مدیحہ نے بھی اپنے رویے سے انہیں بالکل ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ کتنے بڑے گھر کی لڑکی ہے۔ سَرمد کی خودداری کو ٹھیس نہ پہنچے یہ سوچتے ہوئے اس نے اپنے ماں باپ سے صرف ایک کمرے کا سامان ہی لیا۔ ان کی سَرمد کو باہر سیٹ کرنے اور یہاں ایک گھر لے کر دینے کی ہر تجویز رد کر دی۔ وہ ایک خاندان چاہتی تھی۔ توجہ اور اپنائیت کی طلب میں کچھ پابندیاں بھی اسے گوارا تھیں۔ اسے صرف ساتھ چاہیے تھا جیسا بھی سَرمد چاہے۔ اس کی خوشی میں ڈھلنا ہی اس کے ہونے کی گواہی تھی۔ وہ کون تھی کیا تھی اس کی نفی کر کے وہ کون ہے اور کیا ہو گی کے اقرار کے ساتھ جینے لگی۔ اپنی شناخت سَرمد کے وجود کے ساتھ وابستہ کر لی۔ داستاں کی شہزادی ہر دن وہی رُوپ دھارتی جیسا محبوب چاہتا۔ وہ کون ہے

Downloaded from https://paksociety.com

؟"مدیحہ سرمد" اور وہ کیا ہوگی؟ "سَرمد کے بچوں کی ماں_" اس نے تو چاہا تھا وہ ماں بن کر بھی سَرمد کی محبوبہ ہی رہے مگر اس کی قسمت اور سَرمد کی ترقی کے زینے اتنی تیزی سے پروازِ آسماں ہوئے کہ وہ_" قابلیت اور ذہانت سَرمد کا غرور بن گئے_

"اگر آج میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو تمہارے والدین کے سامنے انہیں میں فخر سے کھڑا کرتا_" وقت کتنا بدل دیتا ہے انسان کو، اس نے سَرمد کی انا کو بچوں کی طرح تالیاں بجاتے دیکھا_

"میرے ماما پاپا کو آپ پر فخر ہے، وہ دوسروں کو ہمیشہ آپ کی مثال دیتے ہیں_"

"دینی بھی چاہیے، اسوقت شہر میں میری ٹکر کا کوئی سول انجینئر ہے_"

عالیشان بنگلے میں پُرتعیش زندگی گزارتے ہوئے وہ ہمیشہ یہ بھول جاتا کہ اس کے پاس بھی وہی ڈگری اور ذہانت ہے اور اگر وہ بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتی تو آج کہاں سے کہاں ہوتی_ وہ روز اپنے لاشعور میں چھپے ہوئے احساسِ کمتری کو اسی طرح احساسِ برتری کا لبادہ پہنا کر اس کے سامنے تقریر کرتا اور جب مسلسل اس کی خاموشی کی مار سے مرنے لگتا تو نیند کی گولیاں لے کر بستر پر گر پڑتا_ کبھی یہ عادت تھی کہ دونوں کو ساتھ سوئے بغیر نیند نہیں آتی تھی اور اب ایک نامعلوم خلیج نے نیند سے قربت کا یہ حق بھی چھین لیا تھا_ زندگی سے جب نظریں ملانے کا وقت آیا تو وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے_

"میرے خلوص اور وفا میں کہاں کمی تھی، بتا دیتے، یوں کچوکے تو نہ لگاتے، میں نے کب ان آسائشوں کی تمنا کی تھی، صرف تمہاری ہی تو چاہ کی تھی_"

وہ اکثر سراپا سوال بنتی جو کبھی اس کے لیے سراپا محبت تھی_ ماما جب بھی اسے فون کرتیں وہ اپنے لہجے کی نمی چھپا نہ_ "نہ پاتی_

"مڈل کلاس ذہنیت کے لوگ ہوتے ہی ایسے ہیں، کامیابیاں ان کے سر میں خناس بھر دیتی ہیں، فیصلہ

Downloaded from https://paksociety.com

تمہارا تھا، بھگتنا بھی تمہی کو ہو گا_"

ماما اپنی بھڑاس نکال کر اسے مزید رنجیدہ کر دیتیں_ اس نے کیا نہیں کیا تھا سرمد کے لیے_ اس کے گھر والوں کی جوٹھن تک کھائی تھی_ زچگی میں تکلیف سہہ کر ان کی خدمت کا حق ادا کیا تھا_ ساس سسر اس دنیا سے خوش گئے اور نہ کبھی دونوں نندیں اس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں_

جب تک وہ سب ساتھ تھے ایک ہی جملہ اس کے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح پڑتا،

"ہمیں کیا فائدہ اتنے امیر کبیر ماں باپ کی لڑکی لانے کا جب ہمارے ہی لڑکے نے چکی کی طرح پسنا تھا_"

سَرمد نے زندگی کو چیلنج سمجھا تھا اور ناکامیوں کو ہرا دیا تھا مگر ایک زعم نجانے کب اس کی پتلیوں کا رنگ بدل گیا تھا_ وہ اس پر فخر مند ہوتا کہ اس نے کسی سے مدد نہیں مانگی اور نہ کبھی مدیحہ کے والدین کا کوئی احسان اٹھایا_ "تم نے مجھ سے سوچ سمجھ کر ہی شادی کی تھی اور تمہارے والدین بھی یونہی نہیں مانے تھے"،

وہ اچھے بھلے موڈ میں ہوتا اور ایک دم ابل پڑتا کسی بھی وقت کسی بھی ملازم کی موجودگی کا خیال کیے بغیر_ ڈرائیور کے سامنے شرمسار سی وہ باہر ڈنر پر جاتے ہوئے اس کی یہ بات اپنے آنسوؤں کے ساتھ نگل گئی_ وہ کتنی خوبصورت تھی کہ جب پہلی بار سرمد کی نگاہوں نے اس کی خوبصورتی کو سراہا تھا وہ اسی حصار کو اس کا آنگن سمجھ کر خود_" خود کو اس میں چلتا پھرتا محسوس کرنے لگی تھی_ یونیورسٹی کی ایک محبت کے خوبصورت انجام پر سبھی نے ان دونوں کو ڈھیروں مبارکباد دی تھی اور پھر ان کے آنگن میں دو پھول کھلے تو گویا چمن پر بہار آ گئی_ خزاں کی رُت کبھی نہیں آئی صرف رویے سرد پڑتے گئے_ رویوں کی اس سَرد فضا نے اسے مرجھا دیا تھا_ سَرمد کی دن رات کی محنت، نیا گھر، بہنوں کی شادیاں اور ماں باپ کے فریضہ حج تک وہ صرف ایک عورت رہ گئی جو رنگوں کی طرح پانی میں گھل جاتی ہے اور رشتوں کو گہنوں کی صورت اپنے بدن پر سجا کر ہر وقت ناگہانی بلّی کی طرح تیار رہتی ہے_ وہ کسی ناکردہ گناہ کی پاداش میں

Downloaded from https://paksociety.com

سرمد سے کترانے لگی۔ اس کے لیے گھنٹوں انتظار میں رہنے والی اب گھر اس کی آمد پر چُھپ جاتی۔ بہت سالوں بعد اس نے احتجاج کا یہ طریقہ اپنایا تھا۔ وہ اسے اپنی صورت نہیں دیکھانا چاہتی تھی۔ محبت کا بھرم اور دنیا کا لحاظ اب اسے نشتر کی طرح چُبھتا۔ سرمد معمول کی طرح اسے آوازیں دیتا اور جب ملازمہ اسے آ کر بتاتی کہ بیگم صاحبہ سو گئیں ہیں تو زور زور سے چیزیں پٹختا اور وہ جان کر بھی انجان بنی رہتی۔ لندن دونوں بچوں کے تعلیمی اداروں میں الوداعی تقریبات تھیں جن کے دعوت نامے انہیں موصول ہو چکے تھے۔ سرمد بہت خوش تھا۔ اس نے بچوں کی واپسی کی ٹکٹیں بھی کنفرم کرا لیں۔ دونوں بیٹوں کو بیرون ملک تعلیم دلوانے کا اس کا خواب پایہء تکمیل کو پہنچ گیا تھا۔ جانے سے پہلے اس نے فائیو اسٹار" میں ایک شاندار تقریب کے انتظامات بھی مکمل کروائے۔ وہ اپنے بچوں کو پوری شان و شوکت سے وطن میں خوش آمدید کہنا چاہتا تھا۔ مدیحہ کبھی بھی بچوں کے باہر جانے کے حق میں نہیں تھی مگر اس نے سرمد کے لیے یہ جدائی بھی سہی۔ بچوں نے بھی شروع میں اسے بہت یاد کیا پھر وہاں کی تعلیمی مصروفیات نے انہیں وہاں کے ماحول میں گم کر دیا۔ وہ اسے ہی فون کر کے اپنے پاس بلاتے خود بہت کم چکر لگاتے۔ سرمد نہیں چاہتا تھا کہ یہ وہاں جا کر ان کی زندگی میں مخل ہو کیونکہ اس نے تو یہ زندگی جی تھی اور پھر باغی بھی ہو گئی تھی۔ "بیوقوف عورت، تمہیں اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی کینیڈا چلے جانا چاہیے تھا تا کہ مجھے بھی کسی نارمل لڑکی سے شادی کرنے کا موقع ملتا جو کم از کم میری ترقی کے سفر کو جی بھر کے جی تو لیتی۔"

تقریبات میں شرکت کے انکار پر سرمد اپنے اندر کی تلخی اس پر انڈیل گیا۔ ڈرائیور نے سامان گاڑی کی ڈکی میں رکھا اور داخلی دروازے کے دونوں پٹ چوکیدار نے کھول دیے۔ وہ جیسے اس کی زندگی میں آیا تھا ویسے چلا بھی گیا۔

چائے کے دونوں کپ نجانے کب کے خالی ہو چکے تھے۔ سرمد نے اٹھنا چاہا پھر ریڑھ کی ہڈی میں ایسی ٹیس اٹھی کہ موڑھے پر ہی گر گیا۔ مدیحہ کے ناتواں بدن میں اب جان کہاں رہی تھی پھر بھی آہستگی سے

Downloaded from https://paksociety.com

اس کا دایاں ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا_" __اور اسے پلنگ پر لٹا دیا_

"اور چائے پیو گے.........................._"

مدیحہ نے پوچھا اور وہ چُپ رہا_ آنکھیں موندے اس کا ہاتھ پکڑے_

"نہیں ،صرف میرے پاس بیٹھو............

دونوں ایک دوسرے کے چہرے کی لکیروں میں گزرے دنوں کی تنہائی پڑھ بھی لیتے مگر آنکھوں میں تیرتی ایک ان کہی تحریر کی نمی نے انہیں دھندلا دیا_ تقدیر کا لکھا لفظوں میں بیاں کرتے یا وقت نے جو پل جدائی میں گزارے تھے خاموشی سے عیاں ہوتے ،داستاں کی شہزادی نے سفید پھول ہی چُنتا تھے _سُرخ گلاب تو قبول کیے جاتے ہیں پھر انہی سُرخ گلابوں کا لہو ساون بن کر خوابوں سے چُبھتی آنکھوں سے برستا ہے_ مدیحہ نے سرمد کی خالی آنکھوں میں وہ سب کچھ دیکھا جو کہیں پیچھے ایک پیمان بن کر ٹھہر گیا تھا_ نظریں بیتاب تھیں اور پلکیں گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ اُٹھ اور جُھک رہی تھیں_ وقت رواں تھا اور اس کی راکھ میں سے جگنو سر اٹھا کر جاتے سمے کو حسرت سے تک رہے تھے_

"میرے لندن جاتے ہی تم نے گھر کیوں چھوڑ دیا............................._"

سرمد کی گرفت مدیحہ کے ہاتھوں پر اور بھی مضبوط ہوگئی مبادا وہ پھر چھوڑ جائے_

"میں جانتی تھی تم خالی ہاتھ لوٹو گے اور میرے پاس بھی تمہیں دینے کے لیے خالی پن کے سوا کچھ نہ تھا_"

ایک آنسو پلکوں سے اترا اور اس کے عارض پر ٹھہر گیا_

"میں سمجھا تم کینیڈا اپنے ماں باپ کے پاس چلی گئی ہو اور میں نے...................."،

سینے کی گھٹن کھانسی کی صورت باہر آئی تو اس کا جملہ ادھورا_" ___مدیحہ نے جلدی سے اسے پانی لا کر پلایا اور دوبارہ چولھے پر چائے کا پانی چڑھا دیا_ جنوری کی ٹھنڈ ہڈیوں کے اندر تک دھنس رہی تھی_ اس نے الماری سے گرم شال نکال کر اپنے کندھوں پر ڈال لی اور سرمد کے سینے تک لحاف کر کے اس کا ماتھا

Downloaded from https://paksociety.com

چھوا_ ہلکی ہلکی سی حرارت لگ رہی تھی_

ڈرائیور تمہیں لینے آئے تو گھر جانے سے پہلے ڈاکٹر کے پاس جانا_"

ہاں..........آں..........ٹھیک ہے"۔

وہ نجانے کیا سوچ رہا تھا_ لندن میں تب موسم معتدل تھا مگر اس نے بچوں سے واپسی کا ذکر کیا تو ان کے انکار پر ایسی ہی سردی کی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں چبھنے لگی تھی_ وہ وہاں رہ کر وہیں کے ہو گئے اور یہ وطن واپس آ کر بے وطن ہو گیا_ نجانے کتنے موسم بیتے ہوں گے پہلے غصہ پھر پچھتاوا اور عمر کے آخری حصے میں تب معافی کے لیے تڑپنے لگا جب ایک جاننے والے کے جنازے پر اپنے پرانے رہائشی علاقے میں آیا_ گھر کی بیرونی دیوار پر ابھی تک انگور کی وہ بیل تروتازہ تھی جو ماں نے اپنے ہاتھوں سے لگائی تھی_ چھوٹے چھوٹے بچے سپارے اپنے سینوں سے لگائے باہر نکل رہے تھے_ دروازہ ایک دم یوں پورا کھل گیا جیسے اس کے استقبال کے لیے کسی اپنے نے اپنی بانہیں وا کی ہوں_ سفید شیفون کے دوپٹے میں وہی چہرہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور ذرا سی حیرانگی کا پرتو بھی اس کے وجود سے ظاہر نہ ہوا، جیسے وہ پروا کی چلنے والی ہوا کا ایک جھونکا تھا اور اسے اس سے لپٹنا ہی تھا_ اس کے قدم خود بخود ا_"___

___ گھر کی بیرونی دیوار پر ابھی تک انگور کی وہ بیل تروتازہ تھی جو ماں نے اپنے ہاتھوں سے لگائی تھی_ اس کے قدم خود بخود اسی آنگن کی طرف اٹھ گئے جہاں کبھی وہ دونوں اپنے بچوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلا کرتے تھے اور اگر کبھی چھٹی والے دن سب گھر والے کہیں چلے جاتے تو وہ مدیحہ کے بالوں کو سلجھاتا اور کیاری میں سے ایک گلاب توڑ کر اس کے جوڑے میں لگا دیتا_ اس کی چاہت تو اسے سنوارنے کی تھی مگر اپنے طریقے سے_

"ذرا سنبھل کر بیٹھ جاؤ سرمد_"

مدیحہ چائے کی ٹرے لے آئی تھی جس میں ابلے ہوئے انڈے بھی تھے_

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ کا ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

"ڈرائیور کو فون کردو، وقت پر تمہیں لینے آ جائے، موسم بھی مجھے خراب لگ رہا ہے_"

یہ کہتے ہوئے مدیحہ کا جی چاہا اب تو وہ یہ کہہ دے کہ میں یہیں رہوں گا یا تم بھی میرے ساتھ چلو............

"ہوں.................. پتہ ہے اسے، آ جائے گا"،

وہ اپنے خیالوں سے چونکا اور اسی لمحے گلاب کا پھول مدیحہ کے بالوں سے نکل کر اس کے قدموں میں آن گرا_ پتہ نہیں اب محبت کیوں ٹھہرے ہوئے وقت سے نکلنا چاہتی تھی_ دروازہ کھٹکنے کی آواز پر سرمد اٹھ کر بیٹھنے لگا مگر کپکپاہٹ کی شدت نے اسے بے بس کر دیا_ وہ باہر جانے لگی تو اسے روک دیا اور ڈرائیور کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ چلا جائے_ معمولی حرارت اب بخار کی شدت میں تبدیل ہو گئی تھی_

"تم کینیڈا کیوں نہیں گئی، پیسے بھی تھے تمہارے پاس_"

کوئی خلش راکھ بن کر ہوا میں جیسے بکھر رہی تھی_

"میرے پاس واپسی کا راستہ ہی کہاں

"، جب گھر چھوڑا اس کے اگلے ہفتے ہی ماما پاپا شگاگو جاتے ہوئے حادثے کا شکار ہو گئے"،

دل کا موسم بدلتے ہی کئی آس کے پنچھی نامعلوم سمتوں سے بسیرا کرنے کو مچلے_ سَرمد نے اپنی سانس بحال کی اور تکیوں کے سہارے بیٹھ گیا_ اسے دکھ ہوا اور وہ یہ بھی جانتا تھا ان کا سب کچھ اسی ہی ملا ہو گا_

"تمہیں وہ کاغذات بھی مل گئے ہوں گے،"

" کیسے کاغذات"،

وہ چونکی

"طلاق کے..............................._"

مدیحہ وہیں رک گئی جہاں داستاں کی شہزادی سفید لباس پہنے میلوں کا سفر صرف اپنے محبوب کے لیے طے کرتی ہے اور ہر بار جینے کے لیے سُرخ گلاب قبول کر لیتی ہے_ سَرمد کے پاس اس ٹوٹے تعلق کی کرچیوں کے سوا کچھ نہیں بچا تھا_

Downloaded from https://paksociety.com

☆آج عید کا دن ہے☆

تحریر: کہکشاں صابر

چراغ دل کے جلاؤ کے عید کا دن ہے
ترانے جھوم کے گاؤ کے عید کا دن ہے
غموں کو دل سے بھلاؤ کے عید کا دن ہے
خوشی سے بزم سجاؤ کے عید کا دن ہے
حضور اس کے کرو اب سلامی کی دعا
سر نماز میں جھکاؤ کے خوشی کا دن ہے
بن کے سوالی مرادیں پوری کرواؤں
آج عید کا دن ہے

عید کا نام لیتے ہی جہاں چھوٹو کے چہروں پر خوشی آ جاتی ہے وہی بڑوں کی بھی فکریں پل بھر میں دور ہو جاتی ہیں اسی لیے تو عید خوشیاں منانے اور ان کو دوسروں میں بانٹنے کا نام ہے جس سے دل و روح کے سکون کے ساتھ ایک ان دیکھی مسرت بھی نور بن کر چہروں سے چھلکتی ہے

"عید" عربی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی ؛ خوشی ؛ جشن کے ہیں جبکہ "فطر" کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں ؛ یعنی روزہ توڑنا یا ختم کرنا۔ عید الفطر کے دن روزوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے، اس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو روزہ اور عبادتِ رمضان کا ثواب عطا فرماتے ہیں، لہذا اس تہوار کو عید الفطر قرار دیا گیا ہے

عید الفطر ہو اور ہم خواتین، شاپنگ اور بچوں کی معصوم فرمائیشوں کا ذکر کرنا بھول جائے یہ ہو نہیں سکتا۔۔ عید کے موقع پر سب سے اہم تیاری خواتین اور بچوں کی ہی ہوتی ہے

رمضان کے شروع ہوتے ہی خواتین کی طرف سے عید الفطر کی تیاریاں نہایت زور و شور سے شروع ہو جاتی ہیں۔ خریداری کرنا خواتین کا محبوب مشغلہ ہے، بالخصوص عید کے موقع پر اس مشغلے کو ضرورت کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے، سحر و افطار کے ساتھ ساتھ عید کے ملبوسات اور دیگر لوازمات کی خریداری میں

Downloaded from https://paksociety.com

گھر کا بجٹ اکثر منہگائی کے باعث اوپر چلا جاتا ہے لیکن مسکراتے چہروں کے سامنے یہ بجٹ خود بخود اپنی اہمیت کھو دیتا ہے۔

بچوں کی چھوٹی چھوٹی فرمائیشیں بڑوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیر دیتی ہے ہاں یہی تو خوشی کے محبت کے سچے رنگ ہے جو پاک پروردگار کی طرف سے ہم تمام مسلمانوں کو تحفے (عید) کے طور پر ملتا ہے

کچھ خواتین رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہونے سے پہلے عید کی شاپنگ کو ترجعی دیتی ہے تا کہ ماہ صیام میں زیادہ سے زیادہ وقت عبادات میں گزار سکیں اس کے علاوہ دونوں طرح کی خواتین یعنی رمضان سے پہلے یا پھر رمضان میں اپنی عید کی شاپنگ کرنے والی ،رنگ برنگی چوڑیوں اور خوبصورت مہندی ہاتھوں اور پاؤں پر لگوانے کے لیے چاندرات کا انتخاب کرتی ہے بازار ،ریسٹورنٹ ساری رات کے لیے آباد ہو جاتے ہے ہر جگہ خوب رونق اور چہل پہل ہوتی ہے۔ بچوں کو عید میں عیدی ملنے کی خوشی ہوتی ہے ،خواتین کو شاپنگ کی ،رہ گئے مرد حضرات تو وہ بھی ہر جگہ ہر قدم میں سب کے ساتھ ہوتے ہیں بن بولے اپنی ہر فرمائیش پوری کرواتے ہوئے میرا اشارہ نت نئی لذیز مزے دار اور خوش شکل دیسی و بدیسی ڈشوں سے ہیں۔ عید الفطر کے دن خصوصی طور پر مسلمان صبح سویرے سورج نکلنے سے پہلے بیدار ہو کر نماز فجر ادا کرتے ہیں پھر دن چڑھے ایک مختصر سا ناشتہ یا پھر کھجوریں کھانے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو کہ ایک طرح سے اس دن روزہ کے نہ ہونے کی علامت ہوتی ہے۔

نماز عید گاہ میں آتے اور جاتے ہوئے آہستہ تکبیریں کہنا اور راستہ تبدیل کرنا سنت نبی ہے۔ عید کے روز غسل کرنا ،خوشبو استعمال کرنا ،اور اچھا لباس پہننا بھی سنت نبی ہے۔ اسی طرح عید الفطر کے روز روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید کی نماز کا وقت سورج کے ایک نیزہ کے برابر بلند ہونے سے "ضحوہ کبریٰ" تک ہے۔ (ضحوہ کبریٰ کا صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے کل وقت کا نصف پورا ہونے پر آغاز ہوتا ہے)۔ ہر نماز کے ادا کرنے سے پہلے اذان کا دیا جانا اور اقامت کہنا ضروری ہے ۔ مگر عید کی نماز کو اذان اور اقامت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جبکہ اس نماز کی صرف دو رکعات ہوتی ہیں؛ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور

Downloaded from https://paksociety.com

دوسری رکعت میں قرآت سورت کے بعد ہاتھ اٹھا کر تین تین زائد تکبیریں مسنون ہیں۔

صدقہ فطر فرض ہے عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت پر صدقہ فطر یا فطرانہ ادا کرنا فرض جو کہ ماہ رمضان سے متعلق ہے۔صدقہ فطر کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ نبی اکرمؐ کی حدیث ہے کہ عید الفطر سے قبل پیدا ہونے والے ایک دن کے بچے کا فطرانہ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ صدقہ فطر ادا کرنے کا وقت آخری روزہ افطار کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے، لیکن نماز عید سے پہلے تک ادا کیا جا سکتا ہے۔فطرانہ نمازِ عید سے قبل ادا کرنا چاہیے ورنہ عام صدقہ شمار ہوتا ہے اسی طرح فطرانہ ہر مسلمان مرد، عورت، آزاد، غلام، چھوٹے، بڑے سب پر فرض ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ دو دن تہوار منایا کرتے تھے جن میں وہ کھیل تماشے کیا کرتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: یہ دو دن جو تم مناتے ہو، ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دونوں تہواروں کے بدلے میں تمہارے لیے ان سے بہتر دو دن مقرر فرما دیے ہیں، یوم (عید) الاضحی اور یوم (عید) الفطر۔غالباً وہ تہوار جو اہل مدینہ اسلام سے پہلے عہد جاہلیت میں عید کے طور پر منایا کرتے تھے وہ نوروز اور مہرجان کے ایام تھے، مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تہوار منانے سے منع فرما دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں اپنے خصوصی انعام و اکرام کے طور پر عید الفطر اور عید الاضحی کے مبارک ایام مسلمانوں کو عطا فرمائے ہیں۔

رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق: جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے، اے میرے فرشتو! اس مزدور کی کیا جزاء ہے جو اپنا کام مکمل کردے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اسکی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا اجر و ثواب عطا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے فرشتو! میرے بندوں اور باندیوں نے اپنا فرض ادا کیا پھر وہ (نماز عید کی صورت میں) دعاء کیلئے چلاتے ہوئے نکل آئے ہیں، مجھے میری عزت و جلال، میرے کرم اور میرے بلند مرتبہ

Downloaded from https://paksociety.com

کی قسم! میں اِن کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے: بندو! تم گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تمھیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ نبی پاک صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ بندے (عید کی نماز سے) لوٹتے ہیں حالانکہ انکے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں

ہم لوگ اللہ پاک کے اس تحفے (عید) کو بھرپور جوش وجذبے اور عقیدت سے مناتے ہیں ان خوبصورت لمحوں کو اپنے دل ودماغ اور یادوں کے دریچوں میں قید کرتے ہے تاکہ برسوں اس کو سوچ کر مسکرا سکیں لیکن ان لوگوں کا کیا جو اپنا اداس چہرہ اپنی سمندر سی آنکھوں کو بار بار پلکوں کا کنارہ پار کرنے سے روک رہے ہوتے ہیں ہم کو اپنے آپ میں اپنی مسرتوں میں، خدا کی ہم پر کی گئی نعمتوں کو استعمال کرتے حسرت سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ رمضان کے تیس دنوں میں اللہ کے چھوٹے سے پیغام یعنی بھوک پیاس کو برداشت کرنا خدا کی نعمتوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی ان لوگوں کا احساس دلاتی ہے پھر ہم کیوں کچھ گھنٹوں بعد ہر چیز کو فراموش کر دیتے ہیں خود میں ایسی آنکھ پیدا کریں جو اپنوں کی خوشیوں کو تاعمر تک قائم کردے مہربانی کرکے اپنی مسکرہٹوں، اپنی کھنکتی چوڑیوں، خوبصورت مہندی اور لذیذ کھانوں میں تھوڑا سا حصہ ان کے لیے بھی رکھیں کیونکہ عید کے رنگ اور خوشیوں بھرا سماع سب کے لیے ہے۔

فی امان اللہ......

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆امتحان☆

تحریر: فضہ عادل۔

الارم بجنے پر اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے سائیڈ ٹیبل پر سے موبائل اٹھایا اور ٹائم دیکھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے فوراً اٹھ بیٹھی ۔۔۔۔ اوہ میرے خدا ۔۔ کمبخت موبائل بھی اتنی دیر سے بولا ۔۔ پانچ بجے کا الارم لگایا تھا ۔۔ ساڑھے پانچ ہو گئے ۔۔

قریب ہی اماں بیڈ سے نیچے اترتے چپل پیروں میں ڈال رہی تھی ۔۔ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں ۔۔ ہمم ۔۔۔ ارے تیری آنکھ اب دیر سے کھلی ہے تو اس میں اس مشین کا کیا قصور ۔۔ صبح سے ہزار بار تو بول چکا ہے گھوڑے تو نے بیچ رکھے تھے اور کوس تو اسے رہی ہے ۔۔ اب یہ میری طرح تجھے مار مار کے تو جگانے سے رہا۔

اماں میرا دماغ نہ خراب کرو صبح صبح ۔۔ تم تو اس وقت چپ ہی رہو بس ۔۔ وہ لجاجت سے ماں کو کہتے اٹھی اور کتابیں کھول کر بیٹھ گئی۔

اب اگر غلطی سے جلدی اٹھ گئی ہو تو نماز ہی پڑھ لو ۔۔ فجر کا ٹائم نکلا جا رہا ہے۔

اووووف ۔۔۔ اماں تمھیں پتہ بھی ہے میرا امتحان ہے آج اسلیئے جلدی اٹھ گئی تھی ۔۔ ایک تو تم بھی نا۔

اری اٹھ جا ۔۔ اٹھ جا زیادہ زبان نہ چلا ۔۔۔

اماں فلحال مجھے تنگ نہ کرو ۔۔ ساری زندگی پڑی ہے پڑھ لونگی نماز بھی ۔۔۔

اماں اب آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کچن میں پہنچ چکی تھی ۔۔ اری زندگی کا کیا بھروسہ ابھی ہے اگلے پل نہیں ۔۔ اور زندگی بھی تو اک امتحان ہی ہے ناں ۔۔ اٹھ میری دھی ۔۔ پڑھ لے نماز پھر آرام سے بیٹھ کے امتحان کی تیاری کریو ۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

۔اٹھ جا شاباش ۔۔امی نے اب پیار سے سمجھانے کی کوشش کی تھی ۔۔جس پر اب وہ غصے سے بولی تھی ۔۔

کیا ہو گیا ہے اماں ۔۔ہٹی کٹی تو ہوں ۔۔۔اللہ نہ کرے مجھے کچھ ہو ۔۔اور پھر سے کتاب کے صفحے پلٹنے لگی ۔۔

اری اووو ۔۔۔سن لے کمینی ۔۔کبھی تو سن لے میری بات ۔۔یا قسم کھا رکھی ہے ساری عمر ماں کو سکھ نہیں دینا ۔۔۔

اف خدایا ۔۔۔عاشی اب دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھی تھی ۔۔تم تھوڑی دیر خاموش نہیں بیٹھ سکتی اماں ۔۔یا آج قسم کھا رکھی ہے ۔۔میرا دماغ خراب کر کے چھوڑنا ہے ۔۔اٹھ ہی جاؤں یہاں سے ورنہ تم نے تو خاموش ہونا نہیں ۔۔

عاشی ماں کی بات کو مکمل نظر انداز کرتی سٹور میں چلی گئی ۔۔اور تھوڑی دیر بعد انتہائی زوردار چیخ کی آواز آئی ۔۔اماں جب تک بھاگ کے سٹور میں پہنچی عاشی زمین پہ اوندھی پڑی سسک رہی تھی اور قریب ہی ایک سانپ تیزی سے وہاں سے بھاگا تھا ۔۔اماں نے عائشہ کا سر گود میں رکھا ۔۔ارے اٹھ میری بچی آنکھیں کھول ۔۔عاشی ۔۔عاشی ۔۔۔ارے کوئی ہے عاشی کو سانپ نے ڈس لیا ۔۔ارے کوئی میری بچی کو بچا لو ۔۔وہ چیختی چلاتے اٹھ کے مدد کے لئے باہر بھاگی تھیں ۔۔

جبکہ آشی کی آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا ۔۔اب اسے یاد آیا ۔۔اماں ٹھیک کہہ رہی تھی ۔۔زندگی بھی تو امتحان ہے ۔۔انسان کا سب سے بڑا امتحان ۔۔جسکے لئے تو وہ کبھی تیار ہی نا تھی اور امتحان کا وقت پورا ہو گیا ۔۔۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆اس_راہ_کو_کیا_نام_دوں؟؟؟☆

تحریر: درصدف ایمان

مغرب کا وقت قریب تھا فیسبک پر سناٹا چھانے لگا تو اسے معلوم ہو گیا کہ افطار کا وقت قریب ہے، اس کا دل اچاٹ ہو گیا، موبائل رکھ کر ٹی وی آن کر لیا، ہر طرف وہ سنگرز، اینکرز دین سکھاتے نظر آئے جو سال بھر ناچتے تھے، یا اس کام کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے، آج مہذب و معتبر بن کر مذہب و اسلام کے ارکان سکھا رہے تھے، اُففف ان لوگوں کی منافقت ...... یہ سوچ کر سوئچ آف کر دیا...... آخر ہر جگہ منافقت کیوں ہے؟؟؟

یہ سوچ ذہن میں آئی ....تنگ آ کر صوفے کی پشت پر سر ٹکا دیا مختلف خیالات آ رہے تھے منافقت، منافقت، منافقت یہ منافق تو میں بھی منافق ہوئی نہ؟؟؟

آج تک ہر فارم میں مذہب کے اسپیس میں، ہر جگہ مذہب کے سوال میں، اسلام لکھتی آئی ہوں، مسلمان بتاتی آئی ہوں..........کیسی مسلمان ہوں..........کیا مقصد ہے زندگی کا؟؟؟

نہ حلیہ اسلامی نہ اطوار مسلمانہ کیوں اتنی بے سکون ہوں؟؟؟ اسلام سے دور ہوں کیا اس لئے؟ کیا مقصد ہے میری زندگی کا......؟ سوشل میڈیا؟ دن بھر سیلفیز لینا، اور اپلوڈ کر کے نامحرم سے تعریفیں سمیٹنا، لڑکوں سے چیٹ کرنا، بس یہی مقصد ہے کیا؟ ضمیر بھی آج آئینہ دکھا رہا تھا یا شاید ہدایت پانے کی مبارک گھڑی تھی کہ معلوم بھی نہیں ہوا کب آنکھوں سے آنسو بہنے لگے......اور ایک سوال ذہن میں گونجنے لگا کیا مقصد ہے؟ کس لئے ہے یہ زندگی؟ جواب نہیں ملا بے بسی کی کیفیت تھی رو رہی تھی ...... بلک رہی تھی ...... تڑپ رہی تھی ...... پر جواب نہیں تھا......اسی کیفیت میں ندا کے لبوں نے ندا کی مہربان و رحیم، رب کو پکارا یا اللہ..........یا اللہ میں کیا کروں......کیا مقصد ہے میرا......کس لئے ہے میری زندگی......یا اللہ

Downloaded from https://paksociety.com

......یا اللہ لبوں سے جاری تھا......شاید اس لفظ کی چاشنی تھی جو دل پر اثر انداز ہوئی............اور بند زنگ آلود دل کے دروازے کھلتے چلے گئے۔

ندا نے ہدایت کی طرف قدم بڑھائے، وضو کیا وہ بلند مرتبہ کتاب طاق سے اٹھائی جس کے جزدان پر گرد جم چکی تھی آنکھوں سے لگایا، چوما، اور وہ عظیم کتاب کھول لی جس میں سکون بھی ہے اور ہدایت بھی ہر سوال کا جواب بھی............ہر درد کی دوا بھی، اور آنکھوں نے پڑھا......

اَلَم یَانِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَن تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُم لِذِکرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الحَقِّ •

کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کے ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد میں......(حدید 2پ؛ 16 آیت)

اللہ کیا میں ایمان والی نہیں؟؟ میں مسلمان ہوں اللہ تو کیوں رہی غفلت میں اب تک، اللہ میں کیوں چلی گئی تھی اس راستے پر جو میرا نہیں تھا، جو مسلم عورت کا نہ تھا، یا اللہ کیوں پڑی رہی میں غفلت میں، اے رب......یا رب..................اے میرے اللہ......ہچکیوں کے دوران بس ایک ہی لفظ تھا اور وہی سب تھا۔ یا اللہ............رب باری تعالی کو یاد کرنے کا انعام ملا............دل کی سیاہی دور ہونے لگی، آنسوؤں سے وہ اپنے اپنے دل کا زنگ صاف کرتی رہی......یہاں تک کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے اللہ میں ایمان والی ہوں............اللہ ایمان والے جھکتے ہیں اللہ کی یاد میں..................اور اے میرے رب میں جھکتی ہوں، ترے در پر، تیری یاد میں، تیری بارگاہ میں، میں توبہ کرتی ہوں مولا، میں توبہ کرتی ہوں، اپنی ہر خطا سے، اپنے ہر گناہ سے، اپنی ہر کوتاہی سے، اپنی ہر منافقت سے، اپنی ہر غفلت سے، یا رب میں سپرد کرتی ہوں اپنا آپ اسلام کے نام میں جھکتی ہوں یا رب میں جھکتی ہوں............میرا دل جھکتا ہے مولا تیری یاد میں............

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

Downloaded from https://paksociety.com

☆خوشیاں عید کی☆

تحریر:عنبرین اختر

مسجد سے عشاء کی اذان کی آواز گونجی -تو فیاض صاحب جو افطاری کر کے چند منٹ پہلے لیٹے ہی تھے -کہ مسجد سے انھیں نماز تراویح کا بلاوا آ گیا- انہوں نے وضو کیا اور مسجد کی جانب روانہ ہو گئے- محلے کے کافی لوگ مسجد جا رہے تھے-یوں بھی عموما رمضان میں لوگوں کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو جاتی ہے -جنھوں نے سال بھر کبھی مسجد کا رخ نہیں کیا ہوتا وہ لوگ بھی آج کل خاصے مولوی ٹائپ بنے ہوتے ہیں-رات کے دس بجے فیاض صاحب تراویح سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو ان کی بیٹی کومل جو افطاری سے چند گھنٹے پہلے پہنچی تھی ،اس نے آنے کی وجہ تو کوئی نہ بتائی تھی ،لیکن اب روتے ہوئے اپنی امی ارشاد بیگم (جو ابھی تراویح سے فارغ ہوئی تھیں) کو بتا رہی تھی ،کہ واصف نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے-

......لیکن کیوں نکالا اس نے گھر سے؟ وہ تو بڑا شریف اور فرمابردار ہے-

کیا اسے اپنے ان معصوم بچوں پر بھی ترس نہ آیا؟ ارشاد بیگم بچوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں-

ماں کی 'کیوں' پر کومل سٹ پٹا گئی ،اور پھر سے زرو قطار رونے لگ پڑی-

"فیاض صاحب جو خاموشی سے دونوں ماں بیٹی کی باتیں سن رہے تھے-وہ جانتے تھے کہ ضرور کومل نے کوئی غلطی کی ہوگی ،واصف ہرگز ایسا نہیں کر سکتا ،لیکن اس وقت دونوں ماں بیٹی کو سمجھانا دشوار گزار چٹان پر چڑھنے سے کم نہ تھا-لہذا انھوں نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی خاموشی کو غنیمت جانا ،اور سیڑھیاں چڑھتے کھلی فضا میں بچھے پلنگ پر لیٹ گئے-"......دن بھر خاصی گرمی اور لو کا راج تھا شام کو ٹھنڈی ہوا نے گرم موسم کو قدرے معتدل کر دیا تھا-پھر بوجھل جھونکوں نے دل میں ایک ہلچل مچا دی تھی ،اس چاند کی چاندنی میں وہ کومل اور اس کے بچوں کے مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے-کہ اگر کومل اسی طرح

Downloaded from https://paksociety.com

ناراض ہو کر میکے آتی رہی تو یہ اپنا گھر کیسے بسا سکے گی۔

رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو چکا تھا، آج بھی گرمی عروج پر تھی۔ آفتاب کی تیز شعاعیں بدن کھلسا رہی تھیں۔کومل کے بچوں نے بازار سے عید کی شاپنگ کرنے کی ضد لگائی ہوئی تھی۔ ارشاد بیگم روزوں کی وجہ سے کچھ نقاہت محسوس کر رہی تھیں۔لیکن اپنے چار سالہ حنظلہ اور تین سال کی لائبہ کی معصوم خواہش کو کیسے رد کر سکتی تھیں۔

فیاض صاحب ایک ورکشاپ میں ملازم تھے، ان کی ایک ہی بیٹی کومل تھی۔ جس کو انھوں نے بڑے لاڈ سے پالا پوسا تھا اور شادی بھی اس کی مرضی سے کی تھی۔ افطاری میں آج ارشاد بیگم نے دہی بڑے ......فروٹ چاٹ اور پکوڑے بنائے تھے۔بعد میں کچن کومل نے صاف کر دیا۔

دونوں ماں بیٹی کچن کے کاموں سے فارغ ہو کر عید کی چیزیں لینے بازار چلی گئیں۔ بازار میں جوں ہی قدم رکھا تو وہاں انسانوں کا ایک سمندر تھا جس کا شائد کوئی کنارہ نہیں تھا۔لوگ عید کی شاپنگ کرنے میں مگن تھے۔ ارشاد بیگم نے بچوں کو ان کی پسند کے کپڑے، جوتے، کھلونے اور کومل کو عید کا ایک خوبصورت کاٹن کا سوٹ......چوڑیاں اور مہندی خرید کر دیں۔

کومل سوچ رہی تھی کہ امی نے تو مجھے سب کچھ لے کر دیا ہے۔لیکن میرا بھی فرض بنتا ہے کہ میں اپنے بوڑھے والدین کے لیے عید کے حوالے سے کچھ خریدو۔ پرس میں ہاتھ ڈالا تو چند سو کے روپوں کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ چہرے پر مایوسی کے گہرے بادل چھا گئے۔لیکن پھر وہ بچوں کی طرف متوجہ ہو کر اپنا دل بہلانے لگی۔ رات کے گیارہ بجے کے قریب یہ لوگ گھر آئے تو بچوں نے نانو سے کہانی سننے کی فرمائش کر دی۔ تھکے مجھول قدموں سے چلتیں ارشاد بیگم بچوں کے آگے پھر ہار گئیں۔

"وہ قوس قزح کی بہتی دھاریوں اور پریوں کے جھولے جھولنے کی کہانی سناتی رہیں، اور بچے فوراً گہری نیند کی وادی میں چلے گئے"۔کومل تم ابھی تک جاگ رہی ہو کیا بات ہے؟

Downloaded from https://paksociety.com

تمھیں چیزیں پسند نہیں آئیں- ارشاد بیگم نے بچوں پر چادر ڈالتے ہوئے کہا" نہیں امی چیزیں تو بہت اچھی ہیں میں نے سوچا تھا- کہ آپ اور ابو کے لیے کچھ خریدو لیکن پرس میں پیسے بہت کم تھے- آپ ہمارے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں اور میں۔۔۔

"ارے کومل بیٹا!! کیسی باتیں کرتی ہو بچے والدین پر بوجھ تھوڑی ہوتے ہیں ماشااللہ اب تم دو بچوں کی ماں ہو لیکن ہمارے لیے آج بھی تم دو سال کی بچی کی طرح ہو والدین کے تصور میں تو بچے ہمیشہ بچے ہی رہتے ہیں، چلو اب سو جاؤ رات گہری ہو چکی ہے صبح سحری کے لیے بھی اٹھنا ہے-"یوں دونوں ماں بیٹی آنگن میں شیشم کے درخت کے نیچے بچھے پلنگوں پر لیٹ گئیں- ارشاد بیگم جلد سو گیئں-

رات کی رانی اور چنبلی کی باس فضا میں رچی ہوئی تھی- گنگناتے ہوئے خوشبو میں بسے جھونکے تیز تر ہو رہے تھے- اور کومل کے حواس پر ایک غنودگی سی چھا گئی- چاند صنوبر کے درخت پر اٹک کر اسے بغور دیکھ رہا تھا............

آج فضا خاصی گرم تھی- اداس سورج تیزی سے چمک رہا تھا-

واصف بیٹا کہاں جا رہے ہو ادھر آؤ میری بات سنو- سکینہ بیگم اپنے بیٹے کو آواز دینے لگیں جو برآمدے میں بیٹھا دستی پنکھے سے خود کو ہوا دے رہی تھیں- بجلی نا جانے کب کی گئی ہوئی تھی اور آنے کا کچھ پتا نہیں تھا-

جی امی حکم کریں کیا بات ہے؟

"بیٹے عید کو دو دن رہ گئے ہیں کومل اور بچوں کے بغیر گھر اتنا سونا اور ویران لگ رہا ہے- تم کومل کو جا کر لے آؤ لوگ ہمارے گھر آئیں گے تو بلاوجہ کی کہانیاں ان کے منہ پر ہوں گی- میری مانو تو......

امی میں آپ کے اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا-"اس نے میرا دل دکھایا ہے اور ویسے بھی یہ میری سعادت مندی اور مردانہ غیرت کے خلاف ہے- امی معذرت کے ساتھ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں اپنی

Downloaded from https://paksociety.com

امیدوں کو اپنے ہی سینے میں دفن کر لوں گا-اور اپنی آرزوں کا اپنے ہی ہاتھوں سے گلا گھونٹ دوں گا میں ماضی کو واپس لانے کی جستجو نہیں کرنا چاہتا-""واصف ماں کی بات کاٹتے ہوئے بولا-

"تو تم اپنی ضد سے گھر کو برباد کر کے ہی دم لو گے-"

"بیٹا..........بیوی جیسی بھی ہو بیوی ہوتی ہے-دکھ سکھ خوشی غمی میں برابر کی شریک ہوتی ہے-اسی لیے تو اللہ نے اسے شریک حیات کا رتبہ دیا ہے-"

"امی آپ جو مرضی کہہ لیں لیکن کومل کی طرف داری ہرگز نہ کریں-"واصف کہتا ہوا کمرے میں چلا گیا اور امی کے لیے بائیں بازو پر مالش کے لیے مرہم لے آیا-پچھلے سال سکینہ بیگم کے بائیں بازو میں فالج کا اٹیک ہوا تھا-لیکن دوائیوں سے اور پھر واصف کی دن رات کی خدمت سے ان کا بازو حرکت کرنے لگا تھا وہ اپنی جگہ پر بیٹھیں عبادت میں مشغول رہتیں،نماز روزے کی وہ جوانی سے پابند تھیں-اسی لیے تو واصف کی تربیت بھی ایک دین دار ماحول میں ہوئی تھی-

آج عید تھی بچوں نے خوب رنگ برنگے کپڑے پہنے ہوئے تھے-ہر طرف سے چوڑیوں اور مہندی کی باس فضا میں رچی بسی تھی-

ارشاد بیگم نے شیر خورمہ بنایا،پہلے اپنے شوہر فیاض صاحب کو دیا،جو مسجد جانے کے لیے تیار تھے-

بقول ارشاد بیگم!!"عید کی نماز پڑھنے سے پہلے میٹھا کھانا سنت ہے"-

پھر بچوں کی طرف آئیں اور عید کی مبارک دی-اور یہ کیا کومل تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئی-کومل نے ایک نظر ماں کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ دل بہلا رہی تھی-خاموشی سے تیار ہونے کے لیے اس نے خود کو آئینے کا مرکز بنا لیا وہ بظاہر خوش تھی،لیکن اس کے اندر ایک اداسی اور پریشانی تھی-

"انسان بظاہر خوش رہنے کی جستجو کرتا ہے-لیکن دل میں کیا ہلچل مچی ہے یہ وہی جانتا ہے یا اللہ جانتا ہے-"

Downloaded from https://paksociety.com

سب لوگ عید کی نماز پڑھ کر ایک دوسرے کے گلے لگ رہے تھے۔اور عید کی مبارک دے رہے تھے۔ ۔کومل نے تخیل میں ایک رنگین دنیا آباد کر لی تھی۔کہ آج واصف کا فون یا عید کا کوئی میسج ضرور آئے گا،اور وہ مجھے ست رنگی چوڑیوں،گلاب کے گجروں اور مہندی کے ساتھ عید کی مبارک دینے آئے گا۔لیکن اس کا یہ سپنا بھی خاک میں مل گیا۔اس کے اردگرد لپٹی تنہائی قطرہ قطرہ اس کے اندر ٹپک کر مجسم بن رہی تھی۔

چلے آؤ تہوار ہے آج عید کا
چلے آؤ ارمان ہے ان نینوں کو تیری دید کا
یہ رات کی رانی کی مہکی فضائیں
مکھ پر میرے وہی دلنشیں ادائیں
سپنے جو کبھی دیکھاتے تھے تم
ہجر سے منہ جو موڑتے تھے تم
بیٹھی ہوں تیری راہ میں گلاب کی شال اوڑھے
لہرا دو تن پر میرے ست رنگی آنچل
بھر دو آنکھ میں میرے سرمئی کاجل
بس،
چلے آؤ تم تہوار ہے آج عید کا

" گلاب چہرہ چند دنوں میں سرسوں کی مانند لگ رہا تھا۔اس نے امی کے کہنے پر لال فیروزی مکس پھولوں والا کاٹن کا سوٹ پہنا۔حنائی ہاتھوں میں چوڑیوں کی جھنکار اور شفون کے آنچل کے بار بار شانے سے سرک جانے سے وہ پریشان ہو رہی تھی۔بال پہاڑوں پر پھیلے ہوئے جنگل کی مانند گھنے تھے۔چہرہ صنوبر

Downloaded from https://paksociety.com

کے درخت پر لٹکے ہوئے چاند کی مانند روشن تھا- اور گہری بڑی آنکھیں بادام کی گریوں جیسی تھیں- تیار ہوکر باہر آنگن میں لگے پھولوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی- سامنے درختوں کی جھومتی ہوئی ٹہنیوں میں سورج کی تیز کرنیں جھول رہی تھیں-"

ساتھ والی کرسی پر کومل کے ابوفیاض صاحب بھی بیٹھ گئے- جنہوں نے سفید کاٹن کا سوٹ پہن رکھا تھا- وہ سمجھ رہے تھے کہ کومل اپنے گھر چھوڑنے کی وجہ سے پریشان اور چپ ہے- انھوں نے بچوں کو عیدی دی پھر کومل کو عیدی دیتے ہوئے پوچھنے لگے-

" کیا بات ہے کومل؟ تم عید کے دن بھی خاموش ہو-

جب کہ آج تو خوشی کا دن ہے-"" کومل ابو کی بات پر کچھ بوکھلاسی گئی وہ جانتی تھی کہ غلطی میری ہے- بچے اینٹوں کے بنے پختہ فرش پر کھیل رہے تھے، وہ اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوگئی- اور ابو کی بات کا کوئی جواب نہ دیا-"

"ہاں غلطی میری ہے، میں نے جھوٹ بول کر اپنے والدین کو ٹھیس پہنچائی ہے- میں نے اپنی ساس پر ظلم کیے ہیں- لیکن میں اپنے گھر والوں کو کیسے بتاؤں مجھے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا- مجھے میکے نہیں آنا چاہیے تھا- واصف کی محبت اور ساس کی خدمت کر کے دل جیتنا چاہیے تھا- اس عید کا مزہ تو تب تھا جب میں دوسروں کے دل میں جگہ بناؤں، کیونکہ دوسروں کی خوشی میں اپنی خوشی شامل ہوتی ہے-"

میں یہاں کیوں بیٹھی ہوں کس کے انتظار میں ہوں، کوئی نہیں آئے گا یہاں، میں نے سب کا دل دکھایا ہے- تو میرا دل کیسے خوش ہوسکتا ہے- مجھے خود واصف کو فون کرنا چاہیے- اس انا کی دیوار کو مجھے ایک سیکنڈ میں مسمار کر دینا چاہیے- مجھے اپنا دل بڑا کرنا ہوگا- وہ بیڈ پر لیٹی رو رہی تھی- آنسو اس کے رخساروں کو گیلا کر رہے تھے، وہ فون کرنے کے لیے اٹھی ہی تھی-

کہ باہر دروازہ بجنے کی آواز آئی - اس نے کمرے کی کھڑکی سے جھانکا تو سامنے واصف کھڑا تھا-

Downloaded from https://paksociety.com

"لمبا قد اور مردانہ وجاہت کا مجسمہ لگ رہا تھا وہ-" السلام علیکم !!

اندر داخل ہوتے ہی اس نے اپنی ساس سسر کو سلام کیا، ننھی پری لائبہ جو کھلونوں کے ساتھ کھیل رہی تھی

واصف نے اپنی بیٹی کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور پیار کرنے لگا-

عید مبارک چچا جان اور چچی جان- وعلیکم السلام !!

"خیر مبارک برخوردار کیسے ہو؟

اور تمھاری امی مطلب میری بھابھی کی صحت اب کیسی ہے؟"

فیاض صاحب داماد کے گلے لگتے ہوئے پوچھنے لگے-

"امی ماشاللہ اب کافی بہتر ہیں"-......واصف مٹھائی کا ڈبہ اور فروٹ کے شاپر اپنی ساس کو پکڑاتے ہوئے بولا- ارشاد بیگم اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے داماد کو اندر لے آئیں- اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا- جلدی سے شیر خورمہ لے آئیں اور داماد کے آگے رکھ دیا-

واصف بیٹے تم نے بہت اچھا کیا جو خود چلے آئے، تم جانتے ہو- کومل پچھلے دس پندرہ دن سے یہاں ہے- وہ کہتی ہے کہ واصف نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے، ہمیں تو پوچھنے پر بھی بات کا صحیح جواب نہیں دیتی بات گول مول کر دیتی ہے تم ہی کچھ بتاؤ آخر بات کیا ہے؟

فیاض صاحب اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے بولے-

واصف شیر خورمے کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے اپنی ساس سسر کی طرف دیکھا اور بولا،

"چچا جان !! کومل میری محبت ہے، اور مجھے بے حد عزیز ہے، میں نے اس کا کبھی برا نہیں سوچا، کومل کو میں نے گھر سے نہیں نکالا بلکہ وہ اپنی مرضی سے یہاں رہ رہی ہے- آپ جانتے ہیں گھر میں میری بوڑھی اور معذور ماں کے اور کوئی نہیں- لیکن کومل کو بلاوجہ میری ماں سے بیر رہتا ہے- پچھلے ایک سال سے وہ فالج کے مرض سے گزر رہی ہیں یہ کومل کا میں امی کو واش روم تک لے گیا اور واپس لے آیا"-

Downloaded from https://paksociety.com

سحری بھی کومل نے برائے نام ہی بنائی صبح آفس جانے لگا-تو ساس بہو کی پھر وہی نوک "اگر نہیں ہوتی تیمداری تو کیا یہاں مفت کی روٹیاں توڑنے کے لیے بیٹھی ہو-

میری ایک بات یاد رکھنا اگر مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہو تو میری ماں کو خوش رکھنا ہو گا-اس سے زیادہ تم سے کچھ نہیں مانگوں گا اور کسی شے کی تمنا نہیں کروں گا

میں جا رہی ہوں اپنی امی کے گھر، خود سنبھالیں اپنی ماں کو-

"ٹھیک ہے جیسے تمھاری مرضی-سوچ لو ایک بار پھر، تم اپنی مرضی سے جا رہی ہو جب کہ آنا بہت مشکل ہو گا تمھارے لیے"-واصف آتش بار نگاہوں سے بولا-

اس نے امی کو اللہ حافظ کہا-

اور بائیک سٹارٹ کرتا ہوا گیٹ سے باہر نکل گیا-"

کومل نے معمول کا کام ختم کیا اپنی ساری ضروری اشیا سفری بیگ میں ڈالیں بچوں کو تیار کیا-

سکینہ بیگم روکتی رہ گئیں-

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے تائی اماں، اور اب مجھے روک کر آپ کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں-"

اس نے ساس کی ایک نہ سنی، اور افطاری سے پہلے آپ کے گھر پہنچ گئی-

"اور آج مجھے اسی عظیم ہستی نے آپ کے پاس آنے کا کہا ہے، کہ جاؤ اپنی بیوی کو منا کر لاؤ میں اسے معاف کرتی ہوں-اس لیے میرے بیٹے تم بھی اپنا ظرف بڑا کروانا اور بدگمانی سے رشتے تباہ ہو جاتے ہیں-"

"رشتے مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے ان میں یقین ......اعتماد......بھروسہ اور ایک دوسرے کو معاف کر دینے کی کھاد ڈالتے رہنا چاہیے-اور ان کی نشو و نما کے لیے پیار محبت کی پھوار برساتے رہنا چاہیے-"

Downloaded from https://paksociety.com

چچا جان آپ نے میری ساری باتیں سن لی ہیں- کیا اس کے بعد بھی آپ مجھے قصوروار سمجھتے ہیں-

دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کا منہ دیکھا ارشاد بیگم جو کچھ دیر پہلے غصے کی حالت میں تھیں ان کے چہرے پر بھی رونق آ گئی ،وہ بیٹی کے بارے میں سوچنے لگیں-

فیاض صاحب کھڑے ہو گئے- اور واصف جیسے داماد کو گلے لگا لیا اور کہنے لگے-

"بیٹا!! آج تم نے ہمارا مان رکھ لیا ہے،ہم تم سے بے حد خوش ہیں- آج ہم تمھیں عید کی دوہری مبارک دیتے ہیں کومل تمھاری امانت ہے جب جی چاہے لے جاو-"

کومل پردے کی اوٹ سے ساری باتیں سن چکی تھی ،پیشانی پر بے شمار شکنوں نے ماتھے کا نور لوٹ لیا تھا -ایک بے روح شکست خوردہ انسان کی طرح دھیرے دھیرے اندر داخل ہوئی اور بولی

"میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں ،مجھ سے بڑی بھول ہو گئی تھی ،مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا -وہ میری ساس نہیں بلکہ میری ماں ہیں ،میں ان کے پاؤں پڑھ کر معافی مانگوں گی- مجھے جدائی کے ان چند دنوں نے یہ احساس دلا دیا ہے- کہ رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں، میں آپ سے بھی معافی مانگتی ہوں مجھے گھر لے چلیں- مجھے اپنی ماں کی خدمت کرنی ہے- واقعی خوشیاں تو اپنوں کے سنگ ہوتی ہیں-"

"عید ایک دوسرے کو ناراض کر کے بھلا کیسے خوشی سے منائی جا سکتی ہے-"

کومل ہاتھ جوڑے شوہر سے معافی مانگ رہی تھی ،ہر آنے والا لمحہ اسے اپنے شوہر کے قریب تر کر رہا تھا -ان چند لمحوں میں زندگی اسے حسین لگ رہی تھی-

امی ابو آپ دونوں بھی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ کا دل دکھایا ہے-

بیٹی کو افسردہ دیکھ کر ارشاد بیگم کی آنکھیں جھلملانے لگیں اور کومل کو گلے لگا لیا-

اتنے میں چار سالہ حنظلہ ایک گفٹ لے کر پاپا کے پاس آیا اور بولا-

Downloaded from https://paksociety.com

"پاپا یہ دیکھیں!! ماما نے آپ کے لیے عید کا گفٹ خرید کر رکھا ہوا تھا-"

واصف نے ہنستے ہوئے اپنے بیٹے کو اٹھا کر پیار کیا- اور گفٹ میز پر رکھ دیا-

کومل نے بھی آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو پیار کر لیا، سب کے چہروں پر عید کی مسرتیں رقصاں تھیں-

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆میری عید ہے تو☆

تحریر: راحیلہ بنت مہر علی شاہ

رات کا اندھیرا رفتہ رفتہ شام کی روشنی کو نگل رہا تھا صبح کے گئے چرند پرند اپنے آشیانوں کو لوٹ رہے تھے اس نے ایک نظر آسمان کو دیکھا جیسے کوئی بارش کا منتظر ہو لیکن بارش کا کوئی امکان نہ ہو اس کے دل سے سخت ٹھیس اٹھی اور پورے جسم میں پھیل گئی ایک مرتبہ پھر آسمان کی جانب دیکھا ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی راہ دیکھائی نہ دی منزلیں کھو گئیں تھی آگے چلتے چلتے وہ ایک گھنے اور تاریک جنگل میں نکل آئی تھی واپس جانے کی سکت نہیں تھی آگے کوئی منزل نہیں تھی تھک ہار کر گھٹنوں کے بل بیٹھتی چلی گئی اور کب کے رکے آنسو کو بہنے کی راہ مل گئی بھل بھل بہہ کر سر سبز گھاس میں جزب ہونے لگے، بھوک پیاس اور خوف نے جانے کتنے دردوں سے کھرنڈ نوچے...... یا اللہ کوئی راہ دکھادے میری مدد کردے یہ کیسی آزمائش ہے میرے مولیٰ کتنے درد ابھی باقی ہیں بے ساختہ پچھلے دنوں کی بات دل میں پھانس کی طرح چھبی جب اس کی امی کہہ رہی تھی کہ اس کا نکاح وہ ارحم کے ساتھ نہیں ہونے دے گی...... وہ کچھ کہتی نہیں تھی اس کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ کچھ محسوس ہی نہیں کرتی تھی اس کی تو روح پہ گھاؤ لگے تھے جنم دینے والی ٹھنڈی چھاؤں نے اپنی چھاؤں میں لینے سے انکار کیا تھا، بے سائباں کیا تھا، یادوں کے زہریلے تیر ایک ایک کر کے دل میں کھبنے لگے ۔وہ بری طرح سسک پڑی اچانک قریب ہی کوئی جانور دھاڑا اور اس کا دل زور سے سکڑ کر پھیلا ہاتھ پاوں سے جان سی نکل گئی لرزتے کانپتے پسلیاں توڑتے دل کے ساتھ آہستہ آہستہ گردن موڑ کر دیکھا تو خوف سے آنکھیں باہر ابل پڑی ایک وحشی جانور بس کچھ ہی فاصلے پر تھا وہ خوف سے اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گئی ہلنے جلنے کے قابل نہ رہی سانسیں ساکت تھی لیکن جان ابھی باقی تھی ابھی اور کتنے درد باقی ہیں میرے مولیٰ......

Downloaded from https://paksociety.com

مونا!!!! کہاں رہ گئی ہو کب سے آوازیں دے رہی ہوں وہ پکارتی ہوئی مونا کے کمرے تک چلی آئی تو ان کے سر پر لگی لیکن تلوں پر بھی نہ بجھی مونا !!!!!!!وہ غرائی لیکن مونا سنتی تب نا آگے بڑھ کر اس کے کانوں سے ہنڈ فری نکال کر پھینک دیئے تب مونا بھی آنے والی افتادہ پر بوکھلائی ککک ......کیا ہوا ام امی ی......؟؟؟.................. الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر لبوں سے ادا ہوئے !! کیا ہوا؟ واہ مہارانی صاحبہ واہ افطاری میں بس ایک گھنٹہ باقی ہے مہارانی کانوں میں موئے ائرفون دیئے لیٹی ہے اور ایک منٹ وہ جسے کسی خیال سے چونکی تم کیا سن رہی تھی اس نے کڑے تیوروں سے گھورتے ہوئے پوچھا ،نعات سن رہی تھی امی وہ منمنائی ۔

اچھا اچھا چلو جلدی سے اٹھو اور کچن میں آؤ فورا .... عاشو کہاں ہے امی اس سے کہو نا مجھے بہت پیاس لگی ہے................وہ پھر سے منمنائی جلدی سے اٹھتی ہے یا لگاؤں ایک دو؟؟؟ بہت سارے اور کام بھی کرنے ہیں کل عید متوقع ہے کچھ تیاری بھی کرنی ہے یا نہیں اس نے غصے سے لتاڑا او کے او کے اٹھتی ہوں وہ بادلنخواستہ اٹھی اور امی کے پیچھے پیچھے چل دی برے برے منہ بناتے ہوئے؟ لیکن دوسری طرف پرواکس کو تھی......

یہ عاشو کہاں ہے؟؟؟ ریاض صاحب نے حیرت سے پوچھا افطاری پر سب موجود تھے سوائے عاشو کے ہمیں کیا پتہ کہ کہاں گئی ہے آپ کی لاڈلی ہمیں بتا کر تھوڑی گئی ہے نفیسہ بیگم کلس کر بولی تو ریاض صاحب حیرت سے گنگ رہ گئے کیا؟؟؟ نفیسہ وہ آپ کی بیٹی ہے کچھ تو خدا کا خوف کرو کب گئی ہے وہ ریاض نے بیٹی کی طرف دیکھ کر پوچھا پتہ نہیں مونا ہڑ بڑا کر بولی ریاض صاحب کے چہرے پر پریشانی واضح نظر آنے لگی کچھ تو بتایا ہو گا اس نے کہ کہاں جا رہی ہے وہ!!! کیسی ماں ہے تو نفیسہ؟ اب جب نہیں بتایا تو میں کیا کروں ہاں لیکن عصر سے نظر نہیں آ رہی نفیسہ بیگم پکوڑے کھاتے ہوئے بولی ریاض نے دکھ اور تاسف سے اسے دیکھا اور ایک لمحہ ضایع کیئے بنا اٹھ کھڑا ہوا افطاری تو کر کے جاتے نفیسہ بولی آپ لوگ کریں

Downloaded from https://paksociety.com

میرے حلق سے تو کچھ نہیں اترنے والا وہ آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے بولے اور گھر سے نکل گئے......

......لیکن وہ تو ارحم کی منگیتر ہے آپا اور آپ کو پتہ ہے ارحم اسکے معاملے میں کتنا پوزیسو ہے، بہت محبت کرتا ہے اس سے شمسہ حیرت سے چھوٹی بہن کی بات سن کر بولی ہاں پتہ ہے سب پتہ ہے لیکن وہ منحوس ہے اس کے پیدا ہوتے ہی اس کے ابو کی نوکری چلی گئی ہماری امی ہمیں چھوڑ کر چلی گئی اس کے دادا پر فالج کا حملہ ہوا میں کیسے آپ کے گھر کو جانتے بوجھتے تباہ کر سکتی ہوں؟ نفیسہ!!!! تو ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہے وہ بیٹی ہے تیری۔

..........جانور لمحہ بہ لمحہ قریب آ رہا تھا اور اسے لگ رہا تھا کہ بس یہ زندگی کی آخری لمحے ہیں آنکھیں سختی سے میچ کر دل ہی دل میں کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے موت کی انتظار میں تھی لیکن جب ایک منٹ دو منٹ گزرے لیکن کچھ بھی نہ ہوا تب حیرت سے آنکھیں وا کیئے تو حیران سی رہ گئی وہ جانور کہیں نہیں تھا کیا اس جانور نے مجھے نہیں دیکھا؟! مم میں بچ گئی؟! وہ بے یقینی سے بڑبڑائی لیکن موت ٹلتی دیکھ کر بھی بے ساختہ منہ سے سسکی نکل گئی کہ ابھی اور بھی درد تھے ، جو جان سے زیادہ روح سے جڑے تھے اور وار بھی روح پر ہو رہے تھے، اور اب موت ٹلنے کے بعد اب صحیح معنوں میں پیاس اور بھوک کا احساس بھی ہوا اب تاریکی بھی کچھ اور بڑھ گئی تھی اس کو جانور کی طرف سے خطرہ نہ رہا اور پیاس زیادہ تنگ کرنے لگی تو ادھر ادھر نظریں دوڑائی لیکن مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا ایک بار پھر دل بھر آیا مارے نقاہت کے بے ہوش ہونے کے قریب تھی اس نے اب تک روزہ افطار نہیں کیا تھا کرتی بھی تو کیسے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی ایک جانور کا خطرہ ٹلا تھا لیکن کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا تھا کیونکہ اندھیرا پھیلتے ہی کئی قسم کے جانور اپنی پیٹ پوجا کیلیئے اپنے ٹھکانوں سے نکل آتے ہیں سب جانتے ہوئے بھی بے بس سی ہو کر گھاس پر لیٹ گئی......وہ کشمیر کے ایک خوبصورت وادی کے مکین تھے ریاض احمد اپنے ماں باپ کے اکلوتے چشم و چراغ تھے۔ والد کئی سال پہلے فالج کے حملے میں چارپائی کے ہو کر رہ گئے اور چند سال بعد دار فانی سے

Downloaded from https://paksociety.com

کوچ کر گئے اس کے بعد ان کے والدہ بھی شاید شوہر کا غم نہ سہ پائی اور وہ بھی سب کو بلکتے چھوڑ کر چلی گئی ان کے دو ہی بیٹیاں تھی بڑی عائشہ اور چھوٹی میمونہ عاشو کے پیدائش کے بعد کچھ اتفاقی حادثات کی وجہ سے نفیسہ بیگم عاشو کے ساتھ بہت نا انصافی کر جاتی تھی سب کے سمجھانے اور عاشو کے آنسو بھی اس کا دل نرم نہ کر سکے عاشو کی نسبت ارحم خالا کے بیٹے کے ساتھ طے تھی اس دن بھی کسی بات پر نفیسہ بیگم نے اسے منحوس اور نہ جانے کیا کچھ نہیں کہا جس کی وجہ سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے گھر سے نکل آئی اور چلتے چلتے جانے کتنی دور نکل آئی تھی جب اچانک کسی انہونی کا احساس ہوا انہوں نے بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا اور دھک سے رہ گئی دو آوارہ لڑکے اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے ۔روزے میں شیطان قید کر لئے جاتے ہیں لیکن ایسے لڑکوں کے تو روح میں شیطان رچ بسے ہوتے ہیں جوان کے دل و دماغ کو اپنا ٹھکانہ بنا لیتے ہیں پھر چاہے شیطان قید ہو جائیں لیکن اثرات اتنے گہرے ہوتے ہیں کہ انہیں فرق نہیں پڑتا اس نے تیز تیز قدموں سے چلنا شروع کیا یہ دیکھے بنا کہ وہ کہاں جا رہی ہے لڑکوں نے بھی تھوڑی دیر اس کا پیچھا کیا لیکن پھر جانے کوئی اور شکار ملا کہ اس کو جنگل میں داخل ہوتا دیکھ کر واپس پلٹے چلتے چلتے اس کے حلق میں کانٹے سے اگ آئے ،ہاتھ پیر سے جان نکلتی محسوس ہوئی اور جب پیچھے مڑ کر دیکھا اور لڑکوں کو نہ پا کر آ بھی سانس بحال بھی نہ ہوئی تھی کہ پھر سینے میں اٹک گئی مم میں جنگل میں..........نکل......آئی......وہ درد سے دوہری ہو کر خود سے بولی..........کیا؟ اتنا کچھ ہوا اور آپ مجھے ابھی بتا رہے ہیں اس نے بے ساختہ ریاض انکل کو ٹو کا اسکی تو جان نکل گئی یہ سن کر کہ عاشو عصر سے غائب ہے او کے انکل میں ابھی آ رہا ہوں اس نے فون بند کیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور ماں کو سب بتا کر گھر سے نکل گئے..........آگر عاشو کو کچھ بھی ہوا نا خالا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کرونگا کبھی نہیں اس نے نم آنکھوں سے خالا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور انکل کے ساتھ عاشو کو تلاش کرنے نکل گیا ....وہ کچھ کہہ نہیں رہی تھی لیکن ان کے ہر انداز سے بے چینی عیاں تھی وہ اس کی بیٹی تھی کچھ بھی

Downloaded from https://paksociety.com

ہو لیکن آج ان کے دل نے کچھ سوچا ضرور اپنا محاسبہ ضرور کیا پھر اپنا آپ ہی غلط لگا ہر جگہ ہر موقع پر تب اس کا رواں رواں دعا بن گیا...... عاشووووو!!!!!!! ہوش اور بے ہوشی کے بیچ اس نے اپنے نام کی بازگشت سنی عاشووو ایک بار پھر وہی آواز وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی لیکن منہ سے کوشش کے باوجود کوئی آواز نہ نکل سکی بس ہونٹ لرز کر رہ گئے آنکھیں بند ہونے لگی لیکن موت کے خوف اور ڈر نے اس کے اندر تھوڑی سی ہمت پیدا کی ایک کوشش ایک آخری کوشش ہاں بس موت کو ہرانے کا ایک ہی موقع اس نے اپنی تمام تر طاقت کو مجتمع کیا اور حلق کے بل چیخی ارحم اور ریاض کے دل بری طرح کانپے اور آواز کے سمت بھاگے بڑے بڑے ٹارچوں کی روشنی میں دونوں کو عاشو نظر آئی تو دونوں دیوانہ وار بھاگتے ہوئے پہنچے ابو اور ارحم کو اپنی طرف آتا دیکھا تو بے ساختہ اس کے زخم خوردہ ہونٹوں پہ مسکان نظر آئی اور اس نے اپنے حواس ڈھیلے چھوڑ دیئے، ریاض صاحب خوشی سے رو پڑے ۔دونوں جلدی سے اسے گھر لے آئے۔

نفیسہ جلے پیر کی بلی کی طرح ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی جیسے ہی وہ دونوں عاشو سمیت گھر میں داخل ہوئے وہ لپک کر آئی عاعاشو...... میری بچی اس نے عاشو کو سینے سے لگایا اور رو دی کیسی ہے تو میری بچی؟ تو ٹھیک ہے نا؟؟...... کچھ ہوا تو نہیں نا کہاں تھی تو؟؟؟ رو رو کر سوال پہ سوال کیے جا رہی تھی سب نم آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہے تھے امی...... مم میں ٹھیک ہوں آپ رو مت امی مجھے تکلیف ہو رہی ہے وہ نفیسہ بیگم کے آنسو پونچھ کر نرمی سے گویا ہوئی لیکن تو کہاں تھی وہ پریشانی سے بولی جواب میں عاشو نے پوری بات گوش گزاری اور جب ہم عاشو کو ڈھنڈ رہے تھے شاید وہی لڑکے تھے نشے میں دھت پڑے تھے جب ہم نے ان کو عاشو کی تصویر دیکھائی تو بکتے بکتے انہوں نے اتنا اشارہ دیا جس سے ہم کو اندازہ ہوا کہ شاید عاشو جنگل کی طرف نکل گئی ہے اور خوش قسمتی سے ہمیں صیحح سلامت مل گئی ارحم نے باقی ماندہ بات پوری کردی تو سب نے سکھ کا سانس لیا مونا نے جلدی سے اس کے لئے کھانا گرم کیا اور وہ کھانے پر ٹوٹ پڑی۔

Downloaded from https://paksociety.com

ریاض اور ارحم بھی اس کے ساتھ شریک ہوئے وہ پہلے تو ذرا چونکی اور پھر ایک خوش کن احساس نے اس کے دل کو ایک عجیب لے پر دھڑکا دیا اپنے خاص ہونے پر بے ساختہ دل سرشار ہوا باپ کیلئے تو بیٹی خاص ہی ہوتی ہے لیکن ارحم کیلئے بھی وہ اتنی خاص ہے کہ اس کی خاطر اب تک بھوکے تھے یہ سوچ کر وہ بے حد خوش ہوئی اس دوران اعلان ہوا کہ کل عید ہے تو سب کی خوشی دوہری ہو گئی میری عید تو پہلے ہی ہو چکی ہے ارحم شوخی سے عاشو کی طرف دیکھ کر بولے عاشو نے پہلے تو چونک کر اسے دیکھا پھر جب بات سمجھ میں آئی تو شرما کر کمرے میں بھاگ گئی اور وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑے......

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆نعمتوں کا ادراک☆

ام نسیبہ

تینوں بچوں کو اسکول اور میاں کو دفتر روانہ کر کے عنبر بوجھل دل کے ساتھ گھر کے کاموں میں مصروف ہو گئی...... چھوٹے سے صحن کو دھونے کے بعد وہ باورچی خانے کا رخ کر رہی تھی کہ چھوٹے عمار کا کارنامہ دیکھ کے ٹھٹھک کر رہ گئی جو بڑی تندہی سے گملے کی مٹی دھلے ہوئے فرش پر پھیلا کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے...... عنبر نے اپنا سر پیٹ لیا...... دو سالہ عمار کو ہاتھ منہ دھلا کر کپڑے بدلوائے اور مٹی سمیٹ کر گملے میں ڈالی...... بچے کے سامنے کھلونے رکھ کر گھڑی کی طرف دیکھتی بڑبڑاتی ہوئی باورچی خانے میں گھسی ،صبح کے برتن جلدی جلدی دھو کر چولہے پہ سالن چڑھایا اور دوسری طرف کپڑے دھونے کے لیئے مشین لگالی "یہ بھی کوئی زندگی ہے گھن چکروں کی طرح سارا دن کام کرو پتا نہیں کیا جلدی تھی اماں کو شادی کی پھر اوپر تلے چار بچوں کی پیدائش............ اپنی زندگی تو رہی ہی نہیں" پچھلے ہفتے اتفاقاً ملیحہ سے ہونے والی ملاقات پر عنبر نا محسوس طریقے سے اپنا اور ملیحہ کا موازنہ کرنے لگی تھی......

ملیحہ عنبر کی بچپن کی سہیلی تھی میٹرک تک دونوں نے اکھٹے ہی پڑھا...... میٹرک کے بعد عنبر کی شادی ہو گئی اور پھر ملیحہ سے کوئی رابطہ ہی نہ رہا...... پچھلے ہفتے ضروری اشیاء کی خریداری کی غرض سے عنبر کا قریبی سپر اسٹور پہ جانا ہوا جہاں کئی سال بعد ملیحہ سے ملاقات ہوئی...... پہلی نظر میں تو عنبر پہچان ہی نہ سکی بڑی سی گاڑی سے اترتی خوبصورت لباس میں ملبوس ملیحہ اسے پہلے سے زیادہ حسین لگی...... رسمی باتوں کے بعد فون نمبروں کے تبادلے ہوئے اور ایک دوسرے کو گھر آنے کی دعوت دی گئی...... اس دن سے عنبر کی سوئی ملیحہ پہ ہی اٹکی ہوئی تھی شادی کو تین سال گزرنے کے باوجود ملیحہ کے دبلے پتلے نازک سراپے کو دیکھ کر عنبر کو بے حد رشک آیا...... ہر شے سے خوشحالی ٹپک رہی تھی...... اسی لمحے میاں کی محدود آمدنی کا سوچ کر

Downloaded from https://paksociety.com

اکتاہٹ میں مبتلا ہوتی عنبر کو اپنا وجود اور تن پہ موجود عام سا لان کا سوٹ مزید بے وقعت لگا......"ہے کیا میرے پاس یہ چھوٹا سا گھر اور میاں کی عام سی گاڑی............کسی مہینے اضافی خرچہ ہو جائے تو مہینہ پورا کرنا مشکل ہو جاتا ہے......"عنبر جھنجلاتی ہوئی سوچنے لگی......

اگلی ہی صبح ملیحہ نے اسے فون کر کے اپنے گھر مدعو کیا......عنبر تیار ہو کر میاں اور بچوں کے ساتھ روانہ ہوئی......عنبر کو ملیحہ کے گھر چھوڑ کر اسکے شوہر بچوں کے ہمراہ اپنی والدہ کے ہاں چلے گئے جو وہاں سے قریب ہی تھا......گاڑی سے اتر کر ایک لمحے کے لیئے تو عنبر پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی......شہر کے پوش علاقے میں بنی عالیشان کوٹھی جسکے اطراف میں بنے لان مکینوں کے ذوق کا پتہ دے رہے تھے......

ملازمہ عنبر کو ڈرائینگ روم میں بٹھا کر ملیحہ کو بلانے چلی گئی اور عنبر خوبصورتی سے سجے اس ڈرائینگ روم کو رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگی اتنے میں ملیحہ کمرے میں داخل ہوئی اور عنبر سے پر تپاک انداز میں ملی......خوشگوار ماحول میں پرانی یادیں تازہ کی گئیں اور ساتھ ہی "اور ساتھ ہی میز پہ سجے لوازمات سے بھی انصاف کیا گیا......چائے سے فارغ ہو کر ملیحہ بتانے لگی کہ اسے اتنی جلدی میں مدعو کرنے کی وجہ کل میرا اپنے شوہر کے ساتھ امریکہ جانا ہے اور واپسی کا بھی معلوم نہیں کہ کب تک ہو لہذا میں نے سوچا کہ تم سے ملاقات کر کے جاؤں, ملیحہ بھیگے لہجے میں بولی......ملیحہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر عنبر بے چین ہو گئی......کیا بات ہے ملیحہ سب ٹھیک تو ہے نا؟ عنبر بولی......مگر اگلا انکشاف عنبر کو لرزا دینے کے لیئے کافی تھا............"دراصل گذشتہ سال سے میں خون کے کینسر جیسی موذی بیماری سے لڑ رہی ہوں......

ملک کا کوئی بہترین معالج نہیں چھوڑا مگر مرض ہے کہ بڑھتا ہی جا رہا ہے......اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ جا کر علاج کروائیں......اس بیماری کے باعث میں ماں بننے سے بھی محروم ہوں" ملیحہ کی آنکھوں سے اشکوں کی برسات ہو رہی تھی اور عنبر..................وہ کسی سکتے کی کیفیت میں یک ٹک ملیحہ کو دیکھتی گئی نہ کوئی تسلی نہ دلاسہ......الفاظ جیسے ساتھ ہی چھوڑ گئے............وہ تو ملیحہ کی زندگی کو

Downloaded from https://paksociety.com

ایک مکمل اور خوشیوں سے بھرپور زندگی سمجھ رہی تھی .... بلکہ یہ تمنا کرنے لگی تھی کہ اسکی بھی زندگی ملیحہ جیسی ہو............ عجیب صدمے کی سی کیفیت تھی .... پتا نہیں دوست کی بیماری کا دکھ زیادہ تھا یا خود احتسابی کا کرب............ غائب دماغی سے کچھ باتوں کی کچھ باتوں کے جواب دیئے پھر بوجھل دل کے اور من من بھر قدموں کے ساتھ گھر واپس آ گئی......دل کی کیفیت بیان سے باہر تھی......

" ایک طرف ملیحہ کی بیماری کا سن کر دل غمگین تھا دوسری طرف اپنی سوچ پر ندامت ......کتنی ناشکری ہوگئی تھی میں............ کیا کیا سوچنے لگی تھی .... اپنا گھر .... پیارے پیارے بچے .... محبت کرنے والا ہمسفر ......خوبصورت رشتے اور سب سے بڑھ کر صحت .... کیا نہیں ہے میرے پاس......آج اسے صحیح معنوں میں نعمتوں کا ادراک ہو رہا تھا...... "یا اللہ مجھے معاف فرما دے اور اپنا شکر گزار بنا دے" ایک نئے عزم کے ساتھ وہ اٹھی اور بچوں کے پھیلائے ہوئے کھلونے سمیٹنے لگی......

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆رشتے☆

تحریر: راحیلہ بنت مہر علی شاہ (ٹانک)

موت کی دستک بلکل پاس سنائی دے رہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے گنتی کی بس چند سانسیں رہ گئی ہیں موت تو ہر ذی روح کو آنی ہے سب نے موت کا ذائقہ چھکنا ہے لیکن مرنا کوئی بھی نہیں چاہتا وہ تو بلکل بھی نہیں لیکن وہ لمحہ بہ لمحہ زندگی سے دور ہوتی جا رہی تھی وہ زندہ رہنا چاہتی تھی اپنی متاع حیات کیلئے وہ اسے اندھیروں کے حوالے کیسے کر سکتی تھی اس نے آنسو سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا تہجد کا وقت تھا وہ ایک گھنٹے سے نوافل ادا کرنے میں مصروف تھی سارا دن ادھر ادھر بھاگ دوڑ کی نظر ہو جاتا اور رات اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو جاتی اس کے دل سے درد کی ایک لہر اٹھی جسے اندر ہی اندر دبا لی لیکن درد کو دبانا اتنا آسان کہاں ہوتا ہے وہ بھی ادھ موئی سی ہو گئی چہرا لٹے کی مانند سفید پڑ گیا اس درد کو دبانے سے جسے سارا خون نچڑ گیا آنکھیں آنسو سے دھندلا گئی منہ سے سسکی نکلتے نکلتے رہ گئی اس نے سلام پھیر کر جیسے ہی ماں کی طرف دیکھا تو تڑپ اٹھی مم ماں..........کیا ہوا ماں کیا پھر سے درد ہو رہا ہے؟؟؟ اس نے درد سے بے حال ماں سے پوچھا

کک کچھ نہیں......میری بچی بس زرا سی تکلیف ہو رہی ہے ٹھیک ہو جائی گی وہ بمشکل بولی تم فکر مت کرو۔ ماں میں ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں میں کچھ نہیں ہونے دونگی آپ کو آپ کی بیٹی زندہ ہے ابھی وہ درد بھری آواز میں بول رہی تھی رک جاو میری بچی اتنی تکلیف نہیں ہے مجھے آو ادھر بیٹھو..............

..............نہیں ماں مم مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی وہ فون کی طرف بڑھتے ہوئی بولی لیکن بیٹا ڈاکٹر کو دینے کیلئے تو گھر میں ایک روپیہ بھی نہیں تو اسے دینگے کیا پیچھے سے ماں کی آواز نے اس کے پاوں پکڑ لیے یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا آنسو بند توڑ کر بہہ نکلے اور تڑپ تڑپ کر رو دی ماں کے

Downloaded from https://paksociety.com

درد پر،اپنی بے بسی پر،اپنی غربت پر ماں نے تڑپ کر ماہم کو دیکھا اور درد میں شدت آ گئی کاش کہ میں کچھ کر پاتی اس درد کو جو میرا نہیں بلکہ میری بیٹی کا درد ہے اسے ختم کر پاتی تو مرنا بھی آسان ہوتا وہ درد کی شدت سے لڑتے ہوئے سوچ رہی تھی ......

ماہم بیٹا آپ جو کچھ کہہ رہی ہیں وہ اس وقت ممکن نہیں کیونکہ یہ سب تو اس وقت ہونا چاہئے تھا جس وقت پاپا زندہ تھے اب کچھ نہیں ہو سکتا مطلب کچھ نہیں کر سکتا اور ویسے بھی اب ہم دونوں بھائی الگ ہو چکے ہیں ہمارے گھر اور کاروبار الگ ہو چکے ہیں اور اپنا خون پسینہ ایک کر کے کاروبار جما چکے ہیں وہ بول رہی تھے اور ماہم احساس زلت کم مائیگی سے زمین میں گڑی جا رہی تھی اپنی انا خودداری سب کچھ پس پشت ڈال کر اپنا حق مانگنے آئی تھی اپنی ماں کو بے موت مرنے سے بچانے کیلئے۔۔۔اور ویسے بھی علاج تو ہو رہا ہے نا آپا کا؟اور سنا ہے تم پڑھا رہی ہو اور تمہارے ابو نے کچھ نہ کچھ تو چھوڑا ہی ہو گا ماموں کی آواز نے اس پاتال کی گہرائیوں میں دھکیلا اس نے حیرت اور دکھ سے اس شخص کو دیکھا آنکھوں میں آئی نمی کو بے دردی سے صاف کیا۔

شکریہ ماموں،بہت شکریہ اس عزت افزائی کا جب رشتوں میں احساس عزت فکر اور اہمیت نہ رہے تو ایسے کھوکھلے رشتے سے بہتر ہے کوئی رشتہ ہی نہ رہے آپ نے جو کرنا تھا جو کہنا تھا وہ کہہ چکے اب جو کرنا ہے میں نے کرنا ہے تیار رہنا ہماری اگلی ملاقات کورٹ میں ہو گی غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں وارن کرتی تن فن کرتی چلی گئی اور کچھ تو تھا اس کی آواز میں جو اس کے ماموں نے بے ساختہ پہلو بدلا......کہاں چلی گئی تھی تو میں کتنی پریشان ہو گئی تھی صغرا بیٹی کو دیکھ کر بے چینی سے بولی ماں مجھے الماری کی چابی دیں ماں کے سوال کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے بولی کیا کرنا ہے چابی کا حیرت سے پوچھا؟؟ مجھے زیور بھیجنا ہے وہ بولی صغرا نے بے ساختہ ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی ماہم کتنی بار سمجھایا ہے کہ وہ زیور اتنا نہیں کہ جس سے میرا آپریشن ہو وہ آزردگی سے بولی......

Downloaded from https://paksociety.com

ہاں ماں مجھے پتہ ہے لیکن میں زیور بھیج کر ایک وکیل ہائر کرنا چاہتی ہوں وہ ماں سے نظریں چرا کر آہستہ سے بولی کک کس لئے؟؟؟وسوں کے ناگن نے پھن پھیلا لئے ماموں پر مقدمہ کرنے کیلئے اپنا حق لینے کیلئے وہ بولی تو صغرا نے گرنے سے بچنے کے لئے بے ساختہ چارپائی کا سہارا لیا حیرت دکھ اور بے یقینی سے بیٹی کی جانب دیکھا چند لمحے لگے خود کو سنبھالنے میں تم ایسا کچھ نہیں کرو گی ماہم میں تمہیں ایسا کچھ نہیں کرنے دونگی اس نے ایک ایک لفظ کو چبا چبا کر ادا کرتے ہوئے کہا۔

میں ایسا ہی کرونگی ماں اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے وہ اٹل لہجے میں بولی۔تم ایسا نہیں کرو گی ماہم تم مجھ سے میرے رشتے نہیں چھین سکتی۔تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتی میں ماں جائیوں سے بہت محبت کرتی ہوں میں جائداد لے کر ان رشتوں کو نہیں کھو سکتی مجھ میں اتنی طاقت نہیں ماہم اللہ کے لئے ایسا مت کرو وہ روتے ہوئی کہہ رہی تھی ....رشتے!!!!!!ماں جایئے کونسے بھائی کونسے رشتے جو بھائی اپنی بہن کو تڑپتا ہوا دیکھ کر بھی اپنی فکر کریں،اپنے بچوں کی مستقبل کی فکر کریں،خود کروڑوں کے بنگلوں میں عیش و عشرت سے رہیں،بڑی بڑی کاروں میں گھومیں،لیکن اپنی بہن کیلئے نہیں بلکہ ان کی زندگی کیلئے ان کے پاس چند لاکھ بھی نہیں ہو تو لعنت ہے ایسے بھائیوں پر اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو میں اپنا حق لے کر رہونگی چاہئے کچھ بھی ہو جائے۔

ماہم نے کہا تو وہ بے طرح خوفزدہ ہوگئی ماہم کے مستحکم لہجے نے اسے خوفزدہ کیا نن نہیں میری بچی ایسا مت کرو میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں اسنے بیٹی کے آگے بیچ میں ہاتھ جوڑ دیئے باہر کھڑا وجود فریز ہو گیا......ماں ں..................کیا کر رہی ہو!!!کیوں گناہگار کر رہی ہو؟اس نے ماں کے ہاتھوں کو چوم کر اور اس کے لرزتے وجود سے لپٹ کر تڑپ کر کہا.......

وہ کیا کرنے آیا تھا کوئی دھمکی یا کسی ڈھیل کے لئے اسے یہ تو یاد نہیں رہا لیکن آن کی آن میں اندر جا کر آپا کے قدموں سے لپٹ گیا مجھے معاف کر و آپا مجھے معاف کر و وہ رو رو کر معافی مانگنے لگا۔

Downloaded from https://paksociety.com

آپا نے فوراً اسے قدموں سے اٹھایا یہ کیا کر رہے ہو حامد میرے بھائی صغرا نے حیرت سے کہا ماہم یقین اور بے یقینی کے بیچ جھول رہی تھی لیکن حامد نے اگلے ایک ہفتے میں اتنا کچھ کیا کہ معاشرے اور اپنوں کی بے عتنائی سہتے سہتے اپنوں پر اعتبار نہ کرنے والی ماہم کو اعتبار کرنا ہی پڑا جب اس کی ماں کا کامیاب آپریشن ہوا ایک خوبصورت فلیٹ لے کر دیا اس کے پڑھنے کا سارا زمہ اٹھالیا اور تب اسے زندگی کا احساس ہوا خوشی کی معنیٰ سمجھ میں آئے اور دونوں ماں بیٹی زندگی سے بھرپور زندگی گزارنے لگیں، کیونکہ انہیں رشتے مل گئے فکر، عزت، پیار و محبت سے لبریز...... دیر سے آئے لیکن درست آئے ....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

ناول ☆عشق سنگ مرمر سا☆

(قسط نمبر : 4)

مصنفہ:اقراء عابد

برآمدے میں لگی گھڑی رات کے سوا تین کا اعلان سنا رہی تھی مگر رازن کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا ۔اس سیلن زدہ گھر میں رہتے رہتے آج اُسے پورا ہفتہ گزر گیا تھا مگر اُسے یہاں عجیب سی گھٹن کا احساس ہوتا تھا کسی پل بھی اُسے چین نہیں آتا تھا وہ اپنی کیفیت اور نیند سے لڑتے لڑتے اب تھک چکا تھا بالآخر وہ اٹھ بیٹھا ایک نظر اُس نے ساتھ بےسدھ سورہے عماد کو دیکھا اور احتیاط سے چارپائی سے نیچے پاؤں لٹکا کر چپل اڑیستے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا ایسے کہ چارپائی کی چی چُرا سے عماد کی نیند میں خلل نہ آئے۔صحن سے اٹھ کر وہ کمرے میں آگیا الماری کھول کر اُس نے اپنی ماں کی ڈائری نکالی اور پاس پڑے ہوئے سنگل پلنگ پر بیٹھ کر صفحے پلٹنے لگا۔

"آج سکول میں نوابوں کے لڑکے نے پھر میرے ساتھ بہت بدتمیزی کی ،میری ماں کو بھی بدکردار کہا،بابا کے بارے میں بھی بہت الٹا سیدھا بول رہا تھا اور بھی کلاس کے سامنے بہت کچھ بولتا رہا۔میں نے تو کبھی کسی کو کچھ غلط نہیں کہا میں تو اُسے بُلاتی بھی نہیں ہوں،پھر بھی ہر روز وہ میرے پہلے ڈیسک پر آکر بیگ رکھ دیتا ہے۔وہ آتا بھی بعد میں ہے،بیٹھ بھی پہلے ڈیسک پر جاتا ہے اور میرا بستہ اٹھا کر دروازے میں پھینک دیتا ہے۔پتا نہیں لوگ مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں؟

آج بھی سکول سے آ کہ میں بہت روئی مجھے میری ماما بہت یاد آتی ہیں،بےشک میں نے اُنہیں نہیں دیکھا مگر وہ کیوں چھوڑ کہ گئیں مجھے؟ کاش وہ نہ جاتیں تو لوگ مجھ سے یوں نفرت تو نہ کرتے۔مجھے کوئی لڑکی اپنے ساتھ نہیں بیٹھاتی سوائے مریم کہ وہ میری بہت اچھی دوست ہے۔ہمارے گھر کے ساتھ ہی

Downloaded from https://paksociety.com

اُن کی حویلی ہے، ہے تو وہ بھی نوابوں کی مگر وہ ویسی مغرور نہیں ہے جیسے نوابوں کا وہ یشرح ہے، کوئی موقع نہیں چھوڑتا وہ جب مجھے نیچا نہ دیکھائے سب کہ سامنے۔۔

میں جب بھی بابا کو بتاتی ہوں وہ کہتے ہیں:

"پتر صبر رکھ نوابوں سے پنگا نہیں لے سکتے اُن کے ٹکڑوں پر تو جی رہے ہیں"۔

بابا سارا دن اُن کی کھیتوں میں محنت مزدوری کرتے ہیں تو بابا اپنی محنت کا معاوضہ ہی تو لیتے ہیں پھر بھی بابا پتا نہیں کیوں اتنا ڈرتے اُن سے۔ اچھی دوست ڈائری تم میری سب سے اچھی دوست ہو تم مجھے کبھی بُرا بھلا نہیں کہتی اور میرے سارے دُکھ اپنے آپ میں سمیٹ لیتی ہو۔"

"تو نواب یشرح اور ماما ایک ساتھ سکول پڑھتے رہے ہیں۔ مگر نواب یشرح تو ماما کے لئے بہت پریشان ہو گئے تھے جب میں نے اُن کو ڈیتھ کے بارے میں بتایا تھا میرا بھی کتنا خیال کرتے پھر وہ ماما سے اتنی نفرت کیوں کرتے تھے۔

"اتنی دھدکار اتنی انسلٹ کیوں؟" رازن کے دماغ میں بار بار یہی سوال کھٹک رہا تھا۔

ابھی وہ آگے پڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر مسجد کے امام نے فجر کی نماز کے لئے پکارا تو وہ ڈائری واپس رکھ کر نماز کے ارادے سے باہر نکل آیا عماد کو جگانا اُس نے مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اتنی صبح کبھی نہیں جاگے گا وہ باہر سے دروازہ بند کر کے مسجد کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ بے سُدھ سو رہا تھا جب بچے کے چیخ چیخ کر رونے کی آواز اُس کے کانوں تک پہنچی تو وہ ہڑ بڑا کر آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا۔

صبا۔ صبا۔۔ اٹھو دیکھو ہماری جان رو رہی ہے۔ وہ صبا کو آوازیں دیتا ہوا اندھیرے میں آگے بڑھا اور لائٹ جلاتے ہی اُسے جھٹکا لگا، کیونکہ صبا ہسپتال کے بیڈ پر موجود ہی نہیں تھی وہ بھاگ کر واش روم میں گیا

Downloaded from https://paksociety.com

مگر وہاں بھی کوئی موجود نہیں تھا وہ باہر ریسیپشن پر گیا مگر نرسوں نے اور باقی عملے نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ہر طرف بھاگ چکنے کے بعد وہ ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔

"تم دیکھ لینا ایک دن یہاں سے ایسا بھاگوں گی تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے، آئے بڑے شریف زادے۔"

عبدالقیوم کے کانوں میں یہ الفاظ گونجے تو فیصلہ لینا اُس کے لئے آسان ہو گیا۔

وہ بھاگتا ہوا واپس آیا اور اپنی ایک دن اور ایک رات کی بیٹی کو اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔

شکست خوردہ قدموں سے ہسپتال کے سارے چارجز ادا کر کہ باہر نکل آیا۔

سڑک سے اُس نے ایک رکشہ کروایا اور اپنے گاؤں واپس آ گیا۔ جب وہ اترا تو ہر ذی روح اُسی کو گھور رہا تھا۔

"بچی کی ماں"، "ارے صبا کیوں نہیں" ایسے کئی جملے اُس کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے لگے، سب سوالیہ نظروں سے عبدالقیوم اور اُس کی گود میں بلک رہی بچی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

" لگتا ہے ہسپتال سے ہی بھاگ گئی بے غیرت نے بچی کی بھی لاج نہیں رکھی" سب کی سرگوشیوں میں ایک جملہ واضح عبدالقیوم کے کانوں میں گونجا۔

گھر آنے کے بعد وہ روتی ہوئی بچی کو چارپائی پر لیٹا کر خود نیچے فرش پر بیٹھ کر سانسیں بحال کرنے لگا یوں جیسے برسوں کی مسافت طے کر کہ لوٹا ہو۔ "اب میں کیا کروں؟" وہ چیخا۔۔ بھاگ گئی۔۔ ماں کدھر۔۔ بچی مر جاتی تو اچھا تھا۔۔ ارے اُس بے غیرت نے تو بچی کی بھی لاج نہیں رکھی۔ کڑوے جملے پھر سے گونجے۔

"لاج" اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ شدتِ ضبط کے باوجود دو آنسو ٹپکے اور اُس کے گود میں جذب ہو گئے۔

"اُس نے تو رول دی، تو تو رکھے گی نہ پتر میری لاج؟ ہاں تو ہی میری لاج رکھے گی، اب تو ہی مجھے میری

Downloaded from https://paksociety.com

کھوئی ہوئی لاج واپس کرنی ہے۔" اُس نے بچی کو گود میں بھر لیا اور نم آنکھوں سے مسکرا کہ اُسے سینے سے لگالیا۔

سرگوشیاں اب طعنوں، الزامات، تکالیف، اذیتیں، گھٹن، آنسو شکوے، پچھتاوے، اور جانے کیا رنگ اختیار کرنے لگی تھی۔۔ مگر اِن سب میں پستی رہی وہ ننھی جان جو اپنے گناہ سے بھی واقف نہیں تھی مگر پھر بھی تا حیات سزا پاتی رہی۔

آج دو دن ہو گئے تھے نواب یشرح کو حویلی سے لا پتہ ہوئے۔۔

اس حویلی کے در و دیوار میں جب بھی یشرح کا دم گھٹنے لگتا تو وہ یونہی لا پتہ ہو جاتے تھے اور پھر خود ہی پلٹ آتے بلکل ایسے ہی جیسے تیز دھوپ میں پرندہ اونچی پرواز اڑنے کی کوشش میں اپنے ہی پر سلگا بیٹھتا ہے اور پھر گرتا سنبھلتا تھکا ماندہ اپنے گھونسلے میں پلٹ آتا ہے۔

وہ بھی کوشش کرتے کہ اونچی پرواز بھریں اور اتنی دور نکل جائیں کہ اُن کے آس پاس کوئی نہ ہو مگر ہر بار نا کام ہو جاتے۔

وہ جب بھی ایسے بناء بتائے گھر سے نکل جایا کرتے پیچھے لاریب " جلے پیر کی بلی بنی " ادھر سے اُدھر چکر کاٹتی رہتی۔

وہ دو دن سے کراچی آئے ہوئے تھے، سمندر کی لہریں اپنا شور مچا رہی تھی اور آج نواب یشرح کے اندر عجیب سا شور اٹھا ہوا تھا کہ جیسے دل پھٹ کر حلق میں آ جائے گا۔ سمندر کے سامنے ایک بینچ پر اُن کے ساتھ ایک درمیانی عمر کی عورت خوبصورت مگر ماڈرن طرز سے سجی بنی بیٹھی تھی۔

"یشرح پچھلے پانچ سال سے میں آپ کے ساتھ ہوں مگر آپ نے کبھی اپنے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا آخر ایسی کونسی کسک ہے جو آپ کو خوشی جینے نہیں دیتی"۔ عورت اپنے براؤن سلکی بالوں کو ہاتھ سے پیچھے

Downloaded from https://paksociety.com

دھکیلتی اپنی گہری نیلی آنکھوں کو گھوماتے ہوئے نواب یشرح سے پوچھنے رہی تھی۔

" کسک "۔۔(عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ) " کسکِ عشق "۔۔دھیمے لہجے میں یشرح نے جواب دیا۔

"if you share it, you will feel better".(اگر آپ مجھے بتائیں گے تو آپ بہتر محسوس کریں گے) عورت نے لقمہ دیا۔

"لمبی کہانی ہے مہک پھر کبھی سہی"۔یشرح نے ٹالنا چاہا۔

"اتنے سال ہو گئے ہماری دوستی کو میں تمھیں اپنے بارے میں ہر ایک چیز بتا دیتی ہوں مگر تم نے کبھی میرے پر اعتماد ہی نہیں کیا۔

کیا میں اس قابل بھی نہیں یشرح کہ تمھارے دکھ کا مداوا نہ سہی تمھارا دکھ درد بانٹ ہی سکوں؟"وہ سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔

"ایسی بات نہیں ہے مہک آج تو میں خود بھی سارا کچھ باہر اُنڈیل دینا چاہتا ہوں،تم سنو آج بس"۔وہ بولنے پر آیا تو پھر بولتا ہی گیا۔

"زندگی بھی کیا کیا داؤ پیچ کھیلتی ہے انسان کے ساتھ ایک وقت تھا جب میں نواب یشرح چوہدری اپنی من مرضی کرتا تھا اپنی ہی"میں" میں جیتا تھا۔اپنے خوابوں سے کتنا پیار تھا مجھے۔خوبصورتی اور میوزک بس یہ دو چیزیں میرا جنون تھی میری زندگی کا دائرہ انہیں دو چیزوں کے گرد گھومتا تھا۔سمندر کے کنارے پانی کی لہروں کا رقص دیکھتے ہوئے اُس کی خود کی زندگی کسی رقص کی مانند اُس کی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگی۔انہوں نے ایک لمبی آہ بھری اور کسی جادونگری میں گُم ہو گئے اُن کی آواز دور بہت دور سے آ رہی تھی۔

میں جب بھی اُس کی طرف دیکھتا تھا مجھے کراہت محسوس ہوتی تھی بچپن میں سکول سے لیکر گلی کی نکر تک ہر

Downloaded from https://paksociety.com

روز اُسے تنگ کرنا میرا معمول تھا مجھے کالے رنگ سے ہمیشہ نفرت محسوس ہوتی تھی ۔وہ جب بھی میرے سامنے آتی میں اُس پر کوئی نہ کوئی فقرہ کستا یوں کہ پوری کلاس قہقہے لگاتی اور وہ مارے شرمندگی کہ پھر پورا دن کسی سے آنکھ بھی نہ ملا پاتی ۔ میں جب بھی اُس کی تیل سے چپڑی دو چٹیا دیکھتا تو مجھے لگتا کہ میں ابھی اِس لڑکی پر متلی کر دوں گا۔ مجھے وہ کلاس میں ایک آنکھ نہ بھاتی تھی ،اوپر سے ہر بار کلاس میں اول آنے والی وہ لڑکی ہمیشہ مجھے میرے دوستوں اور گھر والوں کی نظروں میں گرا دیا کرتی سب کہتے ایک معمولی لڑکی سے مات کھا گیا اور بابا تو ہمیشہ کہا کرتے" کمی کمین کی بیٹی سے ہار گیا ،تو کبھی زندگی میں کچھ نہیں کر سکے گا"۔ پتا نہیں کب کیسے اور کس لئے میرے دل میں اُس کے لئے اتنی نفرت پیدا ہوگئی اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بھی مجھ سے بے حد نفرت کرتی ہے کیونکہ وہ میں ہی تھا جس نے اُس کا ایک ایک لمحہ عذاب بنا رکھا تھا سکول کے بعد جب کبھی میں اپنی خالہ کی حویلی جاتا جو بلکل اُس کے گھر کے پاس تھی میں مریم (میری خالہ زاد) سے کہتا کہ جاؤ اُسے بُلا لاؤ وہ کسی نہ کسی بہانے اُسے بُلا لاتی پھر میں اُسے خوب تنگ کرتا۔ بعد میں مریم مجھے بہت سناتی مگر میں بس محظوظ ہوتا رہتا یہ سوچ کہ کہ آج پھر اُسے نیند نہیں آئے گی میری باتیں اُسے پڑھنے نہیں دیں گی ۔مگر اس سب کہ باوجود جب پانچویں کلاس کا رزلٹ اناؤنس ہوا تو وہ لڑکی جسے تنگ کرنے میں میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتا تھا ایک بار پھر مجھے بڑی مات دے گئی تھی اُس نے ٹاپ کیا تھا اور میں بس معمولی نمبروں سے پاس ہوا تھا۔ پانچویں کے بعد آٹھویں کلاس میں بھی اُس نے بورڈ میں ٹاپ کیا اور میں نے ایک بار پھر اپنے باپ کے کوسنے سنے جو کبھی بھی میری پڑھائی پر رضامند نہیں تھا آٹھویں میں میں نے بھی سیکنڈ پوزیشن لی تھی مگر مسئلہ یہ تھا کہ میرے باپ کی نظر میں ایک مزارعے کی بیٹی کے نمبر زیادہ کیوں تھے کا سوال تھا۔ خیر وقت کے ساتھ ساتھ جیسے جیسے ہم پروان چڑھتے گئے ہماری نفرتیں بھی پروان چڑھتی گئی مگر آٹھویں کے بعد وہ بھی ہاسٹل چلی گئی اور میں بھی ۔ اُس کے بعد ہم دونوں نے کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا ہاں البتہ اُس کا باپ ہر سال بابا جان کو مٹھائی ضرور دے

Downloaded from https://paksociety.com

کے جاتا اور بتاتا کہ اُس کی بیٹی نے اس بار بھی ٹاپ کیا۔ اُس کے جانے کے بعد میرے بابا جان کا رخ جو میری طرف ہوتا تو ہر بار ایک ہی اعتراض ہوتا "وہ دو ٹکے کی لڑکی معمولی اداروں میں پڑھ کہ ٹاپ پر ٹاپ کیے جارہی ہے اور ایک یہ نالائق ہے شہر کے بہترین اداروں اور پوری شان و شوکت کے ہر سہولت سے آراستہ ہاسٹل میں رہ کر بھی کبھی دوسری پوزیشن سے آگے نہ بڑھ سکا میں تو تھک گیا تیری ماں کو سمجھا سمجھا کہ کہ یہ لڑکا کسی قابل نہیں مگر اُسے تو پتہ نہیں کونسا افسر لگانا ہے تجھے"۔ بابا جو بولنے پہ آتے تو پھر گھنٹوں چُپ نہ کرتے۔ میرے دل میں اُس لڑکی کیلئے نفرت اور کراہت کے جذبات مزید شدت اختیار کر جاتے۔"

یشرح جب بولنے پہ آیا تو آج پہلی بار اپنا آپ مکمل وا کرنے لگا کیونکہ بعض دفعہ زندگی یادوں کے بوجھ تلے دب کہ بے دم ہونے لگتی ہے، پھر معمولی سا تنکے کا سہارا ہی لپٹنے کو کافی ہوتا ہے۔ مگر انہیں یہ سہارا زندگی کے آخری موڑ پر میسر آیا۔

ابھی وہ مزید بولنا چاہتا تھا مگر شام کی آمیزش میں اب رات کا اندھیرا گھلنے لگا تو مہک بول اُٹھی۔

یشرح میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے کسی نے دیکھ لیا تو تم جانتے ہی ہو لوگ کیسی کیسی باتیں بنا کہ بیٹھ جاتے ہیں۔ مہک نے کہا تو یشرح کو ایک بار پھر احساس ہوا کہ وہ بظاہر تو ماڈرن بن چکی ہے مگر اندر سے وہ آج بھی لوگوں سے ڈرنے والی معمولی لڑکی ہی ہے۔ یشرح کو ہوٹل ڈراپ کرنے کے بعد مہک نے گاڑی کو اپنے گھر کی طرف موڑ لیا۔

"مہک رضا" وہ نام تھا جسے ملنے کو لوگ کئی کئی دن انتظار کرتے تھے مگر وہ صرف ایک انسان سے ملنے کا انتظار کرتی تھی "نواب یشرح"۔۔

رضا انٹر پرائزز کی مالک اور حسن رضا کی بیوہ۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

حسن رضا اور یشرح یونیورسٹی کے بہت اچھے ساتھی تھے، پڑھائی ختم ہونے کے بعد کبھی رابطہ نہ ہوسکا دونوں اپنی اپنی مصروفیت میں لگ گئے حسن رضا کا باپ محسن رضا بہت بڑے بزنس کا مالک تھا اسلیئے پڑھائی ختم کرنے کے بعد اکلوتے بیٹے کے سر اپنا بزنس ڈالا اور اپنی دور کی بھتیجی کے ساتھ شادی رچا کہ خود چل بسے۔شادی کے بعد دونوں کے مزاج نہ مل سکے مگر جیسے تیسے سال گزرتے گئے۔حسن رضا نے بہت سے ناجائز سنگتیں پال رکھی تھی مگر بیوی پر کبھی توجہ نہ دی، بیوی صابر تھی تو گزر بسر ہوتا رہا۔شادی کو دو سال گزرے تھے کہ ایک پلین کریش میں اُس کی موت کی خبر مہک تک پہنچی تو بھری جوانی میں بیوہ ہوگئی اُس پر تو جیسے پوری دنیا کے پہاڑ گر پڑے تھے جن کے بوجھ تلے دب کہ وہ بھی مر جانا چاہتی تھی مگر جس کا کوئی نہ ہو اُس کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا ہے۔۔خدا۔۔

کچھ ہی دنوں بعد گھر میں کاروباری لین دین والوں کا تانتا بندھنے لگا۔کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں سارے کاروبار کی ذمہ داری اُس کے نازک کندھوں پر آ گئی ،جنہیں وقت کے ساتھ ساتھ اُس نے مضبوط بنانا سیکھ لیا۔اُس نے کاروبار میں ایسا دھیان دیا کہ کاروبار کئی شہروں تک پھیل گیا۔وہ بہت خوبصورت تھی لہذا بہت سی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر وہ ڈٹی رہی۔وہ حسن کے کئی دوستوں کو جانتی تھی مگر یشرح نے چونکہ کبھی رابطہ نہ کیا تھا لہذا اُسے وہ نہیں جانتی تھی۔۔

ایک روز یشرح کو کسی پرانے دوست کی کال آئی تو باتوں باتوں میں پتا چلا کہ اُس کے دوست حسن رضا کا انتقال کئی سال پہلے ہوگیا تھا،ایڈریس لینے کے بعد وہ اُس کے گھر فاتحہ کیلیئے آیا تو دونوں کتنی دیر بیٹھے حسن رضا کی باتیں کرتے رہے۔پھر یشرح کو جیسے کوئی مقناطیسی قوت اس گھر کے سامنے لا کھڑا کرتے کوئی احساسِ ندامت جو اُسے سکون لینے نہیں دیتا تھا۔اُسے لگتا کہ جب اُسے دوستی کا حق ادا کرنا تھا تب وہ اپنے ہی مسائل میں الجھا رہا۔مگر اُسے مہک میں جہاں مضبوط عورت نظر آئی وہی ایک کمزور،بے بس اور حالات کی ستائی ہوئی کمزور سی لڑکی بھی نظر آئی اُس دن کے بعد یشرح نے مہک کو کسی مشکل میں تنہا

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں چھوڑا تھا۔دوستی بڑھتی گئی مگر کبھی محبت یا شادی کی بات دونوں میں کسی کے دل میں نہیں آئی۔

فتح پور مکمل خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا چاروں طرف گھرا سناٹا سائیں سائیں کی آوازیں بس قہقہوں کی آوازیں ایک ہی گھر میں گونج رہی تھیں عبدالقیوم کے گھر۔۔

پورا گاؤں حیران تھا یہ تالا اتنے عرصے بعد کھلا بھی تو کس کے لئے کھلا دونو جوان لڑکوں کے لئے ،اُن کے حساب سے ضرور دال میں کچھ کالا تھا۔اُن کے گھر کے بلکل سامنے چکی والا غلام دین رہتا تھا جس کی بیوی کا کہنا تھا "دونوں لڑکے یشرح کی نا جائز اولادیں ہیں" اُس سے آگے چاچا ظفر جس کی اپنی بیٹی تو سامنے والے اکرم لالہ کے بیٹے ندیم کے ساتھ ہر وقت چھت پہ کھڑی عشق کی گڈی اُڑاتی رہتی تھی اُس کا کہنا تھا کہ "یہ دونوں لڑکے کوئی واردات کر کے شہر سے فرار ہوئے ہیں یشرح بھی ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔"غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں تھی۔

"تجھے پتا وہ ایسے چلتی ہے وہ جو سامنے والا گھر چھوڑ کے اگلا گھر ہے نہ اُن کی لڑکی ۔۔ایسے۔۔"عماد نے سر پہ دوپٹہ رکھا اور اُسے پیچھے کر کہ بل دینے لگا پھر آگے کرنے کے بعد پراندے کی شکل میں آگے کر کہ گُھمانے لگا اور پراندے کی طرح ہی کمر گھما گھما کہ ٹہل ٹہل کہ چلنے لگا۔تو رازن اور ساتھ بیٹھے چچا کرم دین کھلکھلا کہ ہنس دیے تو رات کے سناٹے میں اُن کے قہقہوں کی گونج کئی گھروں کی دیواریں پھیلانگ گئی۔

"اوے بس کر دے یہ تو اپنے ڈرامے بند کر،اس سے پہلے کہ پورا گاؤں جاگ جائے چل آ جا سوتے ہیں"۔رازن نے ڈرنے کی ایکٹنگ میں منہ بسورتے ہوئے کہا تو عماد بھی دھڑام سے چھلانگ لگا کر اپنی چارپائی پر آ بیٹھا مگر اُس کا سونے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔

"ہاں ہاں سُلا دے مجھے نہیں بھی سوتا تو کوئی نیند کی ٹبلیٹ گھول کے پلا دیے میرے بھائی ،میرے سوتے

Downloaded from https://paksociety.com

ہی تجھے فرار جو ہونا ہوتا ہے پتہ نہیں اِس میوزیم جیسے خوفناک روم میں کونسی تیری "لیڈی گا گا" تبلے ،باجے لے کہ بیٹھی رہتی ہے تیرے انتظار میں جو تو آدھی رات وہاں گُھس جاتا ہے، میں بیچارہ معصوم بچہ یہاں خوف سے ادھ مواہو جاتا ہوں"۔ عماد نے بچوں جیسی شکل بنا کہ ہاتھ کہ پیالے میں ٹھوڑی پکڑ کر رازن کہ چہرے کہ قریب لے جا کر کہا اور پچھلی کئی راتوں کی بھڑاس نکالی جب رازن یہ سمجھ کہ کمرے میں رکھی ڈائری کھول کہ بیٹھ جاتا کہ اُس کا دوست سو چکا ہے مگر وہ اُس کی غلط فہمی تھی۔

"ڈرامے باز ہتو مجھ پہ نظر رکھتا ہے؟" رازن نے گھُورا۔

"ہاں تو اور کیا نظر رکھنی پڑتی ہے اب کرم چچا یہی تو عمر ہوتی ہے نہ بچہ کے خراب ہونے کی یہ خراب ہو گیا تو ہمیں تو ایسا ڈپلیکیٹ بھی نہیں ملنا ،وہ کیا ہے نہ ایسے زاویے اللہ میاں روز روز تھوڑی نہ وارد کرتا ہے"۔

کرم چچا اور عماد دنوں قہقہہ لگا کہ ہنس دیے رازن بھی پہلے غصے کی شکل میں دیکھتا رہا پھر وہ بھی اُن کے ساتھ مل کہ ہنسنے لگا ،ایک عرصے بعد عبدالقیوم کے گھر قہقہوں کی آوازیں گونج رہی تھی ورنہ وہاں تو سسکیاں اور آہیں ،شکوے اور محرومیاں ہر کونے میں دفن تھیں۔

"دو دن سے تم نے کچھ نہیں کھایا رو رو کہ حالت خراب کی ہوئی ہے پلیز تھوڑا سا کھانا کھالو ،ورنہ بابا سائیں مجھے جھڑکیاں لگائیں گے"۔ وہ بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے روئے جا رہی تھی۔

"نہیں گُل ممانی (نواب یحیٰی کی بیوی) مجھے نہیں کھانا جب تک بابا جان گھر نہیں آ جاتے خیریت سے میں کچھ نہیں کھا سکتی آپ پلیز یہ کھانا لے جائے اور بار بار کھانا میرے سامنے پیش کر کہ رزق کے بے قدری مت کروائیں مجھ سے"۔ وہ سوں سوں کرتی سسکیاں بھرنے لگی۔

"لاریب بیٹا اتنی ضد اچھی نہیں ہوتی ،آپ کو اتنی پریشانی ہو رہی ہے تو آپ فون کرلیں نا اپنے بابا کو"۔

اُسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب نواب یحیٰی بھی اُس کہ سر پہ آن کھڑے ہوئے۔

Downloaded from https://paksociety.com

"نہیں ماموں جان، میں کیوں کروں فون؟ وہ مجھے بتا کر نہیں جاسکتے تھے؟" وہ سر پہ دوپٹہ درست کرتی مئودب ہو کہ بیڈ سے نیچے اتر کھڑی ہوئی۔

"ارے بیٹا انہیں دھیان نہیں رہا ہوگا ورنہ وہ اپنی گڑیا کو ضرور بتا کر جاتے، چلو میرا بچہ اب آپ اچھے بچوں کی طرح کھانا کھاؤ میں کرتا ہوں اُسے کال"۔ وہ اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کمرے سے باہر نکل آئے۔

"چلو آؤ آج اپنی ممانی کہ ہاتھوں سے کھاؤ، آجاؤ شاباش، ادھر بیٹھو"۔ گُل بانو اُسے کندھوں سے پکڑ کر بیڈ پر بیٹھا دیا اور ساتھ خود بھی بیٹھ کہ نوالے بنا بنا کر اُس کے منہ میں ڈالنے لگی۔

"پتا ہے بیٹا جی ہماری تو جان بستی ہے تم میں، صبح سے ارسل نے بھی کچھ کھایا پیا نہیں ہے تمھاری فکر میں گھل رہا ہے میرا پیارا پھول سا بچہ"۔ لاریب کے حلق میں نوالہ پھنس گیا تو وہ ہچکیاں لینے لگی۔

"لو پانی پیو رانی، ارے، تم تو چڑیا ہو چڑیا اِس آنگن کی، ہم تمھیں کبھی خود سے جدا ہونے نہیں دیں گے"۔ ممانی نے بازوں میں بھر کہ اُس کے ماتھے پر پیار کیا تو اُس کا ماتھا ٹھنکا۔

"آہم آہم، ممانی جان۔۔ میں، میں کھالوں گی کھانا آپ ایسا کریں اپنے بیٹے۔۔ مم۔۔ میرا مطلب ہے ارسل کو کھانا کھلا آئیں۔ " اُس نے جھجکتے ہوئے کہا کہ ممانی بُرا ہی نہ مان جائیں، مگر وہ تو شاید پہلے ہی اٹھنے کے موڈ میں تھیں۔

"ہاں بیٹا، تم تو کھا ہی لوگی وہ نہیں کھائے گا میرے بغیر بہت ضدی ہوگیا ہے، یہ بھی اُسی نے ضد کی تھی کہ میں اور تیرے ماموں آ کہ تجھے کھانا کھلائیں کیونکہ تم دو دن سے بھوکی ہو، پتہ نہیں اُسے یہ سب کیسے پتا چل جاتا ہے"۔ وہ اٹھیں تو عجیب سا منہ بسور کر بڑی بڑی آنکھیں نکال کر اُسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر اپنا فربہ سنبھالتی کمرے سے باہر نکل آئیں۔

"یا اللہ تیرا شکر گئیں، پر یہ مجھے کس نئی مصیبت میں ڈالنے لگا ہے تو مالک یہ ماموں ممانی کا اتنا پیار جتانا اور

Downloaded from https://paksociety.com

ارسل کا اتنا تذکرہ۔۔یہ سب ہو کیا رہا ہے؟"وہ کسی گہری سوچ میں گُم ہو گئی۔

"مستعین میرا دل بہت ہول رہا ہے اپنی بچی کے لئے،یوں لگ رہا جیسے وہ کسی مشکل میں ہے،خدا کے لئے مجھے میری بچی سے ملوا لائیں۔"فرحین صوفے پر بیٹھے مستعین کمال کے آگے ہاتھ جوڑے بیٹھی تھی۔

"یہ کیا اِس وقت منحوست پھیلا دی ہے تم نے،شام کے وقت بیٹھ کہ بین ڈالنے لگ جاتی ہے،جیسی ماں ہے ویسی ہی بیٹی ہے بیٹھی ہو گی وہ بھی کسی سوگ میں۔"مستعین نے اُن کے ہاتھوں کو جھٹک دیا۔

"ہائے اللہ نہ کرے کیسی باتیں منہ سے نکال رہے ہیں میری بچی کو اللہ اپنی امان میں رکھے ہمیشہ،مجھے ملوا لائیں نہ اُس سے میں نے اتنے سالوں میں کبھی ضد نہیں کی آپ سے وہ اپنی مرضی سے آئے نہ آئے میں نے کبھی آپ سے نہیں کہا مگر آج نا جانے کیوں مجھے لگ رہا اُسے ماں کی ضرورت ہے،وہ جیسے مجھے پکار رہی ہے"۔فرحین صوفے سے نیچے مستعین کے پاؤں میں بیٹھ گئی تو مجبوراً اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آج ایک عرصے بعد وہ اس حویلی میں پاؤں رکھ رہی تھی جہاں سے اُسے لاوارثوں کی طرح رخصت کر دیا گیا تھا۔ایک ایک قدم اُسے منوں بوجھ تلے محسوس ہو رہا تھا۔ہر قدم پہ اُسے اپنی زندگی کا گزرا ہوا اذیت ناک صفحہ نظر آ رہا تھا۔وہ ہر ایک شے کو ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی جب کہ مستعین کمال کب کا اندر جا چکا تھا مگر وہ ابھی لان کے سامنے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔اُسے یاد آیا یہی وہ سیڑھیاں تھیں جن کو اترتے وقت اُس کے باپ نے یہ الفاظ دُہرائے تھے

"آج کے بعد تم ہمارے لئے مر گئی اور کبھی اِس حویلی میں قدم رکھنے کی جراءت مت کرنا"اُس کے کانوں میں الفاظ گونجے اور آنکھوں کے سامنے وہ منظر تو وہ ایک بار پھر کانپ اُٹھی مگر ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کہ

Downloaded from https://paksociety.com

آج اُسے اِس حویلی میں قدم رکھنا ہی پڑا تھا۔

"رُک جاؤ وہیں لڑکی۔۔اب کس لئے آئی ہوں یہاں؟ دفع ہو جاؤ میری نظروں سے۔" تیسری اور آخری سیڑھی عبور کرنے کے لئے اٹھا ہوا پاؤں وہیں کا وہیں معلق رہ گیا اور اُس کا سانس ساکن ہو گیا۔

(باقی آئندہ انشااللہ)

☆......☆......☆

☆نئی ڈش☆

عائشہ احمد

میں اس وقت ٹی وی کے سامنے بیٹھا ایک نیوز شو دیکھ رہا تھا۔سنڈے کا دن ہے۔میرے دو ہی شوق تھے ایک ٹی وی دیکھنا اور دوسرا اچھا کھانا۔لیکن کھانا مجھے باہر کا پسند ہے،وو بھی اکیلے اکیلے۔میں بیوی بچوں کا جھنجھٹ نہیں پاتا۔ایویں اتنا خرچہ کروا دیتے ہیں بقول میرے دوست کے جو مزہ شیف کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ بیگم کے ہاتھ میں کہاں۔؟اس وقت بھی کسی فاسٹ فوڈ چائینیز ریسٹورینٹ کا اشتہار آ رہا تھا۔جس کا دعوی تھا کہ وہ ایسی نئی چائینز ڈشوں کے ساتھ اپنے اس ریسٹورینٹ کا افتتاح کر رہے ہیں کہ آج تک کبھی کسی نے اپنے ریسٹورینٹ میں متعارف نہیں کروائی ہوگی،میرا اشتیاق بڑھا۔ویسے بھی یہ میری عادت ہے کہ جہاں کہیں نیا فاسٹ فوڈ ریسٹورینٹ کھلتا تھا،میں ضرور جاتا تھا۔میں بڑے انہماک کے ساتھ یہ اشتہار دیکھنے میں مصروف تھا،جب بیگم وارد ہوئیں۔۔

"ہونا ہو پیسے مانگنے ہوں گے،عورتوں کو بھی فضول خرچی کی عادت ہوتی ہے،یہ نہیں دیکھتیں کہ مرد کتنی مشکل سے کماتا ہے"میں نے دل میں سوچا۔

"وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"،وہ ڈرتے ڈرتے بولیں۔

میں نے خشمگیں نظروں سے انہیں دیکھا۔"جی آپ بھی فرمایے۔"،میں نے دانت پیس کر کہا۔میرا دوست کہتا تھا کہ بیوی پہ جتنا رعب رکھو گے گھریلو زندگی اتنی ہی کامیاب ہوگی۔اور کبھی بیوی کو پیسے نہ دو،بلکہ ہر چیز خود خرید کر دو،اور وہ سو فیصد درست وہ کہتا ہے،میں ساری شاپنگ خود کرتا۔

سو فیصد درست وہ کہتا ہے،میں ساری شاپنگ خود کرتا ہوں،اور گھر کی ضروریات کی تمام چیزیں خود خریدتا ہوں اس لیے کہ میرے گھر پہ میرا رعب چلتا ہے اور کسی کی مجال نہیں جو میرے آگے بول سکے۔

"آج سنڈے ہے۔"،وہ سہم کر بولیں۔

"شکریہ بتانے کا،پہلی بار آیا ہے۔۔؟،میں نے طنز کیا۔

"ن۔ن۔ن۔نن۔نن۔نہیں۔"،وہ تھوک نگلتے ہوئے بولیں۔میرا یہ ماننا تھا کہ بیوی کو عزت سے

Downloaded from https://paksociety.com

بلاؤ۔اس طرح دوسروں کے سامنے بھرم بھی رہ جاتا ہے۔اور مرد باعزت بھی کہلاتا ہے۔اس لیے میں نے اپنی بیوی کو کبھی تم کہہ کر نہیں بلایا بلکہ ہمیشہ آپ کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔بچے بھی میری اس عادت سے خوش ہیں کہ میں ان کی ماں کی عزت کرتا ہوں۔

"وہ میں کہہ رہی تھی کہ بچے بھی گھر پہ ہیں اور آپ بھی۔؟،کیوں نا آج چکن بنالیا جائے،وہ سہم کر بولیں۔ان کی بات سن کر میں چند لمحے خاموش رہا اور وہ میرے جواب کی منتظر تھیں۔میرا دوست کہتا تھا کہ بیوی کی بات کا کبھی فوراً جواب نہ دو،ورنہ وہ زن مرید سمجھے گی،اس وقت میں اسی پالیسی پر عمل پیرا تھا۔

"چکن۔۔؟،آپ کو پتہ ہے کہ چکن سے آجکل کتنی بیماریاں پھیل رہی ہیں،کوئی ضرورت نہیں ہے چکن کی،بچوں کو سبزیاں کھانا سکھائیں۔

سبزیاں صحت کے لیے اچھی ہوتی ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ میں چکن کا شوقین ہوں اور جب بھی باہر کھانا کھاتا ہوں ہمیشہ چکن کی ڈش کھاتا ہوں۔وہ کچھ نہیں بولیں۔بس کھڑی رہیں۔

"اب جائیے بھی۔،میں رعب دار آواز میں بولا۔

مجھے آپ سے ایک بات اور کرنی ہے۔وہ ڈرتے ہوئے بولیں۔

"اور بھی کہیے۔"،میں خشک لہجے میں بولا۔

عید میں تھوڑے دن رہ گئے ہیں،بچے نئے کپڑوں کی ضد کر رہے ہیں"،وہ بولیں۔

"ابھی پچھلی عید پر ہی تو ایک ایک نیا سوٹ بنا کر دیا ہے۔اتنی فضول خرچی اچھی نہیں ہوتی۔"میں نے غصے سے کہا،میرے جواب کے ساتھ ہی وہ الٹے قدموں واپس لوٹ گئیں۔میں دل ہی دل میں اپنے دوست کو دعائیں دے رہا تھا جس نے مجھے شادی شدہ زندگی گزارنے کا گر بتائے تھے اور آج میں کامیاب بھی تھا۔میں پھر ٹی وی کی طرف متوجہ ہوگیا۔بات کے دوران پھر وقفہ تھا اور اسی ریسٹورینٹ کا اشتہار تھا۔میں نے وہاں جانے کا فیصلہ کیا

میں نے اپنی گاڑی اس ریسٹورینٹ کی بڑی سی عمارت کے سامنے کھڑی کی۔عمارت پر اس ریسٹورینٹ کا نام جگمگا رہا تھا۔پبلسٹی کی وجہ سے میں اس کا نام نہیں بتا سکتا۔پوری عمارت کو برقی قمقموں سے سجایا گیا

Downloaded from https://paksociety.com

تھا۔ میں گاڑی سے اترا، میں نے کلف لگا سفید سوٹ پہنا ہوا تھا اور اوپر کالے رنگ کی واسکٹ تھی۔ اور کالے ہی رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا، میں نے گاڑی کو لاک کیا۔ سوٹ کی سلوٹیں درست کی اور بازو گھما کر رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ یہ ریسٹورینٹ دو منزلہ تھا، عمارت کا ڈیزائن نہایت خوبصورت تھا۔ سنگ مرمر کی سرخ اینٹوں سے مزین تھا۔ دوسری منزل پر ریسٹورینٹ کا نام جگمگا رہا تھا۔ تشہیر کے خیال سے نام لینا مناسب نہیں ہے۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر دروازے کے پاس پہنچا تو ایک باوردی دربان نے مجھے جھک کر سلام کیا۔ اس عزت افزائی پر میری گردن تن گئی تھی۔ میں نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا اور شیشے کے دروازے سے اندر داخل ہوا جیسے ہی داخل ہوا، خوشبو کا ایک خوشگوار جھونکا میرے نتھنوں سے ٹکرایا، سامنے میرے ایک اپسرا کھڑی تھی۔ ایک لمحے کے لیے تو میں پلکیں جھپکانا بھول گیا۔ اس نے ایک دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ میرا استقبال کیا۔

"ویلکم سر۔۔! وہ اپنی مدھر آواز میں بولی۔ وہ تھی اتنی خوبصورت کہ میں بھول گیا تھا کہ میں ایک ریسٹورینٹ میں کھڑا ہوں۔

"پلیز سر آیئے۔۔۔ وہ پھر مخاطب ہوئی۔ اور میں چونکا۔ "اگر میں شادی شدہ نہ ہوتا تو اسے ابھی پرپوز کر دیتا۔ "میں نے دل میں ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ اور وہ مجھے لے کر آگے بڑھی۔ اور ایک ٹیبل کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔ ایک کرسی اس نے گھسیٹ کر پیچھے کی۔

sirpleaseseata"have................!"" اس کی دلکش آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔ مجھے پتہ تھا کہ ایسے کسی لڑکی کو دیکھنا اخلاقی آداب کے خلاف ہے لیکن میرا دوست کہتا تھا کہ اگر سامنے کوئی خوبصورت لڑکی ہو تو بندہ بہک ہی جاتا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی ہو رہا تھا۔ اور میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک اور میٹھی سی مسکراہٹ ادا کی اور چلی گئی۔ اور میں نے ایک اور ٹھنڈی آہ بھری۔ اتنے میں ایک سوٹڈ بوٹڈ آدمی میرے پاس آ گیا۔

"ویلکم سر۔۔! وہ مسکرایا۔ جواب میں میں بھی مسکرایا۔ "میں اس ریسٹورینٹ کا مینجر ہوں۔"۔ اس نے تمہید باندھی۔ میں دل ہی دل میں اس ریسٹورینٹ میں موجود افراد کی خوش اخلاقی کا قائل ہو گیا تھا۔

you"meetto"nice، میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا اور اس نے گرم جوشی سے مجھ سے

Downloaded from https://paksociety.com

ہاتھ ملایا۔

"same here......"، وہ مسکرایا۔ "امید ہے آپ کو ہماری سروسز اچھی لگیں گی۔ اور انشاءاللہ آپ یہاں بار بار آئیں گے۔"، اس نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"جی انشاءاللہ"، میں نے کہا اور وہ چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ویٹر آ گیا۔ اس نے مینو میرے سامنے رکھ دیا۔ اور اپنے کیڑے زدہ دانتوں کی نمائش کی، مجھے بھی مسکرانا پڑا۔ میں زندگی میں کبھی اتنا نہیں مسکرایا جتنا آج مجھے مسکرانا پڑا ہے۔ اور گھر میں تو کبھی کسی نے مجھے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ میرا دوست کہتا ہے کہ کم ہنسا کرو، زیادہ ہنسنے والا بے وقوف ہوتا ہے، ویٹر مینو دے کر چلا گیا تھا۔ میں نے مینو کھولا تو عجیب وغریب قسم کی ڈشوں کے نام تھے، جن کو پڑھ کر میرا سر چکرا گیا تھا۔ پھر مجھے خیال آیا کہ چائینز ریسٹورینٹ ہے ،اس لیے ڈشز کے نام ایسے ہی ہوں گے۔ تقریباً پندرہ منٹ ایسے ہی گزر گئے، جب کچھ سمجھ نہ آیا تو ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔ اور ویٹر کو آواز دی، وہ دوڑا چلا آیا۔ اس بار ویٹر کوئی اور تھا۔

"یس سر۔۔!"، وہ مودبانہ انداز میں مخاطب تھا۔

"میں یہاں پہلی بار آیا ہوں، اس لیے اندازہ نہیں کہ یہاں سب سے اچھی ڈش کونسی ہو۔"، میری اس بار پر وہ مسکرایا۔

"آپ فکر نہ کریں سر۔۔! یہاں بہت ہی عمدہ قسم کا کھانا ملتا ہے۔ میں آپ کو ایک نئی ڈش کے بارے میں بتاتا ہوں۔ اور یہ آج ہی متعارف ہوئی ہے۔ اور آپ پہلے خوش قسمت ہوں گے جو اسے کھائیں گے ۔اس نے اپنے پیلے دانتوں کی نمائش کی۔ میں یہ سن کر غرور میں آ گیا اور اپنے سوٹ کا کالر درست کیا۔

"یہ تو بتاؤ اس ڈش میں کیا خاص بات ہے۔؟، میں نے پوچھا۔

"یہ بہت ہی اعلیٰ قسم کے ingridients سے بنی ہے۔ اس کی زیادہ تر چیزیں جاپان اور امریکہ سے آئی ہیں، اور اس میں جو آئل استعمال ہوتا ہے اور فرانس سے آیا ہے، ویٹر بولا۔

واہ۔۔ کیا بات ہے، ایسا کرو جلدی سے لے آؤ۔"، میں نے کہا۔

اس کے لیے بیس منٹ آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔"، اس نے کہا اور چلا گیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ریسٹورینٹ میں لوگ کافی تعداد میں آ رہے تھے۔ چونکہ رمضان تھا اسلیے زیادہ لوگ فیملیز کے ساتھ

Downloaded from https://paksociety.com

آ رہے تھے۔لیکن میں فیملی کے ساتھ آنے کا قائل نہیں تھا۔میرا دوست کہتا ہے بیوی کو کبھی ساتھ کھانا کھانے کے لیے لے کر نہ جاؤ، بیویوں کو کھانے کے آداب کا نہیں پتہ ہوتا۔اور خوامخواہ بے عزت کروا دیتی ہیں۔اس لیے جو لوگ فیملیز کے ساتھ ہوٹلنگ کرتے ہیں میرے نزدیک وہ بے وقوف لوگ ہیں۔حالانکہ بچے کئی بار مجھ سے باہر کھانے کی فرمائش کر چکے ہیں۔ٹیبل پر ایک میگزین پڑا تھا۔میں نے دل ہی دل میں اس ریسٹورینٹ کے اعلی معیار اور ذوق کی تعریف کی۔کھانے میں ابھی وقت تھا۔اور افطاری میں بھی تو تھوڑا ٹائم رہ گیا تھا۔میں نے میگزین اٹھایا تو یہ کوئی غیر ملکی میگزین تھا۔باہر قیامت خیز کوئی انگریز ماڈل جلوہ افروز تھی۔میں نے پہلا صفحہ پلٹا تو میرا دل زور سے دھڑکا اور بے اختیار میرے منہ سے استغفر اللہ نکلا۔میں نے ادھر اُدھر نظر دوڑئی کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔مجھے پسینہ آ رہا تھا جسے میں نے ٹشو پیپر سے صاف کیا۔میں نے ایک بار پھر ادھر اُدھر دیکھا اور جلدی سے میگزین وہی رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔انتہائی واہیات قسم کا میگزین تھا۔کم ازکم رمضان کا تو خیال کر لیتا ہے بندہ۔میں نے دل میں سوچا۔تھوڑی دیر بعد ویٹر ایک ٹرے اٹھائے چلا آیا۔اس نے بڑے سلیقے کے ساتھ ٹرے کو میز پر رکھا۔پلیٹ کو خوبصورت رومال سے کور کیا گیا تھا۔۔وہ ٹرے رکھ کر باادب ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔اس نئی ڈش کی اشتہا انگیز خوشبو نے میری بھوک مزید بڑھادی تھی۔کالی مرچ اور لیموں کی بھنی بھنی خوشبو میرے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

سر یہ رومال امریکہ سے منگوایا گیا ہے۔جب کھانے کی ہر چیز امپورٹڈ ہو تو اسے سرو کرنے کی چیزیں بھی تو امپورٹڈ ہونی چاہیں۔ویٹر مودبانہ انداز سے بولا۔یہ سن کر میرا سر فخر سے مزید تن گیا۔چند لمحے میں اس خوبصورت سی ڈیکوریشن کو دیکھنے میں محو ہو گیا۔میرا دل دھک دھک رک رہا تھا کہ نا جانے کونسی ڈش ہے ؟۔جو پہلی بار مجھے پیش کی جا رہی ہے۔میں نے رومال اٹھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا، لیکن پھر رک گیا، ویٹر کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پہ تبسم تھا، میں بھی مسکرا دیا۔میں نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔اتنی گبھراہٹ تو مجھے اپنی بیگم کا گھونگھٹ اٹھاتے ہوئے نہیں تھی۔میرے دوست نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اگر بیوی کو کنٹرول کرنا ہے تو شادی کی پہلی رات ہی اس پر دباؤ ڈالنا، ہمیشہ سر جھکا کر رہے گی۔پھر

Downloaded from https://paksociety.com

وہی ہوا میں نے کمرے میں جاتے ہی شیروانی بیڈ پر پھینکی۔ بیڈ پر بیٹھ کر کھسہ اتارا اور اسے ہاتھ پیچھے کر کے دیوار کی طرف پھینکا، جوتا سیدھا آئینے میں لگا، بیگم نے گھونگھٹ اٹھا کر دیکھا، گھبراہٹ چہرے پہ نمایاں تھی۔ میں نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں دیکھا اور پھر سگریٹ سلگا کر بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔ بس یہی سے میری زندگی ایک ڈگر پہ چل پڑی۔ بیگم نے کبھی میرے حکم کی نافرمانی نہیں کی۔

"سر کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے"، ویٹر کی آواز نے مجھے خیالات کی دنیا سے نکالا۔ اور میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر جلدی سے ٹرے پر سے رومال کھینچا، میری اس پھرتی پر ویٹر نے بھی عجیب نظروں سے مجھے دیکھا۔

☆☆☆

ٹھاہ۔۔۔ ٹھاہ۔۔۔ ٹھاہ۔۔۔ میرے دماغ میں یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہوئے۔ میری کنپٹیاں سائیں سائیں کر رہی تھیں۔ اور دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے خراب انرجی سیور جھٹکے مارتا ہے۔

"مجھے یقین ہے آپ کے لیے یہ نئی ڈش حیرت کا باعث ہو گی لیکن جب آپ اسے کھائیں گے تو انگلیاں چاٹتے رہ جائیں گے۔"، ویٹر مسکرایا۔ سر روزے کا ٹائم ہو گیا ہے آپ روزہ افطار کر لیں۔ وہ بولا۔ میرا دل چاہا کہ اسے ابھی نیچے لٹاؤں اور اتنے جوتے ماروں کہ اس کی سات پشتیں یاد رکھیں۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔ اس وقت میں ایک معزز شہری تھا اور وقت کا تقاضا تھا کہ غصہ پی جاؤں۔ میرے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمایاں ہونے لگے تھے۔ حالانکہ اے سی چل رہا تھا۔ میں نے ٹشو پیپر سے پسینہ صاف کیا۔

"یہاں کھجور نہیں ملتی۔۔۔؟ اس سے روزہ افطار کروں؟۔ میں نے حیرت سے اس سے پوچھا۔

سر یہ چائینیز ریسٹورینٹ ہے، یہاں روزہ اسی سے افطار کرنا ہو گا۔ وہ بولا تو میرا پارہ ہائی ہونے لگا۔

ویٹر نے پھرتی سے نئی ڈش کو میرے سامنے رکھا۔ اوپر لیمن چھڑکا اور کالی مرچ بھی ہلکی سی چھڑک دی۔ میں ٹکٹکی باندھے اس نئی ڈش کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کھچڑی ہے۔۔۔؟، پتہ بھی ہے میں بیمار ہوں، پھر بھی ایسی بنائی ہے۔ جاہل عورت۔"، میں غصے سے چلایا۔

"آپکا منہ ٹھیک نہیں ہے، ورنہ یہ بالکل آپ کے معیار کی ہے۔ بیگم منمنائیں۔ اور میں نے قہر آلود نظروں

Downloaded from https://paksociety.com

سے انہیں دیکھا۔اوروہ کھچڑی دوبارہ بنانے کا کہہ کر چلی گئیں۔

"نوش فرمایئے ناسر۔۔۔۔"،ویٹر پھر بولا۔اور میں نے چمچ اٹھایا اور ایک چمچ بھر کر منہ میں رکھ لیا۔مجھے ابکائی آئی لیکن وہ اندر ہی رہ گئی۔یہ گھر تھوڑی تھا۔کہ پسند نہ کوئی چیز آئی تو اٹھا کر ماری۔میں نے بمشکل پہلا نوالا نگلا۔

"کیسا ہے ٹیسٹ۔۔۔؟،ویٹر پھر بولا۔

"تیری شکل جیسا۔۔!"،یہ بات میں نے دل میں کہی تھی۔آداب کا تقاضا تھا۔اس لیے کہ یہ ایک مہنگا ریسٹورینٹ تھا،جہاں کا کھانا ہر کوئی افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔اور واقعی میں کوئی نہیں کر سکتا تھا۔میں نے جلدی سے دو تین چمچ زہر مار کیے۔اور ویٹر کو بل لانے کا کہا۔ویٹر کے جانے کے بعد میں نے لمبی لمبی کچھ ٹھنڈی سانسیں لیں اور آہیں بھریں۔تھوڑی دیر بعد وہی لڑکی تشریف لائی۔جس کی قیامت خیز اداؤں پر میں مر مٹنے لگا تھا۔وہ اسی دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ مسکرائی۔

"یقیناً آپ نے آج کی افطاری انجوائے کی ہوگی۔اس لئے کہ یہ حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق تھی،اور امید ہے آپ تشریف لاتے رہیں گے۔وہ قاتل ادا سے مسکرائی،اور میرا دل کیا میں اسے سچ مچ قتل کر دوں،اس سے پہلے میں کچھ کہتا ویٹر بل لے کر آ گیا۔میں نے بل دیکھا تو ایسا لگا کسی نے بم بلاسٹ کر دیا ہو۔اور میرے سارے جسم کے پرخچے اُڑ گئے ہوں۔

"پانچ ہزار۔۔۔؟،وہ بھی اس کھچڑی کے۔۔؟،جی ہاں نئی ڈش کھچڑی تھی۔جسے ہمارے بیگم دس روپے کے چاول اور دس روپے کی دال کے عوض انتہائی لذیذ بنا دیتی ہیں۔

اتنی لذیز ڈش کھانے کے بعد سرٹِپ تو بنتی ہے۔"لڑکی مسکرائی۔اور میں بےبسی مسکرایا۔میں نے جیب سے بٹوہ نکالا،اور پانچ ہزار کھچڑی کے دیے اور ایک ایک ہزار دونوں کی ٹِپ بل بُک میں رکھ دی۔

"تھینکوسر۔۔۔۔۔۔"،وہ دونوں ایک ساتھ مسکرائے۔اور میں بےبسی سے مسکرایا۔میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو مجھے لگا کہ میرے جسم میں جان نہیں ہے۔میں نے کرسی کا سہارا لیا۔اور دروازے کی طرف چل پڑا۔جیسے ہی چل باہر نکلا تو چوکیدار نے گھیر لیا۔

"سر آپ ٹھہرے امیر بابو۔۔۔!ابھی تو اتنے مہنگے ریسٹورینٹ میں آئے ہیں۔ہمارا بھی تو حق بنتا ہے۔"،وہ مسکا لگاتے ہوئے بولا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

یہ سن کر میرا خون کھول اٹھا۔لیکن فوراہی اپنے غصے پر قابو پالیا۔اس میں اس بیچارے کا کیا قصور؟ ،اسے کیا خبر کہ اندر کیا ہوتا ہے۔اسے تو اپنی دہاڑی سے مطلب ہے۔میں نے ایک ہزار مزید بٹوے سے نکالا اور گیٹ کیپر کی طرف بڑھا دیا۔اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

پانچ ہزار میں کھچڑی۔۔۔؟ ،میرا دماغ ابھی تک یہ بات کرنے کو تسلیم نہیں تھا کہ کوئی مجھے بے وقوف بنا سکتا ہے۔آٹھ ہزار کم میں تو ہمارے گھر کا پورا کچن چلتا ہے۔اور میں ہر چیز کا حساب رکھتا ہوں۔تا کہ ایک روپے بھی ادھر اُدھر نہ ہو۔گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بھی میرا دھیان آٹھ ہزار کی طرف تھا۔میری جیب خالی ہوچکی تھی۔اور میں کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح آج ہوگیا تھا۔گاڑی سگنل پہ رو کنی پڑی۔میرا دماغ سوچوں کے بھنور میں پوری طرح پھنس چکا تھا۔

صاب جی پھول لے لو۔،اپنی گھر والی کے لیے لے لو۔" ،ایک کم سن آواز نے مجھے چونکا دیا۔اور میں نے دیکھا ایک نوعمر لڑکا پھول بیچ رہا تھا۔ہار اور گجرے تھے اس کے ہاتھ میں۔

"ایک سو روپے کا ایک گجرا ہے صاب جی،وہ پھر بولا۔مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی اپنی بیگم کو ایک پھول تک گفٹ کیا ہو۔تحفہ دینا دور کی بات۔شادی کے دس سالوں میں کئی ایسے موقع آئے،لیکن میں پتہ نہیں پتھر کا ہوگیا تھا،مجھے ایک روبوٹ بیوی چاہیے تھی،جو میرا ہر حکم بلاچون وچرا مان لے۔میں بھول گیا تھا کہ بیوی انسان بھی ہوتی ہے،دل بھی رکھتی ہے۔جس میں جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔جو شوہر کی غلام نہیں ہوتی۔بلکہ اس کے دل کی ملکہ ہوتی ہے،اپنے شوہر کے دل پہ راج کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ان گنت سوچیں مجھے گھیرے ہوئے تھیں۔میرے سامنے لڑکے کے بازو میں لٹکے ہوئے گجرے اور ہار گھوم رہے تھے،

"صاب جی لے لو

وہ لڑکا پھر بولا۔

میں نے اس سے دو گجرے لے لیے اور دو سو روپے اس لڑکے کو دے دیے۔سگنل کھل چکا تھا اور میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔راستے میں ایک بیکری کی دکان سے کیک اور بچوں کے لیے کچھ کھانے کی چیزیں

Downloaded from https://paksociety.com

لیں۔عشاء کی اذانیں ہو رہی تھیں۔میں نے راستے میں ایک قریبی مسجد میں نماز ادا کی۔

گھر پہنچا، گاڑی گیراج میں کھڑی کی۔اور سارا سامان باہر نکال لیا۔اسی دوران میرا موبائل بج اٹھا۔میں نے سامان گاڑی کی چھت پہ رکھا اور موبائل نکال لیا۔میرا وہی دوست مجھے کال کر رہا تھا۔مجھے غصہ آ گیا۔میں نے اس کی کال کاٹی۔اور اسے بلاک کر دیا۔اب میں سوچ رہا تھا کہ اسے فیس بک سے بھی بلاک کر دوں، اس لیے کہ اس کی عجیب غریب پوسٹوں نے میرا ہستا بستا گھر تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔اسی کی وجہ سے میرے اپنے بیوی اور بچوں سے تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہے ہیں۔باپ جو ہمیشہ اپنی اولاد کے لیے گھنا درخت ہوتا ہے، جس کی چھاؤں میں بچے خود کو محفوظ سمجھتے ہیں، لیکن ایسا نہیں تھا، بچے میرے سائے بھی ڈرتے تھے۔میں اب مزید پچھتانا نہیں چاہتا تھا۔

مجھے اپنا گھر اور گھر والے زیادہ عزیز تھے اس طرح کے دوست سے۔میں نے سامان اٹھایا اور اندر کی طرف چل پڑا۔عید میں چند دن ہی رہ گئے تھے۔اس لیے ارادہ تھا کہ آفس سے ایک دو دن میں چھٹی لے کر بیوی بچوں کو عید کی شاپنگ کروادوں۔میرے چہرے پہ مسکراہٹ چھا گئی۔اور میں نئے عزم کے ساتھ اندر کی طرف بڑھا۔جہاں ڈھیروں خوشیاں میری منتظر تھیں۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

ناول ☆بند قبا کھلنے لگی جاناں☆

مصنفہ: سعدیہ عابد

قسط نمبر: ۷

"جناب! یہ ایکسپیرینس بول رہا ہے، بائے داوے، تمہیں منہ دکھائی میں کیا ملا؟" ان لوگوں کے براہ راست وار کرنے پر وہ کچھ جھینپ گئی تھی اور شرمیلی مسکراہٹ سے گلے میں پہنے چین لاکٹ کی طرف اشارہ کر دیا تھا اور ان چاروں نے ہی فیصل کی پسند کی تعریف کی تھی۔

"یار سمیرا! ایک بات تو بتاؤ، بھیا نے یہ تمہیں بس دے دیا تھا یا خود ہی تمہارے گلے میں پہنایا ہے؟"

"وہ انہوں نے خود ہی... ! جبکہ میں نے کہا بھی تھا کہ میں پہن لوں گی، مگر وہ نہیں مانے۔" سمیرا کے چہرے پر روشنی پھوٹی پڑ رہی تھی اور نگاہیں تھیں کہ لرزتی ہوئی عارضوں کو چھو رہی تھیں۔

"اوہو... !" ان تینوں نے کورس میں اس کا ریکارڈ لگانا چاہا تھا، مگر وہ اٹھ کر بھاگ لی تھی، زرمین کے روم کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی اور فضیل سے ٹکرا گئی تھی۔

"آئی ایم سوری، فضیل بھیا!"

"اٹس او کے، بٹ اب بڑی ہو جاؤ، تمہاری ان ہی حرکتوں سے فیصل چڑتا ہے، یہ برقرار رہیں تو... !" فضیل نے ہنستے ہوئے چھیڑا تھا اور وہ اس کی بات سنے بغیر اثبات میں سر ہلاتی سیڑھیاں اترنے لگی تھی، سامنے سے آتے فیصل پر نگاہ پڑی تھی اور وہ سامنے دیکھنے کے چکر میں دو سیڑھیاں پھلانگ گئی تھی اور یہ تو اچھا تھا کہ فیصل نے کمال کی عجلت دکھا کر اسے گرنے سے بچا لیا تھا اور وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے بازو سے لگی کھڑی تھی اور آج اسے فیصل نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا اور اس کے گلنار چہرے کو دیکھ کر لبوں پر تبسم بکھر گیا تھا اور یہ سارا منظر اوپر کھڑے فضیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اس کے لبوں پر چھوٹے بھائی کی خوشیوں کیلئے دعا آ ٹھہری تھی اور وہ ان دونوں کی خوشگوار زندگی کی دعا دل ہی دل میں کرتا وہاں سے ہٹ گیا تھا اور فیصل اسے بازو سے تھامے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا، وہ جو اس کی ڈانٹ سننے کی منتظر تھی دھیرے سے ہنس دی تھی۔

☆☆☆

"حنین! تم سارے فنکشنز میں سے آج سب سے زیادہ اچھی لگ رہی ہو۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"تھینک یو... اور میں صرف اچھی لگتی نہیں ہوں، میں ہوں ہی اچھی۔" سحرش کے تعریف کرنے پر اس نے فخر سے فرضی کالر کھڑے کئے تھے۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔"

"جلنے کی بو آرہی ہے۔" اس نے ناک پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا اور وہ دونوں یکدم ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دی تھیں۔

"اب تمہارا پاؤں کیسا ہے؟"

"زیادہ نہیں، لیکن تکلیف ابھی بھی ہے اور تکلیف کی نسبت غصہ زیادہ ہے۔" وہ دونوں چلتی ہوئی ہال کے پرسکون ایریا میں آ گئی تھیں، کیونکہ سحرش کو اپنی فرینڈ کو فون کرنا تھا اور وہ دونوں اسی لئے اسٹیج سے اتری تھیں اور نہ وہ تو پورے ٹائم زرمین کے برابر ہی بیٹھی رہی تھی، سحرش کے کہنے پر ہی وہاں سے ہٹی تھی کیونکہ نزہت ان دونوں کی ہی اسکول فرینڈ تھی، کسی بھی فنکشن میں نہیں آئی تھی لیکن صبح فون کر کے کہا تھا کہ وہ آج ضرور آئے گی، اب نہیں آئی تھی تو وہ اس سے پوچھنا چاہ رہی تھیں کہ وہ آ بھی رہی ہے یا نہیں؟

"غصہ کیوں آرہا ہے؟ یار ہونے والی بات تھی ہوگئی۔"

"کیا ہونے والی بات تھی؟ کل میرا سارا میک اپ خراب ہوگیا، میں ڈھنگ سے مووی بھی نہیں بنوا سکی اور آج صرف اس بینڈ ایج کی وجہ سے میں اتنے دل سے لائی ہوئی سلیپر نہیں پہن سکی، کیونکہ میرے پاؤں میں بینڈ ایج لگی ہوئی ہے اور سلیپر بہت نازک تھی، جسے آج پہن نہ سکنے کا مجھے بے حد افسوس ہے۔"

"یار! یہ جو تم نے سلیپر پہنی ہوئی ہے یہ بھی بہت اچھی لگ رہی ہے۔"

"لگ رہی ہوگی، مگر مجھے نہیں لگ رہی، تم تو جانتی ہو کہ مجھے اسٹیپ اور اسٹریپ والی بے حد نازک سینڈلز اور سلیپرز اچھی لگتی ہیں اور آج مجھے ممی کی پورے پنجے کی سلیپر پہننی پڑی ہے۔"

"جانے بھی دو جنین! تم اپنے پیروں کو لے کر کچھ زیادہ ہی کانشس رہتی ہو۔"

"ہاں، تو مجھے اپنے ہاتھ پاؤں بے حد عزیز ہیں۔"

"وہ تو مجھے بھی ہیں، تمہیں کوئی نرالے پسند نہیں ہیں، مگر مجھے اپنے ہاتھ پاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی ہر ایک چیز پسند ہے، اپنی آنکھیں، اپنے ہونٹ۔"

"لیکن، مجھے صرف اپنے ہاتھ پیروں کے علاوہ کوئی چیز پسند اور عزیز ہے تو وہ ہیں میری آنکھیں۔ یار! اکثر لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ہر لحاظ سے ٹپ ٹاپ ہوتے ہیں اور دکھائی بھی دیتے ہیں، مگر ان کے پیروں کی طرف دیکھو تو شخصیت کی ملمع

Downloaded from https://paksociety.com

سازی کھل کر سامنے آجاتی ہے، اکثر خواتین پیروں اوران کی سینڈلز کی طرف توجہ ہی نہیں دیتیں اور تم جانتی ہو کہ مجھے
خوبصورت ہاتھ پیر کتنے اٹریکٹ کرتے ہیں، بندہ
خوبصورت نہ ہو مگر ہاتھ پیر اس کے خوبصورت ہوں۔"
"یہ کیسے ممکن ہے؟"
"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ شکل کالی اور ہاتھ سفید ہوں، یار! ہاتھ پیروں میں خوبصورتی و جاذبیت ہونی چاہئے، نرم ملائم، لانبی
مخروطی انگلیاں۔"
"شاید ہم نزہت کو فون کرنے آئے تھے۔" وہ دونوں اس ٹاپک پر پہلے بھی بات کر چکی تھیں۔
"ہاں تو ملالو... میں کون سا منع کر رہی ہوں۔" اس کے بات کاٹنے پر چڑ گئی تھی۔
"ویسے جنین! ایک بات ہے، تم جو اپنے ہاتھ پیروں کی اتنی کیئر کرتی ہونا، تو بالکل ٹھیک کرتی ہو، مجھے بھی تمہارے دودھیا ہاتھ
پیر بڑے ہی اچھے لگتے ہیں، ویسے ایک بات ہے، تمہیں لڑکیوں میں یہ کوالٹی اچھی لگتی ہے یا لڑکوں میں بھی؟" وہ نزاہت کا نمبر
ڈائل کرتے ہوئے کچھ سوچ کر پوچھ رہی تھی۔
"اوپسلی یار! دونوں میں، کیونکہ خوبصورتی فیمیل یا میل سے منسوب تھوڑی ہے، بس جو خوبصورت ہوتا ہے وہی آنکھوں کو بھلا
لگتا ہے۔"
"تمہاری آنکھوں کو کوئی بھلا لگا؟"
"نہیں، جس سینس میں تم پوچھ رہی ہو اس میں تو بالکل نہیں ہے۔"
"تم اپنے شوہر میں اپنی پسند کی جھلک دیکھنا چاہو گی؟"
"یہ شوہر بیچ میں کہاں سے آ گیا؟"
"آیا نہیں ہے، آسکتا ہے، مگر اس وقت جسٹ ایک سوال ہے۔"
"ہاں، تمہیں 10 ویں کلاس کی ارما یاد ہے؟"
"ارما... نہیں، تم کس کی بات کر رہی ہو؟"
"یار! وہی جس کے ہاتھ بہت خوبصورت تھے۔"
"اور جن کی وجہ سے تم نے اس سے دوستی کی تھی۔"
"ہاں... وہی ارما۔'

Downloaded from https://paksociety.com

"اس کا یہاں کیا ذکر؟"

"بات اتنی سی ہے کہ وہ لڑکی میری دوست بنی اور وہ بھی میرے پہل کرنے پر اور نہ تم تو جانتی ہو لڑکیاں مجھ سے دوستی خود کرتی تھیں میں نہیں۔" وہ پرانی باتیں یاد کر کے مسکرائی تھی۔

"اور یہ بات تمہاری سمجھ میں آجانی چاہئے کہ میں ایک لڑکی کی طرف اس کے ہاتھوں کی اٹریکشن کی وجہ سے دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتی ہوں، تو میں یہ کیوں نہیں چاہوں گی کہ سو کالڈ میرا جو شوہر ہوگا اس کے ہاتھ پاؤں خوبصورت ہوں، مگر جہاں تک مردوں کے ہاتھ پیر خوبصورت ہونے کی بات ہے تو میں نے کبھی کسی مرد کو اتنے قریب سے نہیں دیکھا اور نہ ہی دور سے اس پر ریسرچ کی ہے۔ ہاں ممی کہتی ہیں کہ میرے پاپا کے ہاتھ پاؤں بے حد خوبصورت تھے، وہ ایک خوش شکل مرد تھے، لیکن ان کے ہاتھ پیروں میں الگ ہی جاذبیت تھی اور میں نے جتنی پاپا کی تصویریں دیکھی ہیں تو یہ میں نے بھی نوٹ کیا ہے، بس پاپا کی تصویریں دیکھ کر ہی خیال آیا تھا کہ ریئلٹی میں پاپا کے ہاتھ کتنے خوبصورت ہوں گے، بس اسی دن میں نے حقیقت میں اتنے خوبصورت و پرکشش ہاتھ پیر چاہنے کی تمنا کی تھی، جو اب تک پوری نہیں ہوئی۔"

"یار! اگر تمہارے شوہر کے ہاتھ پیروں میں انوکھی جاذبیت و کشش نہ ہوئی تو ...؟"

"تو کیا، کچھ نہیں ہوگا، ہاں ایک خلش سی رہ جائے گی۔"

"اس کا مطلب حنین عالم! کسی مرد کو اس کے پرکشش چہرے، زبردست جاب، گڈ ریپوٹیشن جیسی خصوصیات کی بنا پر نہیں بلکہ اس کے پرکشش ہاتھ پیروں کی وجہ سے محبت کرے گی؟"

"مے بی۔" اس نے لاپرواہی سے کاندھے اچکا دیئے تھے اور اسے فون پر بزی دیکھ کر وہ پانی پی کر آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھی تھی کہ اسے کولڈ ڈرنک سرو کرتا ویٹر نظر آیا اور اس نے اشارے سے اسے بلا کر کولڈ ڈرنک سے بھرا گلاس اٹھا لیا تھا اور جیسے ہی وہ سحرش کی طرف بڑھنے لگی تھی کسی نے اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچا تھا اور کولڈ ڈرنک کا گلاس اس کے اور نووارد کے کپڑوں کو گیلا کرتا زمین بوس ہو گیا تھا۔

"آپ ... آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرا بازو تھامنے کی؟" ماہ کنعان کو دیکھ کر اس کا غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا۔

"حنین! میں آپ سے ...!"

"اوہ یو شٹ اپ ... آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟ مجھے تین دن سے پریشان کر کے رکھا ہوا ہے، پہلے ٹکرائے اور میری بندیا گم گئی لیکن ارحم بھیا سے مجھے ہی ڈانٹ پڑی اور کل میری چوڑیاں توڑیں اور میرا پاؤں صرف آپ کی وجہ سے زخمی ہوا اور آج میں آپ کی وجہ سے تکلیف میں ہوں اور اپنی پسند کی سینڈل بھی نہ پہن سکی اور ابھی اس طرح میرا بازو پکڑنے کا مطلب؟" اس کی

Downloaded from https://paksociety.com

زبان فراٹے بھر رہی تھی کہ ماہ کنعان نے اس کے پنکھڑی سے نازک لبوں پر انگلی رکھ دی تھی۔

"تم بولتے ہوئے سانس نہیں لیتیں؟" اس کی پھٹی پھٹی نگاہوں میں جھانکا تھا۔ اس نے ماہ کنعان کی انگلی لبوں سے ہٹانا چاہی تھی مگر اس نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے ایسے جھٹکا دیا تھا کہ اس کی پشت ماہ کنعان کے سینے سے آ لگی تھی۔

"تمہارا ہر الزام جھوٹا ہے، مگر سر آنکھوں پر، مگر اس طرح نان اسٹاپ بولتے ہوئے اپنے احمریں لبوں پر تو ترس کھایا ہوتا۔" اس نے سرگوشی کی تھی، مگر وہ خود کو اس کی گرفت سے نکالنے کی کوشش میں محض ہلکان ہی ہو رہی تھی اور ماہ کنعان نے اس کی پشت پر بکھرے سیاہ آبشار کو نرمی سے ایک سائیڈ پر کیا تھا۔

"تمہارے یہ بال بہت خوبصورت ہیں، سیاہ ریشمی ...!" وہ بے خودی میں اس کی تعریف کر رہا تھا۔

"پلیز لیومی!" اس کے ہونٹ کپکپائے تھے اور اس نے دایاں ہاتھ نرمی سے اس کے ہونٹوں پر رکھا تھا اور بائیں ہاتھ کی مدد سے اس کی کمر پر حصار باندھا تھا اور معمولی سا جھک کر اس نے حنین کی صراحی دار گردن پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے تھے، اس کی جسارتیں اور بڑھتیں کہ سحرش بولتے ہوئے وہاں آ رہی تھی جس کی وجہ سے اس نے حنین کے وجود کے گرد سے اپنا حصار ہٹاتے ہوئے فاصلہ قائم کر دیا تھا۔

"تم یہاں کیوں آ کھڑی ہوئی تھیں؟ نزہت تم سے بات ...!" وہ بولتی ہوئی آ رہی تھی، مگر اس کے ساتھ کھڑے ماہ کنعان کو دیکھ کر بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

"آپ ... کیسے ہیں؟" سلام کے بعد خیریت دریافت کی تھی۔

"آئی ایم فائن۔" اس نے بات کرتے ہوئے حنین کو دیکھا تھا۔

"ارے ... تم رو رہی ہو، کیا ہوا؟ کہیں پھر تمہاری اور کنعان بھائی کی ٹکر تو نہیں ہو گئی؟" وہ ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کچھ ایسا ہی ہے اور اس بار غلطی میری تھی، آئی ایکسپیٹ دیم ... بٹ نقصان تو میرا بھی ہوا ہے، صرف ان کے نہیں میرے کپڑوں پر بھی کولڈ ڈرنک گری ہے۔" ماہ کنعان کے انداز و لہجے میں بلا کی سنجیدگی تھی اور وہ جو اس کی اتنی جرأت پر انگشت بدنداں تھی اتنے صاف جھوٹ پر نگاہ اٹھائی تھی اور اس کے مسکراہٹ اچھالنے پر وہ وہاں سے نکلنے لگی تھی اور سحرش اس کو وہاں سے جاتے دیکھ ماہ کنعان سے ایکسکیوز کرتی اس کے پیچھے بھاگی تھی اور جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا تھا۔

"حنین! پلیز چپ کر جاؤ اس طرح روتے ہوئے سب کے درمیان جاؤ گی تو سب پریشان ہو جائیں گے اتنی معمولی سی بات کو بڑھانے سے فائدہ؟"

"معمولی سی بات؟ تم تم نہیں جانتیں سحرش! کہ فیصل بھیا کے دوست نے میرے ساتھ ...!" وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

اس سے بولتی رک گئی تھی۔ کیونکہ اسے وہ سب بتانے میں جھجک سی آ گئی تھی۔

"تم پاگل ہو حنین! ان کے ٹکرانے سے کولڈ ڈرنک گر گئی تو کیا ہوا

"تم میری بات سمجھ نہیں رہیں سحر!" ماہ کنعان کو وہاں سے نکل کر آگے جاتے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی تھی۔

"چھوڑو ان باتوں کو تم اس روم میں جا کر کپڑے واش کر لو، اس طرح جاؤ گی تو سب پریشان ہوں گے۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے واش روم پلس ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تھی۔

"تم جاؤ حنین! میں ذرا ماما کی بات سن لوں۔" وہ ڈریسنگ کے باہر سے ہی پلٹ گئی تھی اور وہ سحرش کو روکنے کیلئے پلٹی تھی مگر اس کے چلے جانے پر وہ یکدم دروازہ کھولتی اندر چلی گئی تھی اور اسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ لیڈیز واش روم کے بجائے جینٹس واش روم میں داخل ہو گئی تھی۔

☆☆☆

"بات کیا ہے، کچھ بتاؤ تو سہی۔"

"مجھے گھر جانا ہے، پلیز ارحم بھیا! میں آپ سے ریکویسٹ کرتی ہوں، آپ مجھے یہاں سے لے جائیں۔"

"او کے چلو۔" اس نے ساجدہ سے گھر جانے کا کہا تھا وہ اس کے رونے سے پریشان ہو گئی تھیں مگر ایسے ولیمہ چھوڑ کر کیسے جا سکتی تھیں؟ اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی، مگر وہ جانے پر بضد تھی اور ارحم کے پیچھے پڑ گئی تھی کہ وہ اسے گھر چھوڑ آئے۔ اس کو بری طرح روتے ہوئے دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا تھا، اس سے وجہ پوچھی تھی، مگر وہ صرف گھر جانا ہے کہے جا رہی تھی، اسے کچھ انہونا سا احساس ہوا تھا۔ اسی لئے وہ راضی ہو گیا تھا۔

"مامی! میں گاڑی میں مائدہ کا انتظار کر رہا ہوں، آپ پلیز اسے جلدی سے بھیج دیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے ہال سے نکلتا پارکنگ ایریا میں گیا تھا اور اپنی گاڑی پارک کر کے لے آیا تھا۔

"تم گاڑی میں بیٹھی رہو میں دیکھوں کہ یہ مائدہ کہاں رہ گئی ہے۔" وہ اس کے چپ کروانے پر بھی روئے جا رہی تھی، تب وہ ڈرائیونگ ڈور کھولتا اترنے لگا تھا کہ وہ اس کا بازو دبوچ گئی تھی۔

"پلیز ارحم بھیا! مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" اس کے انداز و لہجے کے ساتھ اس کے متورم چہرے پر بھی خوف کا جال بچھا تھا اور اس کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی۔

"حنین! کیا ہوا ہے گڑیا! اپنے ارحم بھیا کو نہیں بتاؤ گی؟"

"میں ... میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی، کچھ بھی نہیں ... اور بتاؤں کیا؟ کیسے ... پلیز! مجھ سے کچھ مت پوچھیں اور مجھے یہاں

Downloaded from https://paksociety.com

سے لے جائیں، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" اس کا کپکپاتا لہجہ ادھورے جملے، وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا، اپنے بازو سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس کی نظر ہاف سلیوز شرٹ میں سے جھانکتے اس کے دودھیا بازو پر پڑی تھی اور اس نے بڑی تیزی سے اس کا بازو تھاما تھا اور جائزہ لیا تھا، انگلیوں کے نشانات بڑے واضح تھے، اس کا ڈرا سہا انداز، مستقل رونے سے بگڑ جانے والا میک اپ، ہونٹوں کے کنارے پھیلی لپ اسٹک، وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی بہت کچھ سمجھنے اور سوچنے لگا تھا۔

"راحم! میں حنین کو لے کر ماموں جان کے گھر جا رہا ہوں، تم مائدہ کو لے کر پہنچو۔"

"بھیا! حنین کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

"نہیں، اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے، اسی لئے میں ارجنٹلی نکل گیا ہوں، تم مائدہ کو لے آؤ یا پھر شاز مین کو، نہیں پریشانی والی بات نہیں ہے تم کسی سے ذکر مت کرنا خاص کر مامی سے، ورنہ وہ پریشان ہو جائیں گی۔" ارحم نے اس کا بازو چھوڑ کر تیزی سے گاڑی اسٹارٹ کی تھی اور راحم کو فون کر کے ہدایات دے کر سیل فون ڈیش بورڈ پر ڈال کر کچھ دور جا کر گاڑی روک دی تھی۔

"حنین! مجھے بتاؤ، تم اتنا رو کیوں رہی ہو؟ تم آخر کس سے اتنی خوفزدہ ہو؟ پلیز ٹیل می۔" اسے خاموش دیکھ کر وہ زور دے کر بولا تھا۔

"کسی سے بھی نہیں ارحم بھیا!" وہ سسکتے ہوئے منمنائی تھی۔

"تم جب تک رونے کی وجہ نہیں بتاؤ گی، میں گاڑی اسٹارٹ نہیں کروں گا۔" اس نے اشتعال کو بمشکل قابو کیا ہوا تھا۔

"میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتی۔" نظر چراتے ہوئے صاف انکاری ہوئی تھی۔

"کیوں ... آخر بات کیا ہے ایسی جو تم مجھ سے نہیں کر سکتیں؟" اس کی ایک ہی رٹ اسے غصہ دلا رہی تھی جبکہ اس کے رونے میں تیزی آتی جا رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، میں تمہیں ابھی گھر لے چلتا ہوں اور جب سب گھر والے آئیں گے میں تب ہی تم سے بات کروں گا، تم مامی یا مما ... کسی کو تو بتاؤ گی۔"

"آپ پلیز ممی سے کچھ مت کہیے گا، وہ مجھے ڈانٹیں گی اور پھپھو کو میں کچھ نہیں بتا سکتی۔" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سسک اٹھی تھی۔

"حنین! تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو چندا! بھائی ہوں ناں میں تمہارا اور دوست بھی تو تم مجھ سے اپنا مسئلہ شیئر نہیں کرو گی؟" ارحم نے نہایت نرمی سے آنسوؤں کی وجہ سے چپک جانے والے بال اس کے چہرے سے ہٹائے تھے اور بہت ہی پیار و شفقت سے بولا تھا اور وہ اس کے کندھے سے لگی سسک اٹھی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"ارحم بھیا! وہ فیصل بھیا کے دوست ... انہوں نے میرے ساتھ "... وہ جھجک گئی تھی اور ارحم کو تشویش ہونے لگی تھی۔

"رک کیوں گئیں حنین! بولو۔"

"وہ فیصل بھیا کے دوست نے ہال میں میرا بازو پکڑا اور مجھ سے عجیب عجیب باتیں کرنے لگے، میں نے کچھ کہنا چاہا تو میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا، انہوں نے میرے بال چھوئے، مجھے کمر سے تھام کر انہوں نے میری گردن ...!" یہ سب بتاتے ہوئے اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں، آواز رندھنے لگی تھی اور وہ تو ساکت سا اسے سن رہا تھا۔ غصے واشتعال سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں اور وہ چپ نہ کر جائے ادھوری بات چھوڑ کر صرف اس لئے وہ لب بھینچے اسے سن رہا تھا، مگر اس کی آخری بات پر وہ کنٹرول کھو بیٹھا تھا۔

"میری گردن پر کس کیا، وہ اور نہ جانے کس حد تک بڑھتے کہ سحرش کے آجانے پر انہوں نے میرے بازو اور کمر پر سے ہاتھ ہٹا لیا۔"

"تم کہاں تھیں اس وقت جو اس ذلیل انسان نے یہ سب کیا؟ اور تم نے کسی کو بلایا کیوں نہیں؟" غصے سے وہ بری طرح کھول رہا تھا۔

"میں اور سحرش ہال کے پرسکون ایریا میں نزہت کو فون کرنے گئے تھے، وہاں لوگ بھی نہ تھے اور لائٹنگ بھی نہ ہونے کے برابر تھی، نزہت سے سحرش فون پر بات کر رہی تھی اور میں پانی پینے جا رہی تھی، ویٹر کو وہاں سے گزر کر اندر کی جانب جاتے دیکھ کر میں نے اس سے کولڈ ڈرنک لے لی تھی اور جب اس نے میرا بازو پکڑ کر مجھے کھینچا تو کولڈ ڈرنک میرے کپڑوں پر گر گئی تھی، سحرش آئی تو میں اس کو بتانا چاہتی تھی، مگر فیصل بھیا کے دوست نے مجھے موقع ہی نہیں دیا۔ میں رو رہی تھی اور سحرش سمجھی کہ میں کپڑے خراب ہو جانے کی وجہ سے رو رہی ہوں، وہ مجھے ڈریسنگ روم میں لے کر جا رہی تھی کہ اسے مہوش آنٹی نے بلا لیا اور وہ پلٹ گئی اور میں نے جیسے ہی واش روم میں قدم رکھا وہاں اسی شخص کو دیکھ کر میں چیخنا چاہتی تھی، لیکن اس نے بہت سختی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور میں چیخ بھی نہیں سکی۔" اس نے تمام تفصیل روتے ہوئے اٹک اٹک کر سنائی تھی اور وہ تو دم بخود بیٹھا تھا، ان سب کی وہاں موجودگی کے باوجود اتنا سب کچھ ہو گیا اور ان کو ذرا سی بھی بھنک تک نہیں پڑی تھی۔

"تم نے اس وقت مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میں اس کی جان لے لیتا۔" اس نے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

"مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا ارحم بھیا! اسی لئے میں نے ممی سے گھر جانے کو کہا، مجھے لگ رہا تھا کہ وہ پھر کہیں سے آجائے گا اور ...! لیکن ممی نے مجھے بہت ڈانٹا کہ میں وقت دیکھتی ہوں نہ موقع ضد کرنے بیٹھ جاتی ہوں، اسی لئے میں نے آپ سے کہا۔" وہ چہرہ چھپائے نیر بہا رہی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"تم بس اب چپ کر جاؤ اور اس بات کا کسی سے بھی ذکر مت کرنا، مامی اور مما سے بھی نہیں، سمجھ رہی ہو ناں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟" آہستگی سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور اس کے آنسو پونچھے تھے۔

"ارحم بھیا! وہ... وہ مجھے پھر کبھی تو تنگ نہیں کریں گے؟" اس کے انداز میں انجانا سا خوف تھا۔

"حنین! میں ہوں ناں، میں دیکھ لوں گا، تمہیں اس سے خوفزدہ ہونے کی یا وہ سب سوچ کر پریشان ہونے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔" اسے تسلی دی تھی اور موضوع بدلنے کی خاطر پوچھا تھا۔

" کھانا کھالیا تھا تم نے؟" اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"اب گھر جا کر کھالینا، یہاں اس طرح گاڑی روکے باتیں کرتے کافی وقت گزر گیا ہے، راحم، مائدہ کو لے کر گھر پہنچ گیا تو پریشان ہوگا، اس لئے ہمیں چلنا چاہئے۔" کہتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی تھی مگر 10 منٹ بعد ہی اسے گاڑی روکنا پڑی تھی، کیونکہ سڑک کے کنارے ایک شخص کھڑا تھا اور وہ اس خیال سے گاڑی روک کر نیچے اترا تھا کہ رات کے ڈھائی بجے اگر وہ گاڑی خراب ہو جانے کی وجہ سے کھڑا ہے تو یقیناً اسے ہیلپ کی ضرورت ہوگی، مگر وہ ماہ کنعان کو دیکھ لب بھینچ گیا تھا جبکہ اس کے چہرے پر اطمینان جھلکنے لگا تھا۔

"اوہ تھینک گاڈ کہ تم ہو میں کافی دیر سے یہاں کھڑا ہوں گاڑی میں نجانے ایسی کیا خرابی ہوگئی ہے کہ چل کے ہی نہیں دے رہی اور کوئی کنوینس بھی نہیں مل رہی تم مجھے ڈراپ کر سکتے ہو؟" اسے دیکھ کر اطمینان تو ہوا تھا۔ مگر پوچھنا بھی ضروری سمجھا تھا۔ مگر اس کے جواب پر وہ متحیر ہوا تھا۔ کیونکہ اسے اس جواب کی کم از کم بالکل امید نہیں تھی۔

"سوری، مسٹر ماہ کنعان! میں آپ کو لفٹ نہیں دے سکتا، کیونکہ میرے ساتھ میری سسٹر بھی ہیں۔"

"او کے... میں آپ سے فورس...!"

" آپ یہ نہیں پوچھیں گے کہ میں نے ایسی بات کیوں کی؟ اس لئے ماہ کنعان کہ آپ بھروسے کے بالکل بھی لائق نہیں ہیں۔"

"واٹ ڈو یو مین؟"

" فیصل کو یقیناً آپ پر بھروسہ ہوگا، جبھی اس نے آپ کو اپنے فیملی فنکشن میں انوائٹ کیا، لیکن آپ اتنے گرے ہوئے انسان ہوں گے، یہ فیصل نے نہیں سوچا ہوگا۔"

" مسٹر ارحم! مجھ پر انگلی اٹھانے کا مطلب؟"

"دل و دماغ تو اس وقت یہی چاہ رہا ہے کہ آپ کی جان لے لوں، آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی حنین کو وہ سب کہنے اور کرنے کی، شرم آنی چاہئے تھی آپ کو کنعان! ہمارے ہی فیملی فنکشن میں مہمان بن کر آئے اور ہمارے ہی گھر کی بچی کے ساتھ

Downloaded from https://paksociety.com

زبردستی۔"

"مسٹر ارحم! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔"

"حنین جھوٹ نہیں بولتی اور اسے ضرورت بھی کیا ہے ایسی باتیں کرنے کی؟ وہ آپ پر بے بنیاد الزام کیوں لگائے گی؟ یقیناً آپ نے اپنی لمٹس کراس کرنے کی کوشش کی ہے، مجھے آپ سے زیادہ فیصل پر غصہ ہے کہ آخر آپ جیسے تم جیسے گھٹیا انسان کو فیملی فنکشن میں کیا سوچ کر انوائٹ کیا؟"

"مسٹر ارحم! آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔" وہ دونوں سڑک کے کنارے کھڑے بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔

"حد سے میں نہیں تم نے بڑھنے کی کوشش کی ہے مگر یاد رکھنا کہ آئندہ تم نے میری سسٹر کو تنگ کرنے کی بھول کر بھی کوشش کی تو انجام بہت برا ہوگا، حوالات کی سیر نہ کروادی تو میرا نام بھی ایس پی ارحم الحسن نہیں۔"

"ہاہاہاہا! ایس پی ارحم الحسن! تم مجھے کیا سڑک چھاپ کوئی فقیر سمجھتے ہو جو یوں دھمکیاں دے رہے ہو؟ اس عہدے تک پہنچنے میں تمہیں کتنے ہی برس لگے ہوں گے اور میں چاہوں تو کھڑے کھڑے تمہاری وردی اتروادوں، تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میری پہنچ کہاں تک ہے۔ اس لئے مجھ پر اپنے عہدے کا رعب نہ ہی ڈالو تو اچھا ہے۔" ماہ کنعان نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے ہوئے نہایت طیش سے کہا تھا۔

"مجھے اپنے عہدے کا رعب ڈالنے کا ذرا بھی اشتیاق نہیں ہے اور نہ ہی ایسا میں کر رہا ہوں مگر اب تم نے میری بہن ...!"

"مسٹر ارحم الحسن! میں نے آپ کی سسٹر کے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا ہے، ہاں میں نے اس کا بازو پکڑا تھا' لیکن کسی غلط ارادے سے نہیں، فیصل کی شادی والی نائٹ جو کچھ ہوا اس کی سوری کرنے کیلئے۔ بٹ وہ جو بولنا شروع ہوئیں تو مجھے انہیں چپ کروانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو اس لئے ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا نہ کہ اس لئے کہ وہ چیخ کر کسی کو مدد کیلئے نہ پکار سکیں، کیونکہ نہ میری نیت خراب تھی نہ ہی میرے کردار میں جھول ہے۔ ہاں جو میں نے کیا وہ نہیں کرنا چاہئے تھا، بٹ وہ سب خود بخود ہو گیا، اس کیلئے میں آپ سے اور آپ کی سسٹر سے ایکسکیوز کرنے کو تیار ہوں۔ سزا دینا چاہیں تو موسٹ ویلکم۔"

"ایکسکیوز کرنا بہت آسان ہے مسٹر! مگر وہ سب جو تم نے حنین کے ساتھ کیا اگر وہی سب کوئی تمہاری بہن کے ساتھ کرتا؟"

"جان لے لیتا اس کی۔" کنعان نے اس کا گریبان تھام لیا تھا۔

"غلطی مجھ سے سرزد ہوئی ہے، اس لئے آج تم زندہ بچ گئے ہو، مگر یہ یاد رکھنا کہ آئندہ کبھی بھولے سے بھی میری بہن کے بارے میں اس طرح سے کہنے سے پہلے ذرا سوچ لینا۔" جھٹکے سے اس کا گریبان آزاد کیا تھا۔

"واہ... مسٹر ماہ کنعان! آپ کی بہن کی عزت، عزت ہے اور دوسروں کی بہن بیٹیوں کی عزت آپ کیلئے کوئی معنی نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

رکھتی؟"

"معنی رکھتی ہے ارحم! معنی رکھتی ہے۔ جبھی تم اتنا اکڑ کر مجھ سے بات کر رہے ہو، مگر نادانی میں یا انجانے میں جو غلطی تمہاری بہن کر بیٹھی تھی، میں اگر اتنا کیریکٹرلیس ہوتا تو تم سب اس کی سزا بھگتتے۔" وہ چیخ کر رہ گیا تھا، دونوں ہی اشتعال کی آخری حدوں کو چھو رہے تھے۔

"میں ہی تھا وہ جس نے حنین کو بڑی احتیاط سے جینٹس واش روم سے باہر نکالا تھا اگر میں ایسا نہ کرتا...!"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

" کیوں تمہیں تمہاری بہن نے اتنا سب کچھ بتا دیا، مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ جینٹس واش روم میں انٹر ہو گئی تھی؟" اس کے بولنے پر اسے خیال آیا تھا کہ حنین نے یہی کہا تھا کہ وہ جب واش روم میں انٹر ہوئی تو کنعان وہاں پہلے سے موجود تھا، مگر وہ اس وقت یہ بات بالکل نہیں سمجھا تھا اور وہ غصے میں اسے ساری تفصیل بتانے لگا تھا جبکہ وہ اس کا انتظار کرتے کرتے ہی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند کر بیٹھی تھی کہ اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور وہ دونوں اتنی رات کو بیچ سڑک پر سوالاً جواباً کھیل رہے تھے۔

☆☆☆

ماہ کنعان واش بیسن کے آگے کھڑا کوٹ پر پانی ڈالتے ہوئے کولڈ ڈرنک کا نشان دھونے کی کوشش کر رہا تھا کہ جھٹکے سے ڈور کھل کر بند ہونے کی آواز پر چونکا تھا اور نگاہ اٹھاتے ہی اسے دیکھا تھا تو متحیر رہ گیا تھا جبکہ حنین کی جیسے ہی اس پر نگاہ پڑی تھی وہ لمحہ بھر کو خوفزدہ ہو گئی تھی، چیخنا چاہتی تھی کہ وہ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گیا تھا؟ جسے اس نے فوراً ہٹایا تھا اور ڈور کھولنے لگی تھی؟ مگر ماہ کنعان اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ گیا تھا؟ وہ کچھ کہتی کہ اس کے منہ پر ہاتھ سختی سے جما دیا تھا اور وہ اس کی گرفت میں مچلنے لگی تھی۔

"پلیز... ڈرو نہیں؟ میں نہ کچھ کہہ رہا ہوں اور نہ ہی کچھ بھی کروں گا؟ میں تمہارے منہ سے ہاتھ ہٹا لوں گا؟ مگر تم کچھ بھی نہیں کہو گی اور وہی کرو گی جو کرنے کو میں کہوں گا اور اگر میرے ہاتھ ہٹانے کے بعد کچھ کہنے کی یا پھر چیخنے کی کوشش کی تو میں ہاتھ دوبارہ رکھ لوں گا اور پھر ہٹاؤں گا بھی نہیں۔" ماہ کنعان نے لرزتی ہوئی حنین کو بغور دیکھا تھا۔ اے لائن فراک اور ٹراؤزر میں پھیلے ہوئے میک اپ اور تمتماتے سراپے کے ساتھ وہ اس کے بے حد نزدیک تھی۔ اتنی کہ وہ اس کی سانسوں اور دل کی دھڑکن سن سکتا تھا۔ اس کے لرزتے وجود کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر سکتا تھا، مگر اس نے اس کے منہ پر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے فاصلہ قائم کیا تھا مگر کلائی اب بھی تھامی ہوئی تھی۔

"میں ڈور کھول کر باہر دیکھتا ہوں، آس پاس کوئی نہیں ہوا تو تمہیں اشارہ کروں گا اور تم باہر نکل جانا، کیونکہ اس طرح تمہیں

Downloaded from https://paksociety.com

یہاں سے کسی نے نکلتے دیکھ لیا تو بہت برا ہوگا۔اسپیشلی تمہارے حق میں۔اس لئے آنسو صاف کرو، باہر کسی کو بھی شک نہیں ہونا چاہئے۔کیونکہ تم غلطی سے جینٹس واش روم میں آگئی ہو۔یہاں میری موجودگی تم پر کئی سوال اٹھا سکتی ہے، میں اپنی بات نہیں کروں گا کیونکہ مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا اب آنسو پونچھو۔"اس کو لرزتے دیکھ کر ماہ کنعان نے خود ہی آنسو صاف کیئے تھے اور دروازہ کھولا تھا۔باہر کا جائزہ لیا تھا اور بہت احتیاط کے ساتھ اسے وہاں سے نکال دیا تھا۔

"مسٹر ارحم! میں اتنا ہی برا ہوتا تو ضرور برائی ثابت کرتا، کیونکہ وہ اس وقت میرے رحم و کرم پر تھی، بٹ میں نے ایسا نہیں کیا تو اس سے میری شرافت ثابت نہیں ہو جاتی، میں نے جو کیا وہی مناسب لگا تھا اور آپ بے شک اپنی سسٹر سے پوچھ سکتے ہیں کہ میں نے اپنی لمٹس کراس نہیں کی تھیں، ہاں ہال کے مدھم اندھیرے میں جو ہوا میں خود بھی اس کیلئے شرمندہ ہوں، میں نے دنیا کے تقریباً سب ہی ممالک میں دو، دو، چار چار دن اسٹے کیا ہے، بہت سی عورتیں میری لائف میں آئی ہیں مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا، آج کیسے ہوا، میں خود سمجھ نہیں پا رہا اور شرمندگی...!"

"ماہ کنعان! آپ شرمندہ ہیں یہی بہت ہے اور میں آپ سے اپنے برے رویے کیلئے ایکسکیوز نہیں کروں گا کیونکہ میں خود کو حق بجانب سمجھتا ہوں، میری جگہ آپ بھی ہوتے تو یقیناً اسی طرح مجھ سے پیش آتے، بٹ اینی ویز گزری باتیں جانے دیتے ہیں آئیے! میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔"

"نہیں، اٹس او کے، میں چلا جاؤں گا، آپ بھی جائیے۔"اس کے بہت بولنے پر بھی وہ راضی نہ ہوا تھا اور وہ ہاتھ ملاتا گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

☆☆☆

"فیصل! یہ بندیا کس کی ہے اور آپ کے پاس کیا کر رہی ہے؟"

"تمہاری ہی ہوگی، میں کون سا جیولری یوز کرتا ہوں۔"وہ مصروف سے انداز میں بولا تھا۔

"میری نہیں ہے یہ فیصل!"وہ رو دینے کو تھی۔

"مجھے کیا پتہ کہ کس کی ہے۔تم مجھے پلیز اس وقت ڈسٹرب نہ کرو، مجھے یہ فائل اسٹڈی کرنی ہے۔"وہ ضروری فائل اسٹڈی کر رہا تھا، ڈسٹرب ہونے لگا تو جھنجھلا گیا تھا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ یہ کس کی ہے؟ یہ آپ کے کپڑوں میں سے ہی گری ہے، اس لئے آپ جھوٹ بھی نہیں بول سکتے۔"

آج ان لوگوں کی چوتھی کی رسم تھی اور وہ سب "کاشانہ عالم" میں انوائیٹڈ تھے، کیونکہ یہ رسم نوید عالم اور راشدہ نے زرمین کی تو کرنی ہی تھی، اس لئے انہوں نے سمیرا کی بھی اپنے گھر ہی میں کرنے کا سوچا اور ان کی محبت دیکھتے ہوئے سمیرا کے فادر بھی

Downloaded from https://paksociety.com

اس کیلئے راضی ہو گئے۔ سحرش، فیصل کے دھلے ہوئے کپڑے دے کر گئی تھی، وہ وہی رکھ رہی تھی کہ اس کے قدموں میں کوئی چیز آ گری اور اٹھا کر دیکھنے پر وہ ازحد متحیر رہ گئی۔ فیصل آفس کے کام میں مصروف تھا، اس لئے اس کے لہجے میں موجود شک اور تشویش محسوس ہی نہ کر سکا اور وہ اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔

"میں جھوٹ کیوں بولوں گا سمیرا! تم کیسی فضول باتیں کر رہی ہو۔" وہ قدرے جھلا کر رہ گیا تھا۔

"میں فضول باتیں کر رہی ہوں، ہاں، میری باتیں تو اب آپ کو فضول ہی لگیں گی کوئی نئی جو مل گئی ہے، مگر میں نے یہ خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ آپ مجھ سے بے وفائی کریں گے۔" وہ بری طرح شک کی لپیٹ میں تھی۔

"سمیرا! کیا ہو گیا ہے یار! کیسی باتیں کر رہی ہو اور رونے کیوں بیٹھ گئیں؟" وہ فائل میز پر ڈالتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آپ نے مجھ سے بے وفائی کی ہے، میرا حق کسی اور کو دے دیا ہے اور میں روؤں بھی نہیں، میں اس کیلئے آپ کو معاف نہیں کروں گی، مجھے سچ سچ بتائیں کہ وہ لڑکی کون ہے جس کی بندیا آپ کے کپڑوں سے ملی ہے؟ ورنہ میں ابھی پھپھو سے جا کر کہتی ہوں۔"

"مما کو درمیان میں کیوں لا رہی ہو، اتنی سی بات کا بتنگڑ بنانے کا مقصد؟"

"اتنی سی بات... یہ اتنی سے بات ہے آپ کے نزدیک؟ وہ لڑکی نجانے آپ کے کتنے نزدیک آئی ہو گی کہ اس کی بندیا آپ کے پاس رہ گئی، کبھی میری چیزیں تو سنبھال کر نہیں رکھیں اور اس کی بندیا کو اتنا سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔"

"شٹ اپ سمیرا! نجانے کیا بکواس کئے جا رہی ہو۔" اس کا تیز لہجہ اسے سہما کر چپ کروا گیا تھا مگر وہ جیسے ہی وہ بہت غصے میں کمرے سے نکلنے لگی تھی وہ اس کا ہاتھ تھام کر ڈور لاک کر گیا تھا۔

"کہاں جا رہی تھیں؟" ابرو چڑھاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میں اب آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی میں ڈیڈی کے پاس جا رہی ہوں۔"

"پلیز سمیرا! چپ کر جاؤ، کیوں فضول میں بات بڑھا رہی ہو، یار یہ حنین کی بندیا ہے جو مجھے ہماری مہندی والی رات ملی تھی، دینا یاد نہیں رہا اور تم نجانے کیا کچھ سمجھ رہی ہو۔" اس نے کنعان کو ملی تھی کہنا غیر مناسب سمجھتے ہوئے اپنا نام لیا تھا۔

"حنین کی بندیا کو آپ نے اتنا سنبھال کر رکھا ہوا ہے، کیوں؟"

"کہا نا دینا بھول گیا تھا۔" اس کا غصہ عود کر آنے لگا۔

"جھوٹ بول رہے ہیں آپ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے اس نے بندیا لگائی ہی نہیں تھی سچ سچ بتائیں کہ یہ کس کی...!"

"لاحول ولا قوۃ سمیرا! یقین کرنا ہے تو کر لو نہیں تو تمہاری مرضی۔" وہ اس کی تکرار سے چیخ کر رہ گیا تھا اور وہ روتے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

"سمیرا! اس کمرے کی بات اس کمرے سے نکلی تو اچھا نہیں ہوگا۔"

"کیا کریں گے اس بندیا والی کو گھر لے آئیں گے؟ ایسا بھی ہے ناں تو میں جا رہی ہوں، پھر چاہے جس کو لائیں، میری بلا سے۔" وہ اس کے روکنے پر بھی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی تبھی وہ بھی اس کے پیچھے ہی لپکا۔

"بات سمجھ کیوں نہیں رہی ہو میں کیوں تم سے جھوٹ بولوں گا؟"

"مجھے کیا پتہ کوئی تو بات ہے جس کو آپ چھپانا۔۔۔!" زرمین کو دیکھ کر اس نے سمیرا کا بازو چھوڑ دیا تھا اور وہ بھی چپ کر گئی تھی۔

"کمرے میں چلو وہیں بات کریں گے۔" اس نے بہت دھیمے لہجے میں کہا تھا۔

"میں نہیں جاؤں گی، جب تک آپ مجھے بتا نہیں دیں گے کہ وہ بندیا کس کی ہے؟"

"سمیرا! کوئی بات ہوگئی ہے تو اس طرح یہاں کھڑے ہو کر اس کو ختم کرنے کا مقصد؟ تم اپنے کمرے میں جا کر بات کرلو۔" اس کے تیز لہجے میں کہنے پر اس نے مداخلت کی تھی۔

"آپ نہیں جانتیں بھابی! کہ فیصل نے میرے ساتھ کیا کیا ہے ان کے کپڑوں میں سے کسی کی بندیا ملی ہے اگر آپ کو فضیل بھیا کے کپڑوں میں سے ایسی کوئی چیز ملتی تو آپ کیا کرتیں؟ ان کی جھوٹی باتوں پر یقین کر کے بیٹھ جاتیں؟" سمیرا روتے ہوئے بولی تھی اور فیصل کا ازلی غصہ عود کر آیا تھا۔

"تم اب میرے کمرے میں بھول کر بھی قدم مت رکھنا، ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"فیصل! آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں، سمیرا کو سمجھانے کے بجائے۔"

"بھابی! میں سمیرا سے کہہ چکا ہوں کہ بندیا مجھے مہندی کی شب ملی تھی تو اسے میری بات کا یقین کرنا چاہئے اگر یقین نہیں آ رہا تو کمرے میں رہ کر ہی مجھ سے یقین مانگتی، یوں میری ذات کی تشہیر کرنے کو نہ نکل پڑتی۔"

وہ غصے سے اسے گھورتا کمرے میں چلا گیا تھا اور زرمین کے پوچھنے پر وہ اسے ساری بات بتانے لگی تھی۔

"حنین نے بندیا لگائی تھی جو کہیں گر گئی تھی، اس لئے فیصل جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہی ہوگا ممکن ہے وہ بندیا حنین کی ہی ہو، بالفرض وہ حنین کی نہیں ہے تب بھی تمہیں فیصل کی بات پر یقین کرنا چاہئے تھا، وہ تمہارا شوہر ہے، اس کی عزت کرنا تمہارا فرض ہے، جو بات کمرے میں ہی ختم ہوسکتی تھی وہ بات تم نے گھر کی چار دیواری تک پھیلا دی۔"

"میں کیا کرتی بھابی! وہ بندیا دیکھ کر مجھے عجیب سے خیالات آنے لگے اور فیصل نے بھی تو کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا، مجھے لگا کہ وہ مجھ سے کچھ چھپانا چاہتے ہیں۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"سمیرا! ہر وقت ایموشنل نہیں ہونا چاہئے، انسان کو دماغ کا بھی استعمال کرنا چاہئے، تمہیں بالفرض کوئی چیز مل بھی گئی تھی تو تم فیصل سے سکون سے بیٹھ کر پوچھ لیتیں، ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں تھی اور تمہاری زیادہ غلطی یہ ہے کہ تم نے فیصل کی بات پر یقین نہیں کیا، وہ تمہارا شوہر ہے اس پر اعتبار کرنا تمہارے رشتے کی اولین ضرورت ہے، تمہیں کمرے سے نہیں نکلنا چاہئے تھا، اب سوچو، میری جگہ مما یا ڈیڈی میں سے کوئی تم دونوں کی باتیں سن لیتا تو فیصل کا امیج خراب ہوتا یا نہیں؟" وہ شرمندہ سی ہوگئی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہوگئی بھابی! مگر اس خیال نے ہی میری جان لے لی تھی کہ فیصل کسی لڑکی میں انوالو ہیں۔" آنسو رگڑتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی تھی۔

"اچھا اب تو جو ہوا ہو گیا، مگر آئندہ خیال رکھنا۔ میاں بیوی کی آپسی چپقلش اور معمولی جھگڑوں کی کسی کو بھی بھنک نہیں پڑنی چاہئے اس کیلئے بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔"

"مجھے نہیں سمجھ آتیں یہ باتیں شادی کیا ہوئی ہے ہر وقت انسٹرکشنز ہی ملتی رہتی ہیں، شوہر کو یہ نہ کہو، وہ نہ کہو، اس کی خوشی کا خیال رکھو، تو کیا میری خوشی معنی نہیں رکھتی؟ پھپھو کہتی ہیں کہ میں فیصل کی مرضی اور خوشی کا خیال رکھا کروں، میں رکھتی تو ہوں، مگر وہ پھر بھی کسی نہ کسی بات پر غصے میں آجاتے ہیں، مجھ سے زیادہ توجہ تو آفس کی فائلز کو ہی دے لیتے ہیں، کبھی جلدی سو جاتے ہیں اور نیند نہیں آرہی ہوتی تو چاہتے ہیں کہ میں بھی جاگتی رہوں، مجھے نیند آرہی ہوتی ہے تو غصہ کرتے ہیں کہ مجھے ان کا خیال نہیں ہے، ہماری شادی کو ابھی ہفتہ ہی ہوا ہے اور سب چاہتے ہیں کہ میں ایک دم سے ہی فیصل کی پسند کے سانچے میں ڈھل جاؤں، میں کوشش کر رہی ہوں، مگر میری برائیاں اور اچھائیاں ایک دم سے تو ختم نہیں ہو جائیں گی اور مجھے یہ سب باتیں سمجھ بھی نہیں آتیں اچھی بھلی ڈیڈی کے ساتھ رہتی تھی لے کے فضول میں شادی کر دی، ڈیڈی کی مجھے کتنی یاد آتی ہے۔" زرمین اسے خاموشی سے سن رہی تھی، اس کے حسین چہرے پر غصہ و جھنجھلاہٹ سی تھی، وہ اسے بالکل جنین کی طرح لگتی تھی، بھولی بھالی، سادہ سی، شرارتیں کرنے والی، وہ ابھی کم عمر تھی، سارے رشتے اور اس کی نزاکتیں دھیرے دھیرے ہی اسے سمجھ آنی تھیں۔

"ہم اس موضوع پر کبھی فرصت میں بات کریں گے، ابھی ہمیں جانے کی تیاری بھی تو کرنی ہے۔ تم جا کر تیار ہو جاؤ، شازمین کا فون آیا تھا کہ ہم لوگ جلدی آجائیں، تاکہ کچھ دیر مل بیٹھیں گے تو گپ شپ ہی ہو جائے گی۔"

"آپ نے کپڑے سلیکٹ کر لئے؟"

"ہاں آج کیلئے امی نے خود ہی ڈریس سلیکٹ کر کے دیا تھا تم کیا پہن رہی ہو؟"

"وہ سوری بھابی! میں آپ کو بتانا بھول گئی، ایک گھنٹہ پہلے ڈیڈی کا فون آیا تھا، وہ ہم دونوں کے شام میں پہننے کے کپڑے لے

Downloaded from https://paksociety.com

کر لنچ ٹائم تک آئیں گے۔"

"اچھا، یہ بات ہے تو میں وہی کپڑے پہن لوں گی، جو انکل لائیں گے، فیصل کسی کام سے باہر جا رہے ہیں، وہ مجھے امی کے ہاں چھوڑ دیں گے، تم میرے کپڑے لے آنا اور پلیز! جلدی آ جانا۔" اس کا گال نرمی سے تھپتھپایا تھا۔

"ٹھیک ہے، میں فیصل سے کہتی ہوں، وہ راضی ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلی چلوں گی اور کپڑے ہم جاتے ہوئے ڈیڈی سے لے لیں گے، میں فیصل سے پوچھ کر آتی ہوں۔" وہ جلدی سے آگے بڑھی تھی کہ رک گئی۔

"بھابی! فیصل نے مجھے کمرے میں آنے سے منع کیا ہے، وہ بہت غصہ...!"

"تم جاؤ، وہ کچھ نہیں کہیں گے اور اگر غصہ کریں تو پیار سے منا لینا۔"

"اتنا آسان نہیں ہے ان کو منانا، میں تو بچپن سے ہی ان کے غصے سے ڈرتی ہوں اور اتنے دن سے میں نے پوری کوشش کی کہ وہ غصے میں نہ آئیں اور حیرت انگیز طور پر ان کا موڈ رہا بھی بہت اچھا، مگر اب نجانے میرے ساتھ کیسا سلوک کریں گے؟" وہ ڈر اور وسوسوں کا شکار تھی۔

"پہلے کی بات اور تھی سیمرا! مگر اب تم ان کی بیوی ہو، وہ تمہیں ڈانٹ کر کمرے سے نہیں نکالیں گے۔" وہ اس کا گال تھپتھپا کر وہاں سے ہٹ گئی اور وہ ڈرتے ڈرتے کمرے تک چلی آئی، دروازہ ناک کیا، اور تھوڑی ہی دیر میں کھل بھی گیا۔

"فیصل...!" اسے واپس فائل میں مصروف ہوتے دیکھ کر پکارا۔

"پلیز! ڈونٹ ڈسٹرب می، جو بات کرنی ہو وہ میرے کام سے فارغ ہونے کے بعد کر لینا، سوایکسکیوز۔" صفحہ پلٹتے ہوئے مصروف انداز میں سنجیدگی سے کہا۔

"فیصل! آئی ایم سو...!" نزدیک آتے ہوئے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چیئر سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا، آنسو اس کی آنکھوں میں جمع ہونے لگے، اس نے زرمین کو جانے کیلئے کہہ دیا، یہ سوچ کر جب فیصل تھوڑی دیر بعد آئے گا تو وہ اس کے ساتھ چلی جائے گی، مگر شام کے 6 بج گئے اور وہ نہیں آیا اس نے فیصل کے ہاتھ وہ سارے ڈبے زرمین کو بھیج دیئے جو اس کے ڈیڈی زرمین کیلئے لائے تھے، وہ مہوش کے کہنے پر بے دلی سے تیار ہونے لگی، کیونکہ وہ سیل فون ساتھ نہیں لے گیا تھا۔ اس لئے وہ کانٹیکٹ بھی نہیں کر سکتی تھی اور اس نے زرمین کی بات مانتے ہوئے مہوش سے گزری باتوں کا بالکل بھی ذکر نہیں کیا تھا، مگر وہ اس کیلئے بہت پریشان ہو رہی تھی۔

☆☆☆

"زرمین آپی! کتنی خوبصورت ساڑھی ہے۔ آپ پر تو اور بھی جچے گی۔" حنین نے جھلمل کرتی ساڑھی کو ہاتھ میں لیتے ہوئے

Downloaded from https://paksociety.com

ستائش بھرے لہجے میں کہا۔

"فضیل بھیا! یہ آپ نے خود پسند کی ہے؟" فضیل سے براہ راست پوچھا۔

"یہ ماموں جان کی پسند ہے۔" اس نے مسکرا کر بتایا۔

"ہے بہت زبردست، ہر چیز بہت خوبصورت ہے، جب یہ سب آپی پہن کر آپ کے سامنے آئیں گی تو آپ پلکیں تک جھپکنا بھول جائیں گے۔" وہ شرارت سے بولی اور وہ دھیمے سے مسکرا دیا، کیونکہ شاز مین اور مائدہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"آپی! امی کہہ رہی ہیں آپ تیار ہو جائیں کیونکہ آپ کے سسرال والے آنے ہی والے ہوں گے۔" شاز مین نے کچھ دیر بعد خیال آنے پر کہا، کیونکہ وہ اس کے کمرے میں یہی پیغام لے کر ہی تو آئی تھی۔

"مائدہ! تم کس کے ساتھ آئی ہو؟" زرمین نے اس سے پوچھا تھا۔

"ارحم بھیا چھوڑ گئے ہیں۔" وہ کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی جبکہ فریدہ صبح سے آئی ہوئی تھیں۔

"ارحم بھیا اندر کیوں نہیں آئے؟" حنین کو فکر ہوئی۔

"بھیا کو پولیس اسٹیشن جانا تھا، وہ رات تک آ جائیں گے۔" اس نے حنین کو تسلی دی تھی۔

"میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے۔" فضیل جانے کیلئے اٹھ گیا تھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں، کوئی کام وام نہیں ہے، زیادہ بہانے مت کریں صبح بھی آپی کو چھوڑ گئے تھے اور پھر جا رہے ہیں، کیا ہم اتنے ہی برے ہیں؟ آپ ہمارے ساتھ کچھ وقت نہیں گزار سکتے؟" حنین کے انداز میں خفگی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے، میں واقعی کسی کام سے جا رہا تھا، مگر تم نہیں چاہتیں تو ٹھیک ہے، نہیں جا رہا۔ اپنی چھوٹی بہن کو ناراض تو نہیں کر کے جا سکتا، آپ تو ویسے بھی ہماری بیوی کی لاڈلی بہن ہیں، آپ کو ناراض کر کے اپنی شامت تھوڑی بلوانی ہے۔" شرارت و شوخی سے کہا گیا تھا، زرمین نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی، وہ اتنا ہی اچھا اور کیئرنگ تھا، دوسروں کو خوش رکھنے کیلئے اپنی خوشی تیاگ دینے والوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

"زرمین آپی! کیا فضیل بھیا کو نظر لگانے کا ارادہ ہے؟" حنین کے جملے پر وہ بری طرح گڑبڑا کر نگاہ ہٹا گئی تو اس کے چہرے پر دوڑتی خفت فضیل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔

"ارے زرمین! تم اب تک یوں ہی بیٹھی ہو، تیار ہو بیٹا! ساڑھے 6 ہو رہے ہیں، مہوش لوگ کبھی بھی آ جائیں گے۔" فریدہ نے مخصوص اسٹائل میں انٹری تھی۔

"اور تم تینوں کو تیار نہیں ہونا جو یہاں بیٹھی باتیں بنا رہی ہو؟"

Downloaded from https://paksociety.com

"میرا تو ابھی ارادہ نہیں ہے پھپھو! میں نے زبردستی فضیل بھیا کو جانے سے روکا ہے، اب میں انہیں کمپنی نہیں دوں گی تو یہ ناراض ہوں گے۔"

"اچھا جیسے تمہاری مرضی، مگر بعد میں یہ مت کہنا کہ میں تیار نہیں ہوئی اور سب آ بھی گئے۔" فریدہ کے کہنے پر بھی اس کا اٹھنے کا ارادہ نہیں ہوا تھا۔

"تمہیں تیار ہونے کیلئے کسی کی ہیلپ چاہیے یا یہ دونوں چلی جائیں؟"

"میک اپ تو ہلکا پھلکا میں خود ہی کرلوں گی، اصل مسئلہ تو ساڑھی کا ہے، میں اس کو کیسے سنبھالوں گی؟" زرمین کے چہرے پر پریشانی سمٹنے لگی۔

"زرمین! چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان نہ ہوا کرو بیٹا! میں ساڑھی باندھنے میں تمہاری ہیلپ کردوں گی اور تم اسے سنبھال لو گی، اتنا بھی مشکل نہیں ہے، تم ایسا کرو، بلاؤز پہن کر آ جاؤ تو میک اپ میں تمہاری مائدہ ہیلپ کردے گی اور پھر میں ساڑھی سیٹ کردوں گی۔"

"نہیں، میں خود کرلوں گی، تم جا کر تیار ہو جاؤ اور پھپھو ساڑھی سیٹ کرنا ہو گی تب میں آپ کو بلالوں گی۔" وہ تینوں باہر نکل گئی تھیں، فضیل اور حنین ایک دوسرے کو اسٹوڈنٹ لائف کے قصے سنا رہے تھے، زرمین منہ دھونے چلی گئی اور واپس آ کر میک اپ کرنے لگی، اتنے دنوں میں یہ فرسٹ ٹائم ہی تھا کہ وہ اس کی موجودگی میں تیار ہو رہی تھی، وگرنہ وہ تو کمرے سے ہی چلا جایا کرتا تھا تاکہ وہ نروس نہ ہو اور وہ اس وقت کچھ سکون سے ہی تھی ۔ کیونکہ فضیل کی طرف سے اسے اب تک پریشانی نہ ہوئی تھی اور اس وقت تو حنین بھی موجود تھی، آدھے گھنٹے میں اس نے چہرے کے ساتھ بال بھی بنا لئے تھے، لانبے بالوں کی چوٹی بنائی تھی اور میک اپ بھی کافی لائٹ سا کیا تھا۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

☆☆☆

☆نم☆

تحریر: ثناء عارف

بارش کی بوندیں گرتو باہر زمین پر رہی تھیں مگر اسے تو آج بھی اپنے دل پر گرتی محسوس ہورہیں تھیں۔۔

ان بوندوں میں اتنا اثر تھا کہ اس کی آنکھ نم ہونے لگی تھی۔۔۔

عفاف۔۔۔حنین کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

بہت رات ہورہی ہے۔۔۔سو جاؤ۔۔۔۔ کتنے آرام سے کہہ کر وہ دوسری طرف کروٹ لے کر سو گیا۔۔

اور وہ اس کی پشت کو کتنی دیر تک دیکھتی رہی۔۔۔ کتنے اچھے ہیں آپ حنین۔۔۔وہ دل ہی دل میں مخاطب ہو کر اب واپس پلٹ کر کھڑکی سے باہر برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ جو سب کچھ بھگو رہی تھی۔۔

اور اسے اس کا ماضی یاد دلا رہی تھی۔۔۔۔۔

ماضی جو کسی کا اچھا ہوتا ہے تو کسی کا برا۔۔۔ ماضی ایک ایسی کڑی کی طرح ہوتا ہے جس کے آگے سے ہی ہمارے حال اور مستقبل کی کڑیاں جڑتی ہیں۔۔۔

وہ اب بستر پر لیٹ گئی تھی مگر یہ بارش اور اس کی آواز اب بھی اس کے سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی اسے اس کا ماضی یاد کرا رہی تھی۔۔۔

یہ بارش بہت کچھ لائی ہے۔

کسی کی یاد لائی ہے،

کسی کی دعائیں لائی ہے،

تمہیں دیکھنے کی امنگ،

یہ اپنے ساتھ لائی ہے۔۔۔

اسے اپنے پیچھے کسی کے گنگنانے کی آواز آئی۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

اوہ۔۔ہو۔۔۔کس کی یاد لائی ہے؟ عامر صاحب؟

جانِ عامر کی۔۔۔اس نے اس کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔۔۔

کیوں یاد تو اس کی آتی ہے نہ جو ہمارے ساتھ نہیں ہوتا، ہم سے دور ہوتا ہے، جبکہ آپکی جان تو آپ کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔۔

غلط بلکل غلط۔۔۔ساتھ نہیں ہوتی بلکہ پاس ہوتی ہے۔۔اور میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ رہے۔

۔وہ ایک لمبا سانس خارج کرتے ہوئے بولا۔۔

تو اب آپ کیا اسے ہر جگہ اپنے ساتھ ہی رکھیں گے؟

اور نہیں تو کیا۔۔جب وہ جانِ عامر ہے تو پھر ہر وقت، ہر پل رہنا بھی ہمارے ساتھ چاہیئے۔۔۔

عفاف۔۔۔عفاف۔۔۔تم۔۔وہ۔۔یہ عامر بھائی آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔چلیں یہاں سے جائیں۔۔۔

اوہ ہو۔محترمہ۔زیادہ بولو مت میں یہاں اس سے کچھ بہت ضروری بات کرنے آیا ہوں۔۔۔۔میں۔

۔۔وہ اس سے پہلے کہ اپنا جملہ پورا کرتا امشاء

نے اپنے ہاتھ میں پکڑے جگ میں موجود سارہ پانی اس کے اُپر انڈیل دیا۔۔۔

امشاء کی بچی اپنی ہونے والی بیوی کے پاس کچھ بات کرنے آیا تھا میں۔۔۔

خیر تم سے تو بعد میں نپٹونگا۔۔۔وہ سر سری سے باہر کی طرف بھاگا۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لئیق اور عفان دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے لئیق بڑے جبکہ عفان ان کے چھوٹے بھائی تھے۔

لئیق اور عفان کی شادی ان کے چچازاد سے ہوئی تھی لئیق کی دائمہ سے اور عفان کی دائمہ کی چھوٹی بہن صائمہ سے۔۔

لئیق اور عفان کی ایک ہی بہن تھی ان دونوں کی لاڈلی بہن۔۔۔جس کی شادی دائمہ اور صائمہ کے بڑے

Downloaded from https://paksociety.com

بھاء سے ہوئی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

تم کیوں ایسے بیٹھی ہو۔؟

عامر کے جانے کے بعد امشائی

اس سے مخاطب ہوئی۔۔

کیا مطلب اور کیسے بیٹھتے ہیں؟

مطلب یہ کہ کیا دیکھ رہی ہو باہر۔۔وہ سر کھجاتے ہوئے بولی۔۔

بارش۔۔

تمہیں بہت پسند ہے نہ۔۔۔بارش۔

ہاں بہت پسند ہے۔۔

اور اب کی بار تو تم یہ آخری بار ہی اپنے کمرے سے بارش کو دیکھ رہی ہو۔۔

ہونہہ۔۔مطلب؟

مطلب یہ کہ اگر یہ بارش کل بھی ہوئی تو تم اسے دیکھنے اب اپنے کمرے میں تو ہرگز نہیں آؤ گی۔۔

کیوں نہیں آؤنگی۔۔دیکھنے؟

کیونکہ کل سے آپ اس گھر کے سب سے شاندار کمرے میں ہونگی۔۔تب آپ عفاف نہیں بلکہ

۔مسز عامر ہونگی۔۔اور تو اور عامر بھائی کے کمرے ہی سے ساری بارشیں دیکھیں گی۔۔۔

ہاں بلکل۔۔

امشائی پتہ نہیں کیوں پر مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

ہیں۔۔تمہیں عامر بھائی سے کب سے ڈر لگنے لگا۔۔۔

چچ۔چچ۔۔اُن سے نہیں۔۔

اُن سے؟ ہیں یہ "عامر" سے "اُن" کیسے بن گئے؟

Downloaded from https://paksociety.com

اس نے شرارت سے کہا۔۔تو وہ شرما کر رہ گئی۔۔۔

ہائے ابھی عامر بھائی ہوتے تو پھر سے ان کی شاعری شروع ہو جاتی۔۔

تم میری بات کو سیریس کیوں نہیں لے رہی ہو؟ مجھے سچ میں بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا عفاف۔۔تم بس ایسے ہی اتنی فکر کر رہی ہو۔۔۔

دیکھنا تم کل تو بس۔۔۔عامر بھائی کو۔۔

اور آجاو نیچے......تمھارا سب پوچھ رہے ہیں۔۔۔

وہ اس کے پیچھے پیچھے ہی چل دی تھی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات کو پولیس اسٹیشن سے فون آیا تو اس کی آنکھ کھلی۔۔

سر عامر۔۔

ہاں بولو۔۔

سر ہمیں ریٹ مارنی ہو گی۔۔

اس وقت؟

جی سر۔

اس گینگ کا پتہ چلا جو بچوں کے اغواء میں ملوث ہے۔۔

جی سر۔مخبر نے پکی خبر دی ہے۔

گریٹ۔۔تم لوگ تیاری کرو۔میں فوراً آتا ہوں۔۔۔

فون کو بیڈ پر پٹخ کر وہ فوراً چینج کرنے کے لئے اٹھا چینج کرنے کے بعد اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھا کر باہر پورچ میں آیا۔۔اس کی نظر لان میں بیٹھی عفاف پر پڑی۔۔

عفی۔۔وہ جب موڈ میں ہوتا تھا تو اسے ہمیشہ عفی کہہ کر پکارتا تھا۔۔

ہونہہ۔۔اس کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

ابھی تک سوئی نہیں۔؟؟

Downloaded from https://paksociety.com

نیند ہی نہیں آ رہی۔۔۔

کیوں۔۔؟

وقت ہی نہیں گزر رہا۔۔

آپ کہیں جا رہے ہیں؟

ہاں۔۔

کہاں؟

ریٹ مارنے۔۔

اس وقت۔۔

ہاں۔۔ جانا تو اسی وقت ہے مگر لگتا ہے۔۔ تم سے بات کرتے کرتے رات سے صبح، صبح سے دوپہر ہو جائے گی۔۔

تو جایئے نہ۔۔

وہ مسکراہٹ دبا کر اپنی پشت اسکی طرف کر کے بولی۔۔

سنو۔۔عفی۔۔

تم جان ہو میری۔ جانتی ہوں۔۔ زندگی ہو؟۔۔۔

یہ بھی جانتی ہوں۔۔

لو یو۔۔۔ جانتی ہوں۔۔۔

ارے یار۔۔۔ لگتا ہے مجھے کبھی بھی تم سے لو یو ٹو سننے کو نہیں ملے گا۔۔۔

بس کل نکاح ہونے تک کا ویٹ کر لیں۔۔۔ پھر سننے کو مل جائے گا۔۔۔۔

ویسے اب آپکو دیر نہیں ہو رہی۔؟ وہ اپنی نگاہیں اپنی ہتھلی پر جمائے بولی۔۔۔

کتنی خوبصورت مہندی لگ رہی ہے تمھارے ہاتھوں کی۔۔۔ وہ اس کے مہندی سے لدے ہاتھوں کو دیکھ کر بولا۔۔

عفی اگر میں اس ریٹ میں کسی حادثے کا شکار ہو جاؤں تو۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟

آپ۔۔۔آپ کو مجھے تکلیف دینے میں مزہ آتا ہے کیا؟اس کی آواز بھرائی

ارے تم رو کیوں رہی ہوں۔۔۔میں تو بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔تم تو جانِ عامر ہو۔۔۔۔۔

اور اب مجھے لگتا ہے سچ مچ اگر یہاں تھوڑی دیر اور رک کر تم سے باتیں کیں نہ میں نے۔۔تو سچ ہی میں صبح ہو جائے گی۔

تو آپ اب جائیے۔۔

ہاں چلتا ہوں۔۔جانِ عامر۔وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھا۔۔واچ مین نے مین ڈور کھولا اور وہ جھٹ سے گاڑی نکال کے جا چکا تھا۔۔

وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔۔۔

وہ اندر چلی آئی۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ہے۔۔۔لو۔۔۔کیا کر رہا ہے۔۔۔

وقت دیکھ میرے بھائی کیا کرتے ہیں اس وقت سارے پاکستان کے لوگ؟

سو رہا ہوں۔۔۔تو پھر اٹھ اور سن۔۔

تجھے ہی سن رہا ہوں۔۔۔فوراً پہنچ پولیس اسٹیشن۔۔

اس وقت کیا کرنے آؤں؟

ریٹ مارنے جانا ہے یار۔۔۔وہ اب پورا اٹھ کے بیٹھ گیا۔۔

تو پاگل ہو گیا ہے کیا؟

دوپہر میں تیری شادی ہے اور تو آدھی رات کو ریٹ مارنے نکلا ہے۔۔۔

ارے۔۔۔یار تو بس آجانہ۔۔۔جلدی۔۔

ابھی کہاں ہے تو؟

Downloaded from https://paksociety.com

گاڑی ڈرائیو کر رہا ہوں۔۔۔

اس گینگ کا پتہ چلا؟

ہاں خبری نے پکی خبر دی ہے۔۔۔

وہ پورا گینگ کسی ایجنسی کے ساتھ کام کرتا ہے۔۔۔

تو بس جلدی پہنچ باقی انفارمیشن تجھے وہیں دونگا۔۔۔

ہاں آتا ہوں۔۔

فون رکھ کر اس نے اپنے اوپر سے کمبل ہٹایا۔۔

کپڑے چینج کیئے۔۔اور باہر نکل آیا۔۔۔

کہاں جا رہے ہو؟

ممی بہت ضروری کام ہے فوراً نکلنا ہے مجھے۔۔۔

وہ رکے بغیر کہہ کر باہر نکل چکا تھا۔

گاڑی پولیس اسٹیشن کے سامنے رکی تھی۔

اسلام وعلیکم صاحب۔

وعلیکم اسلام۔

عامر پہنچ گیا؟ اس نے دروازے پر موجود حوالدار سے پوچھا۔

جی۔۔عامر صاحب اندر ہیں۔۔اس نے جواب دیا۔۔

اچھا وہ فوراً اندر داخل ہوا۔۔۔

عامر۔۔اس نے اندر آتے ہی اسے مخاطب کیا۔۔

ہاں آ گیا تو۔۔

کیا انفارمیشن ہے؟ اس گینگ کے بارے میں۔۔اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔

حنین۔وہ ان سب بچوں کو اغوا کر کے ان کے گردے نکال کر کسی باہر کی کمپنی کو اسمگل کرتے ہیں۔۔

مائی گاڈ۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

اور تو اور ایک نہیں دونوں گرد ے۔۔

کیا؟

ہاں۔۔

آج بھی وہ چار بچوں کو اغواء کر کے لے جا رہے ہیں۔۔۔

ہمارے خبری نے پکی خبر دی ہے۔۔وہ ان ہی کے ساتھ ہے؟

ہاں۔۔بس ایک چیز اچھی ہے کہ کسی کو بھی اس پر شک نہیں ہے۔۔ابھی تک۔۔

زبردست یار۔۔۔

بس ابھی وہ پورا گینگ انھیں لے کر نکل رہا ہے۔۔وہ جیسے ہی۔۔ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونگے ہمیں تب ہی ان پر حملہ کرنا ہے۔۔۔اور ساتھ ساتھ یہ خیال رکھنا ہے کہ ہر بچہ محفوظ رہے۔۔

عامر اب سب کو بتا رہا تھا۔۔

لیس سر۔۔۔یہ ہمارے پاس دو راستے ہیں۔۔وائٹ بورڈ پر نقشہ کھینچتے ہوئے اس نے سب کو ہدایت دینا شروع کی۔۔

وہ لوگ بچوں کو لے کر اس راستے سے آئینگے

تم حنین اس طرف سے تیار رہو گے۔۔۔میں دوسری طرف پولیس فورس کے ساتھ کھڑا رہونگا......جیسے ہی وہ اس طرف پہنچیں گے میں اپنی ٹیم کے ساتھ ان پر حملہ کرونگا۔۔

تم بس ان بچوں کو بچانا۔۔تمھارا ٹارگیٹ صرف اس وقت ان بچوں کو با حفاظت ان کے والدین تک پہنچانا ہے۔۔سمجھ گئے۔۔۔تم سب؟

ہاں تو بس اب بیٹھو سب گاڑی میں۔

ہمیں وہاں ان سے پہلے پہنچنا ہے۔۔۔اودیا درکھنا تم۔۔حنین بچوں کو لے کر وہاں سے نکل جانا۔۔۔فوراً۔۔

اور تو؟؟ وہ اب اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

مجھے ان سب کی گرفتاری چاہیے۔۔مجھے ان کے پورے گروہ کو پکڑنا ہے۔۔۔

تو میرے لئے مت رکنا۔۔۔بس ان بچوں کو لے کر فوراً وہاں سے نکلنا۔۔

تیری جان کو خطرہ ہوسکتا ہے۔۔وہ عامر کی طرف دیکھ کر بولا

خطرہ؟؟ ہونہہ کس چیز کا۔۔۔

اچھا موت کا۔۔۔وہ تو سب کو ہی آنی ہے۔۔

تو واپس گھر چلا جا میرے دوست میں سنبھال لونگا۔۔وہاں پر سب۔۔۔تو۔۔

حنین مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا اور تو یہ بات بہت اچھی طرح جانتا ہے۔۔وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔

۔ہاں جانتا ہوں۔۔اور تجھے گھر جانے کا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہاں ماموں، مامی کے علاوہ بھی کوئی ہے جو جانِ عامر ہے۔۔۔

اللہ ہے اس کے ساتھ۔۔اگر مجھے موت آ بھی گئی نہ تو بس پھر بھی کوئی شکوہ نہ ہوگا مجھے۔۔۔

میں نے رب سے اس کے لئے ہمیشہ بھلائی چاہی ہے۔۔اگر وہ میری قسمت میں نہیں ہوئی نہ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ میرے رب نے اسے مجھ سے زیادہ میں نے رب سے اس کے لئے ہمیشہ بھلائی چاہی ہے۔۔اگر وہ میری قسمت میں نہیں ہوئی نہ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ میرے رب نے اسے مجھ سے زیادہ کسی اچھے انسان کے لئے بنایا ہوگا۔۔

چل بھائی اب بہت ہوگیا تو اپنی ٹیم کے ساتھ نکل اور میں اپنی ٹیم کے ساتھ نکلتا ہوں۔۔وہ حنین سے بولا آج کچھ عجیب سا رویہ تھا اس کا۔

میرے رب اس کی حفاظت کرنا تو؟ وہ اب پولیس جیپ میں بیٹھا تھا حنین اسے مسلسل دیکھ رہا تھا عامر نے ہاتھ لہرا کر اسے اپنے پیچھے گاڑی رکھنے کا اشارہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

فضا میں زور زور سے فائر کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

عامر نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا۔سب۔۔کے سب اپنے ہتھیار پھینکو۔۔۔

اور چلاکی کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔ورنہ جان سے جاو گے۔۔۔

عامر۔۔یہاں آ۔۔۔حنین کی آواز پر وہ اس کی طرف آ گیا۔۔۔

مائی گاڈ۔۔۔یہ لوگ انسان ہیں۔یا نہیں۔۔۔وہ ان سب کو دیکھ رہا تھا۔چھوٹے چھوٹے بچے۔۔اسے پہلے ہی بہت پسند تھے۔۔۔۔اسے تو اور زیادہ طیش چڑھ چکا تھا۔۔......

تو ان سب کو لے کر جا۔۔فوراً۔ میں ان لوگوں کو سنبھالتا ہوں۔۔

وہ یہ کہہ کر پلٹا ہی تھا جب ایک زوردار سا جھٹکا عامر کو لگا تھا۔۔کوئی چیز جو اسے کے دل کو چیر رہی تھی۔۔

۔خون بلکل نلکے سے گرتے ہوئے پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔۔

مگر وہ اب بھی اپنے دونوں پاؤں پر کھڑا تھا۔۔۔

تب ہی حنین نے اپنی گن سے گروہ کے اس بندے کا نشانہ لگا کر فائر کیا جس نے عامر پر فائر کیا تھا۔۔

عامر وہ اس کی طرف بڑھا۔۔تجھے میں نے جو آڈر دیا ہے تو۔بس وہ پورا کر۔۔وہ اب تک ان کا مقابلہ کر رہا تھا۔سب کی گرفتاری ہو چکی تھی۔۔وہ اب زمین پر گر رہا تھا اسنے ایک فرض ادا کر دیا تھا۔۔۔

اپنے ملک کے سرمائے۔۔اپنے ملک کے مستقبل کو بچانے کا فرض۔۔۔

مگر۔۔۔اس فرض کو پورا کرنے کے لئے اس نے ایک وعدہ توڑ دیا تھا۔۔۔ایک دل توڑ دیا تھا۔۔

ایک بھروسہ توڑ دیا تھا۔مگر اب بھی وہ اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔۔۔وہ اب بھی کھڑا ہونا چاہ رہا تھا۔۔تب ہی کہیں دور سے ایک مانوس سی آواز گونجی تھی۔۔۔

بہت مزہ آتا ہے آپکو مجھے تنگ کرنے میں۔۔

جو پاس ہوتے ہیں انکی یاد تھوڑی آتی ہے۔۔اسے ہسپتال لے جایا جا رہا تھا عامر میرے بھائی تو ٹھیک ہو جائے گا۔۔

نہیں۔۔وہ بامشکل ہی کہہ سکا تھا۔حنین تو۔۔۔ت۔۔ووو۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

گاڑی تیز چلاؤ۔حنین پوری طاقت سے چلایا تھا۔۔ہاں بول۔۔

میں جانتا ہوں۔۔میں نہیں ب۔۔چ۔۔بچ سکوں گا۔۔۔بہت دکت کے ساتھ اس نے یہ جملہ پورا کیا تھا۔تو بچے گا اور عفی کے ساتھ تیرا نکاح بھی ہو گا۔۔۔حنین اپنا نیچے والا ہونٹ اپنے دانتوں سے دبا کر بولا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔تو۔۔۔تو۔۔میری۔۔ب۔۔ا۔۔ت۔۔بات۔۔سن،وعدہ کر میرے دوست۔۔۔تو۔۔۔۔تو میری ایک گزارش مانے گا؟

گزارش؟نہیں تو مجھے آڈر دے۔۔۔جو ہمیشہ سے دیتے آیا ہے۔۔

تو ع۔ف۔......قاف۔سے شادی کرنا۔۔۔

وعدہ کر۔۔۔تو اسے۔۔خوش رکھے۔۔گا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہا ہے۔تو۔۔۔اس نے ناسمجھی کے انداز میں کہا،اح۔۔سا۔۔ن۔۔ہو گا تیرا مجھ پر۔۔عامر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔۔

نہیں میں اسے خوش نہیں رکھ۔۔۔وہ ابھی اپنا جملہ مکمل بھی نہیں کر سکا تھا کہ عامر وہ اب اپنی آنکھیں بند کر چکا تھا۔۔

اس نے اپنے سب سے اچھے دوست کے ہاتھوں میں دم توڑا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سفید رنگ کے کپڑے میں۔۔کتنے آرام سے سو رہا تھا وہ۔۔شادی کا گھر کس طرح ماتم میں بدلہ تھا۔۔۔

تائی امی۔تایا جان۔۔کا اکلوتا وارث ان کا سرمایا۔۔کس طرح سے چار کندھوں پر لایا گیا تھا۔۔جسکے سر پر سہرا سجنا تھا وہ کفن میں آیا تھا۔۔۔

مسٹر اینڈ مسسز لئیق۔۔۔ریٹ تو کامیاب ہو گئی لیکن ایک گولی نے سر عامر کو ہم سے بہت دور پہنچا دیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

۔۔ایک کانسٹیبل ان کو دلاسہ دیتے ہوئے بولا۔۔مگر آپکو اپنے بیٹے پر فخر ہونا چاہیئے انھوں نے شہادت کا رتبہ پایا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

کلمہ شہادت کی آوازیں ہر طرف گونجنے لگی تھیں۔۔

سب رو کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہے تھے۔۔سوائے ایک انسان کے جو بت بنی وہاں بیٹھی تھی۔جس کے ہاتھوں پر عامر کے نام کی مہندی لگی تھی۔۔۔جسے آج نماز ظہر میں اسکے نکاح میں دیا جانا تھا۔۔مگر آج اسی نماز ظہر میں اس کا نماز جنازہ پڑھایا جا رہا تھا۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆

۔عفاف۔۔امثائی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔۔۔

پلیز ایسے چپ مت بیٹھو۔۔۔کچھ تو بولو

پورا ایک مہینہ ہو گیا ہے تم کیوں اس طرح کر رہی ہو؟ کیوں روتی رہتی ہو؟ دیکھو اس طرح تو تم عامر بھائی کو بھی تکلیف پہنچا رہی ہو۔۔وہ کبھی بھی تمہیں اداس نہیں دیکھ سکتے تھے اور اب تم اسطرح۔۔۔

روتی رہتی ہو۔۔۔۔۔یہ آنسوں بھی تو وہ ہی دے کر گیا ہے؟ آج اس کی چپ ٹوٹی تھی۔۔

۔۔پتہ ہے امثائی، جب وہ ریٹ مارنے جا رہا تھا نہ تو مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں اس کی جان ہوں۔۔

اگر وہ چلا گیا۔۔تو اپنی جان کو یہاں کیوں چھوڑ گیا؟

وہ مجھ سے لو یو ٹو سننا چاہتا تھا۔۔کہہ رہا تھا کہ شاید کبھی بھی وہ مجھ سے لو یو ٹو نہیں سن سکے گا۔۔

دیکھو کتنا اچھا اندازہ تھا اسکا۔۔۔واقعی اب تو وہ کبھی بھی مجھ سے لو یو ٹو نہیں سن سکے گا۔۔۔

اب اس کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔۔

تائی امی چاہتی ہیں کہ میں حنین سے شادی کر لوں۔۔۔

نہیں عفاف۔۔۔صرف دائمہ بھابھی نہیں۔۔بلکہ میں بھی چاہتی ہوں کہ تم حنین سے شادی کرو۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

پھوپو کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

وہ اس کے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھیں اور اب اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی تھیں ۔۔میں نے ہمیشہ سے چاہا تھا کہ تم میری بہو بنو مگر پھر جب لئیق بھائی ،دائمہ بھابھی نے تمھارے لئے پسند گی ظاہر کی تو میں چپ ہو گئی ۔۔۔تم میرے بھائی کی بیٹی ہو ۔ہم سب کی جان ہو تم عفاف ۔۔۔۔۔۔۔

تمھیں پتہ ہے ۔عفان بھائی ،صائمہ بھابھی جب تمھیں اتنا اداس دیکھتے ہیں تو انھیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔۔

مگر پھوپھو ۔نہ اگر نہ مگر آج تمھارا نکاح ہے ۔۔اور بس اب یہ رونا بند کرو ۔۔۔

امّی ۔۔امثائی نے پکارا تو نورین امثائی کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں ۔۔

تم زرا اپنی عفاف بھابھی کو تیار ہونے میں مدد کرو ۔۔۔نکاح آج ہی ہوگا اور رخصتی بھی آج ہی ہو گی۔

۔میں گھر جا کر زرا اپنی بہو کے استقبال کی تیاریاں کروں ۔۔۔

☆☆☆☆☆

جائے نماز پر بیٹھی وہ بلند آواز سے اپنے رب سے مخاطب تھی ۔۔۔

میرے خدا اگر مجھے وہ دینا ہی نہیں تھا تو میرے دل میں اس کے لئے اتنی محبت کیوں ڈالی ۔۔۔میں آج بھی اسے یاد کر کے روتی ہوں ۔۔۔تو اسے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرنا ۔۔۔وہ ہمیشہ مجھے یاد رہے گا ایک دوست کے روپ میں ،ایک کزن کے روپ میں ،اور ایک بہت خوبصورت یاد بن کر ۔۔

آمین ۔۔اسکی دعاؤں پر ہمیشہ سے پیچھے سے وہ ہی آمین کہتا تھا ۔۔۔

وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگی ۔۔۔

عفاف ۔۔۔ہونہہ ۔۔۔۔

لو یو ۔۔۔

لو یو ٹو ۔۔۔حنین ۔۔۔

وہ جائے نماز تہہ کر کے ریگ پر رکھ کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی تھی ۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

حنین شکریہ۔۔کس لئے۔۔۔

سات سال سے میری دعاؤں پر آمین کہنے کے لئے۔۔۔۔میرا ساتھ دینے کے لیے۔۔مجھے نارمل کر نے کے لئے۔۔اور۔۔۔یہ جانتے ہوئے کہ میں عامر سے۔۔وہ آگے کچھ کہہ نہ سکی تھی جب حنین بولنا شروع ہوگیا۔۔

عفاف وہ میرا بہترین دوست تھا۔۔۔میرے ماموں کا اکلوتا بیٹا تھا بلکہ میرا تو اکلوتا کزن تھا۔۔اور تم اسکی پسند تھیں۔۔۔تمہیں وہ ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔اور میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ تمہیں خوش رکھوں۔۔۔تا کہ حشر کے دن اپنے دوست کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ سکوں کہ تیرے جانے کے بعد بھی میں نے تیری عفی کا خیال رکھا۔۔۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا جب عفی نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی توجہ اپنے بیٹے کی طرف کروائی جوان دونوں کی گفتگو سے اب اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔۔

اوئے یہ میرا بیٹا اٹھ گیا۔۔بابا کا شیر۔۔۔بابا کا عامر۔۔۔۔

اب سُلائیں اسے دوبارہ۔۔۔اچھا میں اسے کہانی سناتا ہوں۔۔۔۔

پھر یہ سو جائے گا۔۔۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔بادل جھنڈ کے جھنڈ بن کر آرہے تھے۔۔۔وہ ابھی پلٹی ہی تھی کہ بارش کی آواز اس کے کانوں میں آنے لگی تھی۔۔اور سامنے بیڈ پر اسکا بیٹا اور شوہر دونوں سو چکے تھے۔۔

وہ واپس اس کھڑکی کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔۔۔

کتنی دیر سے کھڑی وہ اس بارش کو دیکھ رہی تھی۔بارش کی بوندیں گرتو باہر زمین پر رہی تھیں مگر اسے تو آج بھی اپنے دل پر گرتی محسوس ہورہی تھیں۔۔۔۔

ان بوندوں میں اتنا اثر تھا کہ اس کہ آنکھ نم ہونے لگی تھی۔۔۔۔

عفاف۔۔حنین کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

بہت رات ہو رہی ہے۔۔سو جاؤ۔۔۔۔

کتنے آرام سے کہہ کر وہ دوسری طرف کروٹ لے کر سو گیا۔۔۔اور وہ اس کی پشت کو......کتنی دیر تک دیکھتی رہی۔کتنے اچھے ہیں آپ حنین۔۔وہ دل ہی دل میں مخاطب ہو کر اب واپس پلٹ کر کھڑکی سے باہر برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو سب کچھ بھگو رہی تھی۔۔۔اور اسے اس کا ماضی یاد دلا رہی تھی۔۔۔

وہ اب بستر پر لیٹ گئی تھی مگر یہ بارش اور اس کی آواز اب بھی اس کے سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔اسے اس کا ماضی یاد کرا رہی تھی۔۔۔

اسے اس کی آواز آ رہی تھی۔۔

یہ بارش بہت کچھ لائی ہے۔۔

کسی کی یاد لائی ہے،

کسی کی دعائیں لائی ہے،

تمہیں دیکھنے کی امنگ،

یہ اپنے ساتھ لائی ہے۔۔۔

اب آوازیں اس سے دور جا رہی تھیں اس پر نیند غالب آ رہی تھی۔۔۔وہ پرسکون ہو کر سو رہی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆

آئی ایم سوری آفیسر حنین میں نے پوری کوشش کی تھی مگر میں انھیں نہیں بچا سکا۔۔

اللہ کی یہی مرضی ہو گی۔وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ سارا منظر اسے آج سات سال بعد بھی یاد تھا۔۔

وہ اب بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا سارا منظر اس کے سامنے کسی فلم کی طرح سے چل رہا تھا۔

۔میں جانتا ہوں عامر تم جب اس دن ریٹ کے لئے نکل رہے تھے میں مسلسل تمہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔تم نے اپنی جیب سے اپنا والٹ نکالا تھا۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

اور میں سمجھ گیا تھا تم اپنے والٹ میں لگی عفاف کی تصویر کو دیکھ رہے تھے۔

تمھاری آنکھیں نم تھیں تم جانتے تھے عامر تم جانتے تھے۔کہ تم آخری بار اسے دیکھ رہے ہو۔۔

عفاف کو سونے کا کہہ کر جب اس نے کروٹ لی تب وہ جاگ رہا تھا پوری طرح سے وہ جانتا تھا کہ عفاف کو بارش بہت پسند تھی۔وہ گھنٹوں بارش کو برستا دیکھتی تھی۔۔مگر عامر کی ڈیتھ کے بعد سے اس نے بارش کو دیکھنا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔اور آج نا جانے کب سے وہ بارش کو ایک بار پھر پہلے کی طرح دیکھ رہی تھی۔۔وہ اپنے ماضی میں گم تھی جبکہ جسے وہ سویا ہوا سمجھ رہی تھی وہ اپنی ماضی میں کہیں بہت دور نکلا ہوا تھا بہت دور جہاں اسے عامر کی آخری ملاقت یاد آ رہی تھی۔۔۔

تو نے کہا تھا عامر تجھے کوئی شکوہ نہ ہوگا اگر وہ تجھے نہ ملی۔۔کیونکہ اگر وہ تجھے نہیں ملی تو وہ کسی ایسے کو ملے گی جو تجھ سے بھی زیادہ اچھا ہو۔۔وہ مجھے ملی۔۔لیکن یقین مان میرا میرے دوست میں تو کبھی بھی تجھ سے زیادہ اچھا نہیں ہو سکتا تھا۔۔تو نے بنایا مجھے اتنا اچھا۔۔میں پوری کوشش کرتا ہوں اسے خوش رکھنے کی۔تو نے مجھ سے وعدہ مانگا تھا اور تو دیکھ میرے یار میں تجھ سے کیا وعدہ نبھا رہا ہوں۔۔۔میں اس کے ساتھ بہت خوش ہوں بہت۔۔کبھی۔کبھی تو مجھے اپنی قسمت پر رشک ہوتا ہے کہ عفاف جیسی لڑکی میری بیوی ہے ۔۔۔تو میرا سچا یار تھا۔۔پر تجھ سے ایک بات کا شکوہ مجھے ضرور رہے گا۔۔کہ۔۔۔۔آخر کیوں تو اس دن میرے سامنے آ گیا اور میرے حصّے کی گولی خود دکھالی۔حشر میں ضرور پوچھونگا تجھ سے۔۔۔

آخر کیوں تو اپنی پروہ کئے بغیر میری طرف آتی گولی کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

بارش رک چکی تھی۔۔۔اسکے سامنے اس کی بیوی اور اسکا لاڈلہ بیٹا دونوں سو رہے تھے۔۔۔

وہ چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا۔۔عامر کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔۔پھر۔عفاف پر کمبل ڈالا۔۔پانی پینے کے لئے وہ سائیڈ ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔

جگ کو خالی دیکھ کر......وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔۔کچن کی طرف جانے کے لئے۔۔۔۔۔۔

کچھ لوگ دل میں پیوست ہو جاتے ہیں۔۔وہ ماضی کی میٹھی یاد بن جاتے ہیں۔۔۔

ناول ☆تیرے بن جی نا سکے☆

(قسط نمبر 6)

مصنف: نعیم سجاد

خلاصہ:

ایشاء جو گھر کے حالات سے تنگ تھی ایک شہری لڑکے کے ساتھ بھاگنے کا پلان کرتی ہے، لیکن وہ اس کو دَغا دے جاتا ہے۔ اس کی پھوپھو زبیدہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی تھیں اور اس میں کسی کو حائل ہونے کی اِجازت نہ تھی۔ اس کا ٹکراؤ دائم سے ہوتا ہے جو اس کو گھر لے آتا ہے۔ ایاز خان مکروہ شخصیت کے مالک ہیں ان کے دو بیٹے صائم اور دائم ہیں۔۔ ان کی ملاقات نور فاطمہ سے ہوتی ہے جو منسٹر کی بیٹی ہے' بیوی وفات پا چکی ہے ان کا ٹیکسٹائل انڈسٹری میں ایک بڑا نام ہے۔ صائم ایشاء کی طرف پیش رفت کرتا ہے۔ دائم ایشاء کو اس کے گھر والوں سے ملانے کا کہتا ہے جس پر وہ ڈر جاتی ہے لیکن دائم اس کو سمجھا کر راضی کر لیتا ہے۔ دائم جب ایشاَ کو لے کر اس کے گھر جاتا ہے تو راستے میں ایک لڑکی ان کو عجیب القابات سے نوازتی ہے۔ ایشاَ کے گھر والے سخت غصہ میں ہوتے ہیں اس کے ابا اس کو کبھی دوبارہ یہاں نہ آنے کا کہتے ہیں ۔ ایشاَ کو صائم ایک کلب میں دوستوں کے ساتھ لے جاتا ہے وہاں وہ اس سے بدتمیزی سے پیش آتا ہے، عین وقت پر دائم کی انٹری ایشاَ کو بچا لیتی ہے اس لمحے دائم کو ادراک ہوتا ہے کہ وہ ایشاَ سے محبت کرتا ہے۔ اور بلا شبہ یہی وہ لڑکی ہے جس کو وہ خواب میں دیکھتا تھا۔

اس خوبصورت وادی میں پلوشہ اپنے اماں، ابا، بھائی گل جان کے ساتھ رہتی ہے۔ ان دِنوں اپنے کزن شہریار کو وادی دِکھانے میں مصروف ہے جو ہفتہ بھر قیام کے لئے آیا ہوا ہے۔ وہ اس کی ملاقات اپنے خالا خالو سے کراتی ہے جو شہریار سے بڑی محبت سے پیش آتے ہیں۔ پلوشہ شہریار کو بتاتی ہے کہ میری ایک کلاس فیلو ہاتھ دیکھا کرتی تھی اور کہتی تھی میں جو کہوں 90% درست ہوتا ہے۔ میں اپنا ہاتھ اس کو نہیں دکھانا چاہتی تھی لیکن باقی کلاس فیلوز کے اصرار پر دکھا دیا، اس نے مجھے بتایا کہ کوئی تم کو دل سے چاہے گا، لیکن تم کو خبر نہیں ہوگی اور جس کے پیچھے تم بھاگو گی وہ تم کو توجہ نہیں دے گا۔ مزید کہ تم دل برداشتہ ہو کے خودکشی کی کوشش کرو گی اور میں نے اس کو پتہ ہے کیا کہا، میں نے کہا ہاں وہ جو ہنزہ کا سب سے پُرانا، برسوں پُرانا قلعہ (Altit fort) ہے ناں میں اس پر سے کود کر جان دے دوں گی۔ اور شہریار کو اپنا بزنس شروع کرنے کا کہتی ہے جس کے بارے میں وہ سنجیدگی سے سوچتا ہے۔ اور پلوشہ شہریار کے کہنے پر اس کی پورٹریٹ بناتی ہے۔ بالآخر شہریار واپس چلا جاتا ہے

Downloaded from https://paksociety.com

۔احسن بابا کی طبیعت یکدم خراب ہو جاتی ہے اور وہ انتقال کر جاتے ہیں اسی صدمے میں گلِ نین بھی چل بستی ہیں۔شہریار کے والد پلوشہ کا رِشتہ مانگنے میں دل چسپی کا اظہار کرتے ہیں'شہریار کی دلی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔

راعنہ کو ڈبے میں بند چاکلیٹ اور سُرخ گلاب کسی انجان کی طرف سے ملتے ہیں۔سہیلیوں کو بتانے پر وہ اس کا مزاق اُڑاتی ہیں۔بعد میں یونیورسٹی میں بھی اس کی طرف ایک رُقعہ پھینکا جاتا ہے جو موبائل نمبر ہوتا ہے لیکن اس کا آخری لفظ حذف ہوتا ہے۔کول سے یونیورسٹی میں ایک لڑکا بدتمیزی کرتا ہے وہ بدلے کے طور پر اس پر پانی پھینک دیتی ہے۔لڑکا کھُل کر میدان میں آنے کو کہتا ہے۔ساشے کول کا مزاق اُڑاتی ہے۔ان کی یونیورسٹی سر گیلانی چلے گئے اور ان کی جگہ ان کا بیٹا عازب بیرونِ ملک سے آیا ہے۔نئے سر سے راعنہ ٹکرا جاتی ہے اور نہ جاننے کی وجہ سے ان کو خوب سست سنا دیتی ہے۔بعد میں سخت شرمندہ ہوتی ہے۔

کائنات اپنی خالا اور اماں کے ساتھ ایک پُرانے محلے میں رہتی ہے، جو اس کو بالکل پسند نہیں۔خالا کا ذہنی توازن درست نہیں۔کائنات کالج میں پڑھتی ہے۔محلے میں ایک بابا اس کو اپنے قدم سیدھے رکھنے کا کہتے ہیں مگر وہ خاطر میں نہیں لاتی۔اس کی ملاقات کالج سے واپس آتے ہوئے ایاز خان سے ہوتی ہے ان کے لائف اسٹائل سے کائنات بہت متاثر ہوتی ہے۔

۔۔۔ماضی۔۔۔

نزہت کی شادی ہونے جا رہی تھی کہ عین شادی کے دن لڑکے نے انکار کر دیا جس کا نزہت کو سخت صدمہ ہوا۔نزہت کی چھوٹی بہن کے لئے بھی انکار کر دیا گیا۔نزہت میں انتقام کا جوش مزید بڑھ گیا وہ اس کی تکمیل کے لئے ایاز خان کے گھر کام کے سلسلے میں جاتی ہے تو وہاں اس کی مُلاقات ایاز خان کی بیوی'نور فاطمہ سے ہوتی ہے جو ایاز خان سے سخت نالاں رہتی ہے۔نور فاطمہ اور ایاز خان کے جھگڑے نزہت کو دلی سکون پہنچاتے ہیں۔

جوزی اور جوزف کٹر قسم کے عیسائی تھے،اپنے مذہبی فرائض میں کوئی غفلت برتنا ان کا شیوہ نہ تھا ان کے ماں باپ نے ان کو بہترین عیسائی بنا کر اپنے حصہ کا کام کر دیا تھا۔دونوں بچپن کے دوست تھے۔اور اپنے مذہب کے خلاف سُننا ان کے لئے نا قابلِ برداشت تھا،جوزی کے فادر ان لوگوں کو ان کے بچپن میں ہی داغِ معارفت دے گئے تھے،جبکہ مادر حیات تھیں،۔جوزی سے پانچ سال چھوٹا ایک بھائی مائیکل تھا جو جسم میں کسی قسم کے disorder کی وجہ سے حتی المکان معذور تھا وہ اپنے سارے غم جوزف سے شیئر کرتی تھی،جوزف اپنے ماں باپ کا اکلوتا تھا،اور والدین حیات تھے، بینک میں ایک اچھی پوسٹ پر تھا۔جوزی نے intermediate کے بعد ایک پرائیویٹ فرم میں جاب شروع کر دی تھی۔جوزفین کی ماں

Downloaded from https://paksociety.com

اکیلی تھی مائیکل سال بھر کا تھا، جب اس کا باپ وفات پا گیا تھا اس وقت جوزی کی ماں کو صرف جوزف کی ماں کرسٹینا نے ہی سہارا دیا تھا۔ جوزی نیناں کے بُرا بھلا کہنے جاب چھوڑ دیتی ہے جس کی وجہ سے سکندر بہت پریشان ہے جوزی کا آفس چھوڑ دینے کی وجہ کا سکندر کو علم نہیں ہوتا نیناں جہانگیر (ہما جہانگیر علی) سکندر عرف رحیم بخش کی کزن ہے۔ سکندر کو اس کی بڑی بہن زبیدہ نے پالا ہے جو اس کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ وہ سکندر کی شادی چاہ رہی تھیں کیوں کہ ان کو پتہ تھا کہ ان کی شادی کے بعد سکندر کا کوئی خیال رکھنے والا ہو۔ زبیدہ کے گھر سے چار گھر چھوڑ چچا چچی کا گھر تھا۔ نیناں چچا جہانگیر کی اکلوتی بیٹی تھی چچا اور چچی دونوں حیات تھے۔ چچا نرم مزاج جبکہ چچی کا مزاج مرچ تھا۔ سکندر باس کے کہنے پر جب جوزی کو تنخواہ دینے جاتا ہے تو وہاں اس کی ملاقات جوزی کے بھائی سے ہوتی ہے جو سخت بُری حالت میں ہوتا ہے واپس آتے ہوئے اس کا ٹکراؤ اس کے کزن جوزف سے ہوتا ہے جو اسے سب سچ سچ بتا دیتا ہے کہ جوزی نے جاب کیوں چھوڑی۔ سکندر غصہ میں واپس گھر آتا ہے اور زبیدہ کو نیناں کو بُلانے کا کہتا ہے۔ اور نیناں کو سخت سست سناتا ہے اور اسے جوزی سے معافی مانگنے کا کہتا ہے جس سے وہ سکندر سے بالکل مایوس ہو جاتی ہے۔

=☆==☆=

(اب آپ آگے پڑھیے)

قسط نمبر:۶

وہ آسماں سے برستا پانی تھا یا لہو۔ جُون کے گرم مہینے کے گرم پانی کی طرح۔ اُس کی آس بھری نگاہیں باہر کو جمی تھیں۔ ان زخمی نظروں میں ڈھیروں التجائیں تھیں مگر کوئی ہم نوا نہ تھا۔ آسماں چاروں جانب اور سیاہ ہوا۔ وہ شدید تکلیف میں تھی شدید تکلیف میں۔

"ملکہ ہم نے آپ پر اعتبار کیا۔ اپنا سب آپ کے سپرد کر دیا محبت دی' شفقت دی۔ کہاں کمزوری پائی آپ نے ہماری محبت میں جو اتنا بڑا دھوکہ دیا آپ نے ہم کو۔ زیورات کی چوری کا الزام ملازمین پر لگایا کاش جو سچ تھا وہ آپ ہم کو بتا دیتیں۔ اب جب میں آپ کے حق میں لڑنے کے قابل بھی نہیں تو۔۔ جھوٹ ہلاک کرتا ہے اس کا مجھے آج اندازہ ہو گیا۔ آپ فطرتاً ناشکری ہو اور ناشکرے لوگوں کے لئے اللہ ایسی ہی سزا رکھتا ہے جو آپ اب بھگت رہی ہو۔"

وہ نیچے جلتی آگ میں تھی جو لمحے میں نیچے گرنے والے کو اپنے اندر سمو لینے کو بے تاب تھی' نیست و نابود کر دیتی۔ اس نے صنم کے لئے سب چھوڑا اور پھر اس سے اسی صنم نے بیوفائی کی۔ وہ صحیح تو کہتا تھا یہ بے وفائی کی سزا ہی تو ہے۔ اس آگ میں جلنا اور روزِ ابد تک جلتے ہی جانا۔

Downloaded from https://paksociety.com

اس کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی تھی اس کا ایک ہاتھ تھک گیا تھا کنویں کے دھانے کو پکڑے پکڑے۔تیز ہوا اس کے بال اُڑا کر اس کے چہرے پر ڈال رہی تھی۔ وہ بالکل اس کے سامنے تھا۔آنکھوں میں اُمڈتے آنسوؤں کی وجہ سے اس کا چہرہ واضح نہ دِکھ رہا تھا' اس نے دوسرا ہاتھ رکھا جسم میں اینٹھیں بڑھنے لگی تھیں۔پاؤں میں تپش کے آثار آنے لگے تھے۔آسماں نامہرباں ہوا تھا تو پاتال بھی جانی دُشمن۔اور اس ذمین پر برسنے والا اس کا محبوب اس سے بالکل لاتعلق۔

محبت کی بھی حد ہوتی ہے کسی سے حد سے ذیادہ محبت کہ اس کو اللہ کی محبت کے بالمقابل لے آئے تو نری بربادی ہی ہے جیسی بربادی وہ اپنی دیکھ رہی تھی اور اس کی محبت میں کھوٹ بھی تھا۔کیا سچی محبت کی تھی اس نے ہرگز نہیں ایسا تو لامحالہ بات ہے۔

وہ مہربان اس کی بے بسی کو دور کھڑا دیکھ رہا تھا۔وہ جو اس کی تکلیفوں کو ہاتھوں کی پوروں پر چُن لیا کرتا تھا۔آج تکلیف میں خود ہی وہ دھکیل رہا تھا۔وہ جو جس کے ایک بار کھانسنے سے اس کی سانس رکتی تھی۔آج جان جانے پر بھی کوئی ملال نہ تھا وہ جو سراپا اس کے لئے جیتا تھا اس کے مرنے تڑپنے پر بھی خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔وہ جو دُنیا جہاں کے سُکھ اس کے قدموں میں ڈھیر کرنے کو کہتا تھا اس کو اب آگ کے سپرد کیئے جا رہا تھا اس کے آنسو جو دل پر گرتے تھے۔آج آگ پر گرنے سے پہلے ہی ہوا میں معلق ہوئے جا رہے تھے۔سو آج محبت ختم ہوئی' اُلفت تمام ہوئی' باب وفا تمام ہوا' زندگی کا انت ہوا تو جو اس کی اپنی چاہ تھی اور یہ چاہ جو اس نے چاہی تھی اب اسے بھگتنا تھا' ساری عمر بھگتنا تھا۔ہاتھ کی انگلیوں میں درد تھا' ہاتھ چھوٹنے کو تھے۔آسمان سے گرتا وہ لہو نما پانی اس کی آنکھوں زُبان پر آ گرتا۔وہ کراہی' سسکی' التجا کے لئے لب وا کیئے۔مگر اگلا بُت بنا کوئی بات سنے بغیر چُپ چاپ کھڑا تھا۔

"مجھے بچالو۔۔ مجھے تمہاری محبت کی قسم میں ویسی ہی زندگی گزاروں گی' جیسے تم چاہو گے بس یہ آخری مہلت دے دو۔" اس کے لب سوکھ گئے تھے۔

"مہلت ہی تو ختم ہوئی تم نے جو کیا اب اس سب کا انجام بھگتو کہ بے وفا لوگوں کا اس سے بہتر انجام مجھے تو نظر نہیں آتا۔۔"

ہاتھ یکدم چھوٹے تھے رونے کی آواز میں شدت آ گئی تھی کئی بلیاں مل کے روئی تھیں۔ابابیل نا کام تھا' چیونٹی جل کر اُڑ گئی۔ایک دِلخراش چیخ اس کے منہ سے نکلی اور وہ پاتال میں گرتی چلی گئی۔

"او اُٹھ بے ادب مغرب کی ازانیں ہو رہی ہیں کوئی سجدے ہی دے لو" نزہت نے کائنات کو دھکا دے کر اُٹھنے کو کہا۔جواباً آنکھیں مَلتی اُٹھی اور اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا۔منظر مکمل طور پر بدلا ہوا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

”کیا سونگھتی پھر رہی ہو کیا ہو گیا اُٹھو جلدی۔وقت نکل جائے گا۔۔“نزہت بڑبڑاتی باہر نکل گئیں۔

”۔تم فطرتاً ناشکری ہو اور ناشکرے لوگوں کے لئے اللہ ایسی ہی سزا رکھتا ہے جو تم اب بھگت رہی ہو۔“ الفاظ تھے کہ ہتھوڑے جو تابڑ توڑ اس کے سر پر برسے تھے۔نماز بے دھیانی سے ادا کی اور کچن میں رات کے کھانے کے لئے انتظام کرنے لگی۔نزہت نے جھانک کر دیکھا۔

”چھوڑو تم سالن میں تیار کرتی ہوں تم روٹی ڈال دینا۔“ نزہت نے اس کے ہاتھ سے چھری لی۔اور بھنڈیاں اپنے آگے رکھیں۔

”امی ایک بات کہوں۔۔“ وہ سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

”کہو۔۔“ نزہت نے ٹماٹر الگ کیے۔

”اللہ کے نافرمان کون ہوتے ہیں۔۔؟“ اس نے پُر تجسس انداز میں پوچھا۔

”جو اس کا حکم نہیں مانتے۔۔“ گندی بھنڈیاں الگ کی گئیں۔

”اور جو حکم نہ مانے نافرمان ہوتا۔۔؟“ سوال داغا گیا۔

”اللہ نے پھر اس کو اپنے جہنم کا ایندھن ہی بنانا ہے اس کو پھر۔۔“ گندی بھنڈیاں ٹوکری میں پھینک دی گئیں۔

”امی اللہ اپنے بندوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔۔“ کائنات آج بالکل زیرو سے شروع ہوئی تھی۔

”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔“ نزہت مسکرائی ”یہ تم کو آج ہوا کیا ہے۔۔خیریت تو ہے۔۔“

”پھر اللہ اپنے بندوں کو جہنم میں کیوں ڈالے گا۔“ کائنات نے نزہت کا استفسار اگنور کیا۔

”یہ تو عام بات ہے دیکھو جب تم کسی کا کہا نہیں مانتیں کسی کو اہمیت نہیں دیتیں تو وہ تم سے سارے رابطے توڑ لیتا ہے تو وہ جو رب ہے اس کی نعمتوں سے تو ہر وقت ' ہر جگہ واسطہ پڑتا ہے۔تو پھر کیوں کا کیا سوال بنتا ہے جب وہ ہم کو سزا دے۔وہ نہیں چاہتا کہ ہم کو سزا دے اس نے جہنم کا عذاب ہم کو ڈرانے کے لئے رکھا ہے اس نے ہم کو بتا دیا ہے کہ سیدھا راستہ ہم کو بہشت اور بُرے لوگوں کا راستہ ہم کو جہنم میں لے جائے گا۔تو پھر ہم کیوں اس راستے پر چلیں جو پروہ ناراض ہو۔اگر کوئی ہم کو بتا دے کہ آگے خطرہ ہے دوسرے راستے سے جاؤ تم پھر بھی اس راستے سے جاؤ اور خطرہ سامنے جائے تو یہ تمہاری غلطی ہوئی ناں۔دُنیوی راستوں میں پھر بھی خطرہ ٹل سکتا ہے جب اللہ نے بتا دیا کہ وہاں نہ جاؤ یہ نہ کرو جس کی بات پر کوئی شک بھی نہیں تو کیوں اس راستے پر چلیں' سمجھ آئی۔اور ہم ایسے بھی نیک نہیں کہ ہماری آگ بُجھانے ابابیل آئیں ۔“ کائنات سُن ہو گئی۔نزہت نے مکمل تفصیل سے ہر حقیقت اس کے سامنے رکھ دی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''ہاں سمجھ آئی۔'' کائنات مغموم تھی کچن سے باہر نکلی ٹھنڈی ہوا پر درخت اور پودے جھوم رہے تھے۔خاموشی سی تھی اور ٹھنڈک بھری چاندنی زمین پر اُترنے لگی تھی۔جنوری کا اختتام تھا اور آسماں' ہلکے بادلوں سے ہلکا ہلکا ڈھکا ہوا تھا اس کو آسمان سے گرتا لہو ذہن میں آیا۔کیسا کرب ناک خواب تھا کیا اس کے خواب کا یہی انجام ہونا تھا اس کی پچھلی اقساط میں تو وہ ایسی نہ تھی۔وہ ملکہ تھی' حکومت کرنے والی' اپنی بات منوانے والی۔۔اور وہ آگ' لہو' کنواں اور وہ اسی کے بندے کی سردمہری۔۔

''بھلا کوئی تُک بنتی ہے اس کو کیا حق ہے مجھے سزا دینے کا مائی فُٹ۔۔بے وفائی۔ناشکری۔اصلیت۔مہلت۔انجام۔اگر تم حقیقت میں ہو اور تو ایک بار میرے سامنے آ جاؤ تو پھر دیکھنا۔'' چاندنی اس کی باتوں سے خفا ہوئی تھی اور بادلوں کی اوٹ میں ہو گئی تھی۔

=====

''کیا ضرورت تھی اس کو یہ سب بتانے کی۔یہ اچھی حرکت نہیں کی تم نے جوزف۔۔'' جوزی کو جوزیف کی اس حرکت پر سخت دُکھ ہوا تھا' وہ جو اس دن اس نے سکندر کو سب بتا دیا۔

''کیا حرکت۔۔؟ میں نے سچ بتایا ہے اس کو تم بتاؤ اگر میں نے جھوٹ کہا ہے اس کو تو۔۔'' جوزف نے گہری نظروں سے جوزی کے چہرے کا احاطہ کیا۔

''تم نے سچ بتایا صحیح لیکن اب یہ بات ختم ہو چکی تھی۔میں دفتر چھوڑ چکی ہوں میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تو اب اس بات کو بڑھانے کا کیا مقصد تھا۔'' جوزف کی اپنی منطق تھی اور جوزی اپنے انداز میں سوچے جا رہی تھی۔

''بہر حال جو بھی ہوا اچھا ہی ہوا۔اس کو بھی تو پتہ چلے کہ اس کی کزن نے کیا کیا ہے۔اور تم بتاؤ تم کب سے ان کی پرواہ کرنے لگی ہو۔کرنے دو اس کو عزت اپنی کزن کی۔اسے پتہ چلے کہ اس کی اس حرکت کا علم ہو گیا ہے۔بے ہدایت لوگ،'' جوزف نے تنفر سے سر جھٹکا۔

''تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا جوزف۔'' جوزی کو سخت افسوس ہوا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔بتاؤ خالا کہاں ہیں امی بُلا رہی تھیں ان کو۔'' جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھا۔

''امی مارکیٹ تک گئی ہیں کیوں خیریت تو ناں۔؟''

''ہاں امی نے ان کو اس لئے بُلایا ہے کہ ہمارے دِن مقرر کئے جائیں۔'' جوزف نے آرام سے کہا۔جوزی نے چونک کر جوزف کو دیکھا۔

''کیا اِتنی جلدی جوزف لیکن ابھی تو۔۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''کیا ابھی تو میں چھبیس کا ہونے کو ہوں اور تم بھی اس سال تیئس کی۔اس سے ذیادہ کیا ہم کو بوڑھا ہو کر شادی کرنی ہے کیا۔''

''ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر میں مائیکل کا بھی تو سوچتی ہوں وہ میرے بغیر کیسے رہ پائے گا کون اس کا خیال رکھے گا۔''
جوزی فکر مند تھی اور کم از کم اس معاملے میں جوزف نے جوزی کا ساتھ نہیں دینا تھا۔

''کیا مطلب مائیکل کا کیا ہوگا۔ایک آنٹی اور مائیکل ہی تو ہوگا آنٹی سنبھال لیں گی مائیکل کو۔''جوزف نے جھٹ حل سامنے رکھ دیا۔

''لیکن پھر بھی امی کام پر ہوتی ہیں، شام ڈھلے آتی ہیں مائیکل کو تو ہر لمحہ ہر پل کسی کی ضرورت ہوتی ہے۔تم کو پتہ ہے وہ گھبرا جاتا ہے ناراض ہو جاتا ہے۔وہ تنہائی کا شکار ہے۔اس کے رویے سے مجھے لگتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہمارے لئے بوجھ سمجھتا ہے۔وہ اُداس ہے اسے سہارا چاہیئے آس چاہیئے اُمید چاہیئے۔اور وہ میں ہوں صرف میں۔وہ میرے بغیر کیا کرے گا۔اسی لئے میں چاہتی ہوں ابھی شادی نہ ہو۔''جوزی نے وجہ سامنے رکھ دی۔

''کیا مطلب ہے تمہاری بات کا۔کیا ہوگا اگر ہم چار پانچ سال رُک بھی جائیں تو۔آنٹی اسی طرح جاب کریں گی۔مائیکل اسی طرح رہے گا۔بس میں اٹھتیں چالیس کا اور تم تیں بتیس کی ہو جاؤ گی۔جوزی بات کو سمجھو تمہارے لئے یہ رشتے اہمیت رکھتے ہیں اس بات کا مجھے احساس ہے مائیکل اکیلا ہے معذور ہے دوسروں کے سہارے کا محتاج ہے۔بخوبی اندازہ ہے لیکن ان سب باتوں کے علاوہ ہماری اپنی بھی تو زندگی ہے۔اس کو بھی تو آگے بڑھانا ہے'میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔میں کام کر رہا ہوں اچھا کما رہا ہوں۔اِکلوتا ہوں۔گھر بار سب ہے پھر اس سب میں یہ بہت چھوٹا سا مسئلہ ہے جو بہر حال تم کو ہی حل کرنا ہے۔''جوزف اس کا مدعا نہ سمجھ سکا۔

''جوزف ہماری زندگی پر کچھ حق ہماری اپنوں کا بھی ہوتا ہے۔وہ بھی ہمارے لئے جیتے ہیں ایسے یوں ہی پھینک کر تو نہیں جا سکتی ناں۔''جوزی مجبور تھی۔

''اچھا بہر حال بعد میں ڈسکس کریں گے۔ابھی تم بتاؤ کب تک آئیں گی آنٹی۔''جوزف اب جلدی میں تھا اُٹھ کھڑا ہوا۔

''کچھ دیر میں۔''جوزی کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

''اچھا میں چلتا ہوں۔آنٹی کو بتانا کہ امی بُلا رہی تھیں ان کو۔میں بازار جا رہا ہوں۔کوئی چیز منگوانی ہے تو بتاؤ۔''

''نہیں کچھ نہیں۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''او کے۔۔اپنا خیال رکھنا۔'' وہ باہر نکل گیا۔ جوزی کی آنکھوں سے دو آنسو دامن میں آ گرے۔

''کاش جوزف میرے دل کی کیفیت تم سمجھ پاتے۔ میرا یہ بستر پر پڑا بھائی سب کے لئے بوجھ ہوسکتا ہے میرے لئے نہیں میں شادی کرکے یہاں سے جاؤں تو اس کا خیال کون رکھے گا۔ کیسے جئے گا یہ میرے بغیر۔لیکن تمہیں کیا تم کو تو صرف اپنی خوشیاں عزیز ہیں اپنی راحتیں دیکھتے ہو۔تم کسی کا دُکھ درد کیا سمجھو۔۔ میں شادی کے بعد مائیکل کو اپنے ساتھ رکھنے کا بھی کہہ سکتی تھی۔لیکن اسی لئے نہیں بولی کہ میں جانتی ہوں تمہارا رویہ۔تم مائیکل کو ''کس حد تک'' پسند کرتے ہو۔رشتے بھرم پر ہوتے ہیں اور جب بھرم نہ رہے تو رشتے بے معنی ہوجاتے ہیں۔اور میں تم سے بھرم قائم رکھنا چاہتی ہوں۔مگر میں مائیکل کو بھی نہیں چھوڑ سکتی۔'' وہ سوچ کی ایک بند گلی میں اپنے آپ کو گھماتی جارہی تھی جہاں اس کو کوئی دوسرا سرا ہاتھ نہ آرہا تھا۔ایک طرف بھائی تھا جس کا خیال رکھا جائے۔اور دوسری طرف جوزف تھا جو کہہ رہا تھا کہ اس کا خیال کیا جائے۔وہ جس بھنور میں اب جا کے پھنسی تھی اور اب یہ واحد حل تھا کہ اس کو اس سے بھاگنا نہیں تھا سامنا کرنا تھا۔اور سامنا کرنے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دینا تھا۔

=====

لمحہ بھر کے لئے ان چاروں نفوس کے درمیاں خموشی آن بسی تھی۔ایک سامنے کرسی پر ریلیکس ہوکر بیٹھا تھا اور دوسرا سامنے احتراماً کم اور شرمندگی سے زیادہ سر جھکائے کھڑا تھا۔تیسرا غصے سے سامنے کھڑے کو دیکھ رہا تھا جبکہ چوتھی لڑکی تھی جو قدرے اپنے آپ کو نارمل ظاہر کررہی تھی۔مگر ذہن میں گزرے لمحات کے آثار اب بھی باقی تھے۔

''صحیح کہتا ہے دائم تمہارا بڑا بھائی ہے تمہارا بُرا نہیں سوچتا۔ایشاً ہمارے گھر مہمان ہے اور مہمان کو تنگ کرنا کسی طور جائز نہیں۔اور نہ ہی میں نے تم کی ایسی تربیت کی ہے۔'' ایاز خان نے دونوں ہاتھوں' جن پر بیش قیمت پتھر جڑے تھے' میں سے ایک کو گھمایا۔دائم جانتا تھا ابو اس کے سامنے اس کو ڈانٹ رہے ہیں مگر پھر خود ہی اس کو چمکاریں گے۔

''پاپا صرف ایشاً ہی نہیں دُنیا میں ہر لڑکی ہمارے لئے قابلِ احترام ہے اگر ہماری بہن نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہر لڑکی کو غلط نظروں سے دیکھیں۔اس کا تمسخر اُڑائیں۔اسے کہیں پاپا یہ ایشاً سے معافی مانگے۔''

دائم کا غصہ کسی طور کم نہ ہو رہا تھا وہ اس بات پر نہایت شرمندہ تھا کہ ایشاً کو زیرِ حفاظت لے کر اس کی حفاظت نہ کرسکا۔ وہ ایشاً سے نظریں ملانے کے قابل خود کو نہ سمجھ رہا تھا۔مگر یہ بھی شکر کہ وہ بروقت موقع پر پہنچ گیا تھا۔دائم کی اس بات پر ایاز خان نے پہلو بدلا۔دائم نے ان کا کل بزنس سنبھال رکھا تھا وہ ہر طرح سے اپنے والد کے لئے باعثِ آرام تھا میٹنگ' اجلاس' ڈیلنگ ہر چیز وہ اتنی عمدگی سے کرتا تھا کہ اگلا تعریف کئے بغیر اور کانٹریکٹ سائن کئے بغیر رہ ہی نہیں پاتا تھا نا صرف خود بلکہ اور

Downloaded from https://paksociety.com

وں کو بھی ان کا پارٹنر بننے پر اُبھارتے تھے۔ جس نے ان کے بزنس کو دِن دُگنی اور رات چوگنی ترقی سے نوازا تھا۔ بلاشبہ دائم ذہین لوگوں میں شُمار ہوتا تھا اس کا ایک خاص ٹائم ٹیبل تھا اور زندگی میں ہر شخص کی ایک مخصوص جگہ مختص تھی ہر ایک کا اپنا حق تھا' کسی کا حق مارنا' کسی کی تذلیل' کسی کو مصیبت میں دیکھنا' کسی کا تڑپنا اور خاص طور پر کسی کا اپنی وجہ سے تکلیف میں دیکھنا تو اس سے کبھی برداشت ہوا ہی نہ تھا۔ اب جبکہ یہ معاملہ اس سے ساتھ پیش آیا تھا کہ جس کو اس نے خود گھر میں پناہ دی تھی خود خیال رکھنے کی یقین دھانی کرائی تھی اور اس کے گھر میں ہی اس کے اپنے بھائی نے ہی یہ حرکت کر ڈالی وہ شرمندگی سے ایشاٗ کے سامنے سر نہ اُٹھا پا رہا تھا۔

''سوری بھائی، سوری ایشاٗ ۔۔ میں ہرگز آئندہ کوئی غلط کام نہیں کروں گا میں نے واقعی اچھی حرکت نہیں کی آپ جو چاہیں مجھے سزا دے لیں۔ مگر میں دل سے سوری کرر ہا ہوں۔'' صائم اپنے کیئے پر نادم تھا۔ دائم کے سامنے اس کے پوری زندگی کھلی کتاب کی طرح تھی اس کی دوستیاں' اس کی شہ خرچیوں کے انداز اس کا لائف اسٹائل' اور اس کا ہر وہ کام جو ہو چھپ کر کرتا تھا مگر کسی نہ کسی طرح سے دائم تک اس کا سیاق وسباق پہنچ ہی جایا کرتا تھا۔ کئی بار وہ پولیس سے پکڑا گیا جیل گیا ایاز خان نے فون کر کے جان چھڑائی یا پھر دائم کو فون کرنا پڑا۔ وہ بڑا بھائی تھا۔ چھوٹے پر سختی کرنے پر دِل آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ اور ویسے بھی وہ بابا کا لاڈلا تھا اور پڑھائی میں جا رہا تھا۔ اسٹیڈیز خیر کیا کرنی تھیں ان میں تو ابا نے ہی پاس کرانا تھا، اس کا GPA فور کے قریب رہتا تھا۔ وہ بھی بغیر پڑھے لکھے وہ جانتا تھا مگر اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اتنی غلط حرکت کر سکتا ہے، وہ تو اس کے پیچھے چلا آیا تھا کہ صائم ایک بار سے بولا تھا تو ایسے میں کیا پتہ وہ ایشاٗ کو کہاں چھوڑ کر آ جائے، ایشاٗ کے لئے یہ شہر کا علاقہ نسبتاً نیا تھا۔ اور یہاں کے بارے میں وہ کم ہی جانتی تھی۔ اور ویسے بھی رات کا وقت تھا۔ ایسے میں ایک لڑکی کے لئے ایک انجان جگہ میں مزید مُشکل ہو جاتی۔

''اٹس اوکے۔ میں نے اسے معاف کیا دائم پلیز اس پر غصہ نہ ہوں۔ میں ناراض نہیں۔'' ایشاٗ کو کوئی اور راہ نہیں دِکھ رہی تھی ظاہر ہے اسے معاف کرنا ہی تھا وہ ان کے گھر رہ رہی تھی ان کا نمک کھا رہی تھی' وہ بھی مُفت میں۔ تو ایسے میں یہ اچھا تو نہ لگتا تھا کہ اس گھر کے افراد اس کی وجہ سے لڑیں۔ ایک دوسرے سے ناراض ہوں۔

ایاز خان نے انار کا گلاس لبوں سے لگایا۔ دائم لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُوپر چڑھ گیا۔ ایشاٗ ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔

''جاؤ بیٹا آرام کرو جاؤ شاباش۔'' ایاز خان نے صائم کو پچکارا۔ ''تم بیٹھو ایشاٗ ۔۔'' انہوں نے ایشاٗ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''بس انکل میں لیٹوں گی جا کر شکریہ۔۔'' اس نے ایک نظر سامنے کھڑے صائم کو دیکھا جو اب جانے کو مڑا تھا وہ بھی

Downloaded from https://paksociety.com

اپنے کمرے کی طرف چل پڑی ایاز خان نے گہری نظروں سے ایشاٗ کا جائزہ لیا۔ ''ویسے صائم بے چارہ اِتنا گناہ گار بھی نہیں ہے۔۔۔''

=====

''اور جوزفین کیسی ہو مِلنا مِلانا ہی نہیں ہو پا رہا۔''

''کیا کہوں۔۔ پتہ ہے آپ کو۔ دِن کو سارا چرچ میں گُزرتا ہے پھر آتی ہوں تو مائیکل اور جوزی کے ساتھ ٹائم گزارتی ہوں۔''

''ہاں ٹھیک کہی تم نے بھی مائیکل کیسا ہے جوزی سے تو بہرحال بات ہوتی ہی رہتی ہے پرسوں ملی بھی تھی راستے میں مجھے۔۔'' کرسٹینا نے بتایا۔ جوزفین سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھی تھی۔ ملازمہ نے چائے سامنے رکھی۔

''اچھا ہے آپ بتاؤ آپ نے بُلایا تھا خیریت تھی میں بازار گئی تھی جب جوزف آیا ہمارے گھر۔'' جوزفین نے چائے اُٹھائی۔

''ہاں پہلے تو معذرت میں نے بُلایا میں خود اس لئے نہیں آئی کیوں کہ ہو سکتا تھا کہ تم مصروف ہوں اور دوسری یہ بات میں جوزی کے سامنے نہیں کرنا چاہتی تھی تو بات دراصل یہ ہے کہ تمہیں پتہ تو ہے بچپن سے ہم جوزف اور جوزی کی شادی کی بات کر رہے ہیں تو ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ تم سے بھی مشاورت کر لیں پھر کوئی تاریخ طے کر لیں۔'' کرسٹینا نے اصل بات سے جوزفین کو مطلع کیا۔ ''کیوں تم کیا کہتی ہو۔''

''جوزی کل بھی آپ کی تھی آج بھی آپ کی ہے آپ جب دِل چاہے اس کو لا سکتے ہیں آپ کوئی جو بھی موضوع لگے تاریخ طے کر لیں تاکہ کرسمس سے پہلے پہلے ان دونوں کی شادی وہ جائے پھر میری کرسمس میں مصروفیات بڑھ جائیں گی۔''

''جی بالکل ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اکتوبر کی سترہ تاریخ رکھ لیتے ہیں کیوں کہ ابھی پندرہ دن رہتے ہیں تو جو تیاری کرنی ہے وہ کر لیتے ہیں یہ بھی تو فرض ہے ناں یہ بھی تو ادا کرنا ہے کام تو لگے ہی رہیں گے۔'' کرسٹینا نے بات کرنے کے ساتھ ساتھ چائے میں ٹی بیگ گھمانا شروع کر دیا۔

''آپ نے بالکل صحیح کہی ہم بھی خداوند کے فضل سے تیاری مکمل کر لیں گے اچھا اب میں چلتی ہوں، جوزی اکیلی ہے گھر میں۔'' جوزفین نے پیالی سامنے رکھ دی۔

''ایسے کیسے کھانا کھا کر جانا جوزی کے لئے بھی لے جانا۔ وہ دیکھو ملیکہ لگا بھی رہی ہے۔'' جوزفین کو بادِل نخواستہ رکنا پڑا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا اور میں سوچ رہی تھی کہ شادی والے دن کے لئے ہم جوزی کے لئے۔۔'' آگے شادی کی باتیں دوبارہ شروع ہو چکی تھیں، پروگرام بنائے جا رہے تھے باہر پڑتی شام گہری ہوتی جا رہی تھی اور چاند اُبھر آیا تھا۔ دسویں کا چاند اندھیرے سے فی الحال جیتتا جا رہا تھا۔

=====

''اور تم نے اس کو کچھ نہیں کہا سوائے سوری کے۔۔'' سکندر نے نیناں کو وارن کیا نیناں نے زخمی نظروں سے سکندر کو دیکھا۔ واقعی محبوب کے آگے جُھکنا ہی پڑتا ہے۔

''وہ تمہاری باتوں سے کتنی ٹار چڑ ہوئی شاید تم کو خود بھی نہیں پتہ اور وہ دیکھو کہ کتنی عظیم ہے کہ اس نے مجھے بتایا تک نہیں بھائی کا بہانہ بنایا جبکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی اس کا بھائی تو بچپن سے اس مرض کا شکار تھا ایسے لوگ دُنیا میں کم ہی ہوتے ہیں جو دوسروں کی ہر اچھی بُری بات سن کر چُپ سادھ لیتے ہیں جبکہ ان کی کوئی غلطی بھی نہ ہو۔ اس نے کبھی مجھے ایسی نظروں سے نہیں دیکھا میں ہی نہیں رہ سکتا اس کے بغیر۔ ابھی تو اس کو میرے جذبات کا علم ہی نہیں میں اس کے لئے کوئی نئی مصیبت نہیں کھڑی کرنا چاہتا تھا۔ ابھی کچھ دن لگیں گے۔ کچھ وقت گُزرے کا تو بتاؤں گا۔ اور مجھے یقین ہے میری محبت کی شدت کے آگے وہ بول نہیں پائے گی۔۔'' سکندر کو یقین تھا اسے جوزی سے کتنی محبت تھی اس کی باتوں سے، سوچوں سے اندازہ ہوتا تھا۔

اور نیناں کی حیثیت کیا تھی اب، نیناں اس لڑکی کی قسمت پر رشک کر رہی تھی کہ جو سکندر کو صحیح طور پر جانتی تک نہ تھی، جذبات کا علم بھی نہیں کیسے اس کے لئے تمام دوسری محبتوں کو بھلا بیٹھا تھا۔ صرف اس کی خاطر اور جو بچپن سے اس سکندر کی محبت کا دم بھر رہی تھی اس کا کسی کو کوئی خیال ہی نہیں۔ نیناں ہار گئی تھی اس کی محبت ہار گئی تھی اس کی یک طرفہ محبت کب تلک لڑتی کب تک ساتھ دیتی ساتھ رہے بھی تو بھلے ساری عمر ساتھ رہے مگر اس کا نتیجہ کیا نکلنا تھا خود اس کا ادراک نیناں کو ہوا چلا تھا۔ کیسی بے بسی تھی کہ جس سے محبت تھی اسے پتہ بھی تھا اور اسے دھتکار رہا تھا، وہ انمول نہ تھی وہ عام سی تھی اس کی محبت عام تھی تبھی تو اس لڑکی کے مدِ مقابل نہ آ سکی۔ وہ سکندر کو خوش دیکھنا چاہتی تھی اس کے ساتھ رہ کر۔ اس کو اپنا بنا کر، اب وہ کیسے برداشت کر پائے گی کہ سکندر تو خوش ہے مگر کسی اور کے ساتھ۔ بے تحاشہ خوش مگر اس کے بغیر کسی اور کا ہو کر۔ وہ کر بھی تو کیا سکتی تھی۔ صرف یہی کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کسی اور کے ہاتھوں میں دے دے کسی اور کی جھولی میں ڈال دے۔ رسمِ وفا بھی عجب تھی اس کے لئے کوئی بے خبری میں بے پناہ محبت پا چکا تھا تو کوئی عمر بھر ساتھ رہ کر بھی محبت کا ایک پل ایک پہر نہ حاصل کر سکا تھا۔

جوزی کا ایک نام ہی سکندر کے وجود پر خوشیاں دوڑا دیتا تھا وہ جوزی کو ہی اوّل آخر سمجھتا تھا اپنی زندگی میں اس کا اندازہ اس دن کا نیناں کو گڑگڑانا بار بار یاد آیا تھا کہ کس طرح اس نے رو کر سکندر سے معافی مانگی تھی اور سکندر نے اپنے بجائے اس لڑکی

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

سے معافی مانگنے کا کہہ دیا تھا اور اب وہ اپنی محبت کے ہاتھوں بے بس تھی۔ وہ تو اس لڑکی کو سکندر کی زندگی سے بے دخل کرنا چاہتی تھی مگر وہ لڑکی پہلے سے بھی مضبوط جڑوں کی بنیاد سکندر کے وجود میں ڈال چکی تھی اس کا اندازہ نیناں کو اب خوب ہو چلا تھا۔

''مادر آپ نے ایسے ہی کیسے ہامی بھر لی۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا کم از کم مجھ سے پوچھ تو لیتیں۔'' جوزی کو جب جوزفین نے ساری بات بتائی کہ کرسٹینا کے بُلانے کا کیا مقصد تھا تو خلافِ توقع جوزی پریشان ہو گئی تھی۔ جوزفین تو پورا راہ یہ سوچتی آئی تھی کہ جوزی کو جب یہ پتہ چلے گا کہ اس کی پندرہ دن بعد شادی ہے تو وہ تو شرما جائے گی۔ اب جوزفین دیکھ رہی تھی کہ جوزی پریشان ہوئی تھی خوش نہیں ہوئی تھی' شرمائی نہیں تھی۔

''کیا ہوا بیٹا کیا کوئی مسئلہ ہے کیا۔'' جوزفین نے جوزی کو بغور دیکھا۔

''کیا آپ کو نہیں دِکھتا وہ لاغر' جو اندر پڑا ہوا ہے مائیکل میرا بھائی ہے مادر۔ اس کا سوچا آپ نے میرے بعد آپ اس کو کیسے سنبھالیں گی۔'' جوزی سامنے آ بیٹھی جوزفین کو دیکھا واقعی یہ فطری بات تھی اسے مائیکل سے محبت تھی تو لازماً اسے مائیکل کا سوچنا تھا۔

''تم کو پریشان نہیں ہونا چاہیئے وہ میں دیکھ لوں گی اور ویسے بھی پہلے بھی تو وہ پورا پورا دن اکیلا ہوتا تھا گھر میں۔ اب کیا ہو گیا۔''

''مادر مجھے کام کرتے کافی عرصہ ہو گیا۔ میں تو اتوار کا آدھا دن ہی اس کے ساتھ گزار پاتی تھی اس کی مجبوریوں کو سمجھے بغیر اب جب مہینہ گُزرا ہے تو مجھے اندازہ ہوا ہے کہ وہ بول نہیں سکتا ہم پر غصہ نہیں ہوتا' ہم سے ناراض ہو کر اس کو کچھ نہیں ملنے والا۔ اس ماہ میں مجھے احساس ہوا کہ یہ تو ہر چیز کے لئے معذور ہے ہم اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہیں اس کی تو کوئی پرواہ نہیں پورا پورا دن یہ چھت کو گھورتے گزار دیتا ہے کیا اس کے کوئی احساسات نہیں۔ اس مہینے میں اس کے قریب آئی مسکرائی 'باتیں کیں۔ جو مجھے محسوس ہوتا کہ مائیکل کیا چاہتا ہے میں نے وہی کیا اس کے لئے۔ اس ایک ماہ میں' مائیکل کافی بہتر ہوا۔ اس کا رویہ جو پہلے اُداس اور غمگین رہتا تھا' اب وہ خوش رہنے لگا ہے مسکراتا بھی ہے اور خود ہاتھ بڑھا کر چیزوں کو خود پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب اگل دیتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں میں پوچھتی ہوں تو مشکور نظروں سے مجھے دیکھتا ہے مادر اس کی آنکھوں کی تڑپ شاید آپ کو سمجھ نہ آسکے مگر میں دیکھ رہی ہوں اور دیکھ چکی ہوں کہ اسے ضرورت ہے ہر پل کسی کی' جو اس کا خیال رکھے وہ بھلے نہ بول سکتا ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ بولے وہ گونگا ہو گیا ہے مگر بہرا نہیں ہے وہ معذور ہو گیا مگر خواہشات اب بھی رکھتا ہے میں صرف اپنی خاطر ہی خود غرض بن کر اس کا سوچے بغیر شادی کر کے اگلے

Downloaded from https://paksociety.com

گھر چلی جاؤں گی؛ آپ چرچ میں مصروف ہو جائیں گی تو ایک بار پھر اس پر قنوطیت کا دورہ پڑے گا وہ کیسے رہ پائے گا۔"

جوزی' نے جوزفین کی بھی آنکھیں کھول کر رکھ دی تھیں۔ جوزفین کو اندازہ تھا کہ جوزی کی مائیکل کے لئے کتنی محبت ہے شاید وہ اندازہ نہ لگا سکتی تھی۔ مگر جو فکر تھی وہ ضرور سمجھ سکی تھی۔ کہتی تو جوزی ٹھیک ہی تھی اس کے بعد جوزفین کیوں کر اور کیسے مائیکل کا خیال رکھ پائے گی وہ پورا دن چرچ ہو گی پیچھے سے اگر کچھ ایسا ویسا ہو گیا تو۔۔؟" مگر پیٹ پوجا بھی تو کرنی تھی گھر بیٹھ کر کیا حاصل ہوتا کرسٹینا کے خاندان نے ان کا جتنا خیال رکھا تھا اس کے آگے وہ کیسے کوئی حیلہ بہانہ کرتی۔ اور جوزف اور جوزی ایک دوسرے کو پسند بھی تو کرتے تھے ایسے میں یہ فرض ادا کرنا تھا۔ تو جلد ہو جائے تو اور بھی اچھا ہے۔

"بیٹا جو مرضی ہو مائیکل کا خیال میں خود ہی رکھ لوں گی لیکن مائیکل کی فکر کرتے ہوئے میں تم کو نظر انداز نہیں کر سکتی تمہاری زندگی کا مستقبل پسِ پُشت نہیں ڈال سکتی۔ مجھے تمہارا بھی سوچنا ہے تمہارا بھی فرض ادا کرنا ہے جو میں ادا کرنا چاہتی ہوں تاکہ یہ ادا کر کے میں تمہارے مرتے باپ کے آگے سرخرو ہو سکوں۔" جوزفین کی آواز گھگھیا گئی معاً گیٹ پر دستک ہوئی

۔

"میں دیکھتی ہوں کون ہے۔۔" جوزی باہر نکلی دوپہر سے وقت آگے کو نکلا جاتا تھا سورج اُفق پر چمکتا تھا فروری کی اُداس شامیں دن بھر کی تھکن سمیٹے ہوئے تھیں درختوں کی کونپلیں پھوٹ پڑی تھیں صحن میں لگے خوبانی کے پیڑ سے پھول' گلابی اور سفید صحن میں ہوا کے دوش پر اُڑتے پھر رہے تھے ان کی مہک بھینی بھینی چہار سو پھیلی تھی۔

"السلام علیکم۔۔" سامنے سکندر اور نیناں کھڑے تھے ایک لمحے کے لئے تو جوزی کے چہرے کا رنگ اُترا۔ نیناں نے کمال ہمت کا مظاہرہ کیا ورنہ اس نے جب جب جوزی کو دیکھا تھا نفرت کی نگاہ سے ہی دیکھا تھا لیکن اب اسے خیال رکھنا تھا رُوبرو محبوب کا محبّ کھڑا تھا اس کا احترام بھی اب واجب تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔ آیئے آیئے۔۔" سکندر نے قدم آگے بڑھائے نیناں نے بھی تنفر سے گھر کے اندر دیکھا مگر خود پر قابو تو پانا ہی تھا ناں۔

"اور سنائیں کیسی ہیں آپ۔۔" سکندر آگے آگے تھا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ سنایئے۔ اور ہما آپ کیسی ہیں۔"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔" (کیسی لگتی ہوں تمہیں۔ جن سے ان کی محبت تم جیسی لڑکیاں چھین لیں وہ کیسی ہو سکتی ہیں۔ تم کو دیکھوں تو زندگی کا ایک ہی مقصد دِکھتا ہے کہ تم کو قتل کر ڈالوں۔) بدقت مسکراتی ہوئی گویا ہوئی۔

"آپ اندر آیئے اندر امی بھی بیٹھی ہیں۔"

Downloaded from https://paksociety.com

’’جی ضرور چلیے۔‘‘نیناں عجب سے نظروں سے سب دیکھ رہی تھی۔(گھر جا کر ضرور ہی نہاؤں گی پتہ نہیں یہاں کی نجاست نہانے کے بعد بھی اُترے گی یا نہیں۔

وہ دونوں جوزی کی پیروی میں اندر کی طرف بڑھے۔

جوزفین مہمانوں سے ملی‘خیریت دریافت کی سکندر اور نیناں اندر بڑھے سکندر نے جوزی کو مائیکل کی طرف لے جانے کو کہا۔نیناں کے لئے پہلا موقع تھا کہ وہ مائیکل کو دیکھ رہی تھی اس کو دیکھ کر بے اختیار اُبکائی آئی۔وہ ایک لاغر سا لڑکا تھا شکل سے کم عمر لیکن حالت سے کوئی بوڑھا ہی دکھتا تھا منہ ٹیڑھا اور کمرے میں عجب سی بساند اور بدبو۔

’’کیسے ہو مائیکل میں سکندر چند دن پہلے آیا تھا تم سے ملنے کیسے ہو۔‘‘مائیکل بھی اس کو پہچان گیا تھا اس کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔جوزی نے بغور دیکھا سکندر کو دیکھتے ہوئے آج پھر اسے محسوس ہوا کہ بلاشُبہ کوئی محبت سے دیکھے یا نفرت سے‘ فوراً احساس ہو جاتا ہے جیسے کہ نیناں کے دیکھنے میں سے اپنی جانب سے ہتک محسوس ہوئی تھی مائیکل کی طرف بھی نیناں کا ایسا ہی رویہ تھا جوزف بھی بس دِکھا تا ہی تھا ورنہ نیناں کی طرح اس کا بس بھی نہیں چلتا تھا کہ کمرے سے بھاگ جائے یا کم از کم ناک ہی بند کرلے۔اس نے مائیکل کی خیریت دریافت کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔

مائیکل سکندر کو دیکھ کر مسکرایا تھا نیناں سامنے بیٹھ گئی جوزفین ان کے لئے کچن میں کُچھ بنانے چلی گئی‘جوزی نیناں سے کچھ دور ہو کے بیٹھ گئی۔

’’جوزی جو کچھ ہوا اس کا مجھے سخت افسوس ہے مجھے احساس نہیں تھا کہ تمہارے گھر کے حالات اِتنے خراب ہیں تمہارے بھائی کی طبیعت خراب ہے میں خودغرض ہوگئی تھی۔۔تم۔۔تم مجھے میری غلطیوں پر‘جو قابلِ معافی تو نہیں مگر پلیز میرے حوالے سے کوئی غلط بات ذہن میں نہ رکھنا‘ہو سکے تو مجھے معاف کردو مستقبل میں تم سے جو رِشتہ بننے جا رہا ہے وہ ضروری ہے کہ میں تمہارے حوالے سے ذہن میں کوئی غلط بات نہ رکھوں۔اور تم بھی مجھے معافی دے دو۔اور آفس کو دوبارہ جوائن کرلو۔‘‘

’’مُستقبل کا رِشتہ۔۔؟معافی کی کوئی بات نہیں تم نے جو کچھ غصے میں کیا‘اس کا تم کو احساس ہوا‘بہت ہے۔مجھے تم سے کوئی گلا نہیں ہے۔اور تم نے کہا کہ ہمارے گھر کے حالات خراب ہیں۔ہمارے گھر کے حالات خراب تھے‘اب بہت اچھے ہیں۔حالات تب خراب تھے جب ہم چھوٹے تھے کہ ابو وفات پا گئے امی نے ہم دونوں کو کیسے پالا یہ ہم جانتے ہیں۔بس خداوند کی آزمائش تھی جو ہم نے دیکھی۔اور جو ہم دیکھ رہے ہیں۔مگر ہم نے ہر حال میں مائیکل کی پرواہ کی اسکا خیال رکھا۔ہم اب بہت بہتر ہیں۔ہم ہمیشہ اپنے سے نیچے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس کون کون سے سہولیات نہیں اور ہمارے پاس ہیں تو

Downloaded from https://paksociety.com

ایسے میں ہم خداوند کا شکرادا کرتے ہیں۔اب دفتر دوبارہ نہیں آسکتی کہ مجھے احساس ہوا کہ میرے دفتر والوں سے زیادہ میرے گھر والوں کا مجھ پر حق ہے میں مائیکل کا خیال رکھتی ہوں۔اب دفتر نہیں آسکتی۔لیکن تمہاری ایک بات سمجھ نہیں آئی مستقبل کے رِشتے والی۔۔؟''

''دوستی کا رِشتہ تم اور نیناں نے اپنے باہمی اختلافات ختم کر دیئے ہیں اب تم لوگوں کا ایک نیا رِشتہ قائم ہوا ہے دوستی کا رِشتہ۔۔'' سکندر نے نیناں کی طرف دیکھا جو شکر ہے منہ سے ایسا ویسا کچھ نہیں بول گئی۔

''ہاں بالکل میں بھی یہی کہہ رہی تھی۔۔'' نیناں نے سنبھلنے کی کوشش کی۔

''یہ لو چائے تم لوگ ہمارے گھر پہلی بار آئے ہو۔۔اس لئے خاطر مدارات تو بنتی ہے ناں۔'' جوزفین کے چائے کے مگ اور اسنیکس ان دونوں کے آگے رکھے۔

''جی میں پہلی بار آئی ہوں سکندر تو آتے رہتے ہیں۔۔'' نیناں نے کمال مہارت سے ایک بات کہہ ڈالی جوزفین نے الجھی نظروں سے جوزی کی طرف دیکھا۔

''ہاں امی آپ کو بتایا تو تھا کہ دفتر کا بندہ تنخواہ دینے آیا تھا تو وہ سکندر ہی تھے۔۔'' جوزی نے اپنی پوزیشن کلیئر کی۔

''اچھا اچھا وہ جو مائیکل کے لئے فروٹ بھی لایا تھا اچھا صحیح ہے' اسی بہانے تم لوگوں سے مُلاقات بھی ہوگئی اور گھر سناؤ سب خیریت ہے ناں۔'' جوزفین نے مہمانوں سے دریافت کیا سکندر مسلسل جوزی کو دیکھے جارہا تھا۔نظروں کی تپش محسوس ہونے پر جوزی نے سکندر کی طرف دیکھا سکندر نے فوراً جوزفین کی بات کا جواب دینا شروع کردیا۔کافی دیر باتوں میں گزر گئی جوزفین نے اپنا کام بتایا اور ساتھ ہی مُشکلات میں سے گزرتے ہوئے ساتھ دینے والوں اور ساتھ چھوڑ جانے والوں کا بتایا۔ایک معذور بیٹے اور ایک بیٹی کے ساتھ کیسے زندگی گزاری اور اب انہوں نے بتایا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی کرنے جارہی ہیں۔

''جوزی کی شادی۔۔کس کے ساتھ۔۔؟'' نیناں دل سے خوش ہوئی۔۔

''اس کے کزن جوزف سے۔۔بچپن سے ان کی بات طے ہے اور دو ہفتوں تک ہم تم لوگوں کو کارڈ بھجوا دیں گے۔آؤ گے ناں۔۔'' جوزفین نے لگے ہاتھوں مہمانوں کو مدعو بھی کرلیا۔سکندر کا بجھا چہرہ نیناں کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہ تھا صرف ''ہوں۔'' میں جواب دیا۔ جواباً نیناں نے اس کو شادی کی مبارک باد دی اور نیناں کو بھی خوش رہنے کا کہا۔ جوزی اپنی ہی سوچوں میں تھی کیا ضرورت تھی امی کو ان لوگوں کے سامنے یہ کہنے کا۔کس نے کہا کہ میں دو ہفتوں میں شادی کرنے جارہی ہوں۔امی تو نہ کوئی بات سنتی ہیں اور نہ ہی سمجھتی ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا چلو سکندر ہم چلیں ۔ہم پھر چکر لگائیں گے۔'' نیناں آئی تو بجھے دل سے تھی مگر جاتے ہوئے ایک بہت بڑی خوش خبری لے کے جا رہی تھی۔

''بیٹھو ناں تم لوگ۔کھانا کھا کر جاتے۔۔'' جوزفین کے رُکنے کا کہا،

''نہیں آنٹی ہم پھر آئیں گے ناں بہت شکریہ آپ کا۔۔'' ''اب اجازت دیں ٹھیک ہے مائیکل خدا حافظ۔۔'' رسماً جملوں کا تبادلہ ہوا جس دوران سکندر خاموش ہی رہا' اُلجھا اُلجھا سا مُضطرب سا۔۔اور نیناں اِٹھلاتے قدموں کے ساتھ سکندر کی پیروی میں باہر نکل گئی

''یہ فخر تو ہے حاصل بُرے ہیں کہ بھلے ہیں

دو چار قدم ہم بھی تیرے ساتھ چلے ہیں۔'' نیناں نے زیرِ لب گنگنایا۔

''کیا میری محبت جو میری ہوئی ہی نہیں کوئی اور اپنا لے گا۔۔'' سکندر کے دماغ میں سمندر موجزن تھے۔اس کا ذہن و دل سوالوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا وہ کیا کر سکتا تھا اس کے جذبات سے نہ لڑکی واقف تھی اور نہ ہی لڑکی کے گھر والے۔ جوزی نے شادی کی بات پر اور اس کے بعد سکندر کی خاموشی کو جوزی نے خوب نوٹ کیا تھا۔لیکن وہ اس نہج تک نہ پہنچ سکی جس دوراہے پر سکندر آ کھڑا ہوا تھا۔

''میری محبت کسی اور کیسے ہو سکتی تھی یہاں سے اندازہ ہوتا ہے سکندر صاحب محبت سچی ہو تو مل ہی جایا کرتا ہے۔۔'' نیناں اپنے خواب بُن رہی تھی۔

جوزی اور جوزفین ان کو گیٹ تک چھوڑنے آئے۔سکندر مائیکل سے بھی نہ ملا۔سوچوں میں گم صم گاڑی میں آ بیٹھا۔

''یہ کیا ہوا سکندر اس کی تو شادی ہونے جا رہی ہے اور تم پاگل ہوئے جا رہے ہو وہ شادی کر رہی ہے اسے تمہارا کوئی احساس نہیں اسے تو شاید تمہارا ساتھ بھی نہیں چاہیئے وہ تمہارے بارے میں ایسا کوئی خیال نہیں رکھتی اور کیوں وہ اپنے بچپن کے منگیتر کو چھوڑ کر تم سے شادی کر لے گی اور اس صورت میں بھی کہ اسے ان سب رِشتوں' باتوں بلکہ اپنے مذہب کی بھی قربانی کرنی پڑے۔سب کا ساتھ ٹوٹ جائے۔تم کیوں بے وقوفی کر رہے ہو۔ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔چھوڑو اب اس کا خیال اب وہ کسی

اور کی ہونے جا رہی ہے۔'' نیناں کے دل میں خوشی ہلکورے لے رہی تھی مگر لہجہ فکر مندانہ تھا۔گاڑی آگے بڑھی یہ دفتر کی گاڑی تھی جو سکندر کو مہیا کی گئی تھی۔

''نہیں نیناں ایسا کچھ نہیں ہوگا جوزی کی شادی صرف مجھ سے ہوگی وہ مجھ سے شادی کرے گی، میں ایسا ہرگز نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

ہونے دوں گا بھگا لاؤں گا یا اغوا کرلوں گا جو بھی ہوا جوزی میری ہے میں اس کو کسی اور کا کیسے ہونے دوں۔تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں،''نیناں جی بھر کر بدمزہ ہوئی' جی اندر تک جل سا گیا۔

''جوزی اللہ کرے تم کبھی خوش نہ ہو،ساری زندگی محبت کے لئے ترسو۔میری محبت کو چھین کر تم کو سے محل بنالوگی، میری محبت کو چھین کر تم سوچتی ہوں گی کہ خوش رہو گی ناممکن میری بدُعا ہے تم کو کہ کبھی چین نہ پاؤ تم۔۔''

شام گہری ہوتی جا رہی تھی اور بدُعا آسماں کی طرف جا رہی تھی۔اندھیرا زمین پر پھیل سا گیا تھا۔دِلوں میں اُداسی ڈیرے جما رہی تھی ہر ایک اپنی سوچوں میں مدغم تھا اور اپنے اپنے زاویے سے سوچ رہا تھا۔

=====

موسم نیا اپنے تیور دِکھانے تھوڑے کم کر دیئے تھے ان دِنوں۔ماہ کے وسط میں بادل بھی برس برس کر تھک گئے تھے۔ آج کل کے دور کے لوگوں کی طرح تھے' سخت جاں نہ رہے تھے۔یونیورسٹی کا موسم ویسا ہی تھا طلباٗ و طالبات اِدھر اُدھر جا رہے تھے۔کسی کو کلاس میں جانے کی جلدی تو کوئی کلاس سے میلوں دور جانے پر راضی بہ رضا۔اس سب میں چند پروفیسرز بھی نقل و حمل میں لگے ہوئے تھے۔فروٹ اسٹوری کی چوتھی سائیڈ کی پانچویں سیڑھی پر دیکھو تو وہ تینوں بیٹھی تھیں۔

''یار مجھے تو پیپرز سے سخت ڈر لگتا ہے صحیح تیاری ہو پھر بھی خطرہ پڑا رہتا ہے۔ساری ٹینشن ہی GPA کی ہوتی ہے'' راعنہ فکرمندی سے نیوکلیئر کی کتاب کو پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔

''پھر پارٹی کی تیاریوں اور سر کے جانے نے مزید وقت لیا یہ یونی والوں نے بھی پیپرز انہی ڈیٹس میں لینے ہوتے ہیں ہر بار۔''ساشے نے اپنا شوشا چھوڑا۔

''دیکھو وہ سامنے سر عازب۔۔چلو ان کے آنے سے پہلے کلاس میں چلے جاتے ہیں۔''کومل اُٹھنے لگی تو ساشے نے پکڑ کر بٹھا لیا۔

''آرام سے بیٹھو دیکھنے تو دو کیسے ہیرو لگ رہے ہیں۔بلیک کوٹ' بلیک ٹائی میں۔''

''او محترمہ کن سوچوں میں گم ہو سر ہیں وہ ہمارے۔۔''کومل نے چٹکی بجائی۔

''ہاں تو میں نے کب کچھ کہا ہے تعریف ہی تو کر رہی ہوں ایسے ڈیشنگ بندے کی تعریف نہ کروں تو کیا فائدہ۔''

''مس ساشے آپ کی تعریف سے ان کا کچھ سنورنے والا نہیں ہاں البتہ آپ کی پیپرز کی تیاری سے آپ کا مُستقبل ضرور سنور جائے گا وہ ہم جیسوں کو لفٹ نہیں کرانے والے ویسے بھی وہ ہمارے سر ہیں۔''راعنہ نے آئینہ دِکھایا۔

عازب کا فون بجنے لگا۔اس نے رُخ موڑ کر بالکنی سے نیچے کی طرف دیکھتے ہوئے کال ریسیو کی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اُف خُدایا تم دونوں فلاسفرز کے درمیاں میں پاگل ہو جاؤں گی۔'' ساشے نے سر تھاما۔ کومل اور راعنہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

''مجھے تو ابھی اس لڑکے کو بھی فیس کرنا ہے وہ اس موبائل والے کو۔ آج تو آیا ہی ہو گا وہ۔'' ساشے گھوم کر راعنہ کے سامنے ہو لی۔

''کیا کوئی پتہ چلا ہے کہ وہ کون ہے۔''

''نہیں مجھے نہ پتہ ہے اور نہ ہی کوئی اندازہ ہے۔ کم از کم اس طرح کی حرکتیں میرے جاننے والوں میں سے تو کوئی نہیں کر سکتا۔'' راعنہ کو اپنے سرکل پر بھروسہ تھا مگر اس دائرے میں کتنے کردار کالی بھیڑوں کی طرح سفید بھیڑوں میں چھپے ہوئی تھے اس کا اندازہ راعنہ کو نہیں تھا۔ اور اس کا ادرک آنے والے لمحات میں اس پر ہونے والا تھا۔

''ویسے راعنہ ایک بات سچ بتاؤ تم ناراض تو نہیں ہو گی ناں۔'' راعنہ نے ساشے کو لمحے بھر کے لئے دیکھا۔

''ایسی کیا بات ہے کہ تم کو میری ناراضگی کی فکر ہے۔۔'' کومل سامنے دیکھ رہی تھی سر کنارے ہو گئے تھے نیچے کی طرف اور پھر واپس مُڑ گئے تھے۔ اچانک سامنے سے سیڑھیاں چڑھتا وہ ان کے سامنے آ گیا تھا۔ کومل کی نظریں اس سے ملیں۔

''کیسی ہیں۔۔''

''ویسی ہی ہوں۔۔'' کومل نے بے رُخی سے کہہ کر نظریں دوسری طرف موڑ لیں۔

''ابھی تک ناراض ہیں میں نے تو آپ سے انتقام بھی نہیں لیا۔۔'' صائم نے ہاتھ سینے پر باندھ لئے۔

''انتقام لینے کا سوچنا بھی مت میں وہی وار تم پر اُلٹا کر دوں گی۔'' ساشے اور راعنہ خاموش تماشائی تھیں۔

''دیکھتے ہیں۔ ویسے آپ کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔۔''

''نقل تو نہیں کروں گی کم از کم۔۔'' کومل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ''اٹھو کہیں اور چلتے ہیں یہاں سے۔۔'' کومل نے ان دونوں کو اشارہ کیا۔ وہ اُٹھنے لگیں تو صائم نے فوراً روکا۔ ''نہیں نہیں آپ لوگ بیٹھے رہیے میں تو ایسے ہی ادھر آ نکلا تھا۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ بلیوں کے علاوہ انسانوں کے راستہ کاٹنے پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔'' وہ انہی دونوں سیڑھیوں سے نیچے ہو لیا۔ کومل کے دل میں خوب آئیں مگر ضبط کر گئی۔

''دفعان۔۔'' کومل نے سر جھٹکا۔۔

''ویسے کومل یہ لڑکا تمہارے پیچھے کچھ زیادہ ہی نہیں پڑ گیا'' ساشے نے عمیق مشاہدہ کے بعد مفروضہ دیا۔

''مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔'' کومل نے سر جھٹکا۔ ''ارے بھئی بہت امیر ہے کروڑوں کی جائیداد کا مالک ہے یہ اور

Downloaded from https://paksociety.com

اس کا بھائی میں نے سنا ہے۔۔"

"چھوڑو یار اچھا اور ساشے تم کیا کہہ رہی تھیں مجھے ۔۔" راعنہ نے ساشے کو لیا۔

"وہ یہ کہ جولڑ کا تم کو گفٹ' چاکلیٹ' پھول' اور نمبر پھینکتا رہا ہے اس کو تم جانتی ہو نا صرف تم' بلکہ میں اور تمہارا بھائی شہیر عرف اپیل بھی۔۔" ساشے نے گویا بم پھوڑنے کی کسر پوری کر دی تھی۔راعنہ کے لئے یہ ایک بم سے کم نہ تھا۔

"کیا یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔نہیں تم مزاق کر رہی ہو۔" راعنہ کے تاثرات میں بے یقینی تھی۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ٹھہرو باغ میں چلتے ہیں ویسے بھی سر عازب کو میں نے نیچے جاتے ہوئے دیکھا ہے آج شاید پیریڈ نہ ہی ہو۔۔میں تم کو سارا واقعہ بتاتی ہوں۔۔"

"اور یہ سب تم کیسے جاتی ہو۔۔" راعنہ نے ساشے کی آنکھوں میں جھانکا۔

"کیوں کہ اس دائرے کا میں بھی حصہ رہی ہوں۔۔" ساشے نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"ساشے تم میرے ہاتھوں سے مر جاؤ گی۔۔" راعنہ ساشے کی طرف بڑھی۔

"پہلے پوری بات تو سن لو۔۔ پھر مار لینا ویسے میرے مرنے سے فی الحال تم کو کوئی فائدہ نہیں ہونے کا۔۔"

"تو سنو یہ پچھلے دسمبر کی بات ہے۔اس سال سے پچھلے دسمبر کی بات جب۔۔ ایک دن۔"

15 DECEMBER

میں اکیلی کھڑی تھی آج شہر میں ہڑتال تھی سو یونی میں جلدی چھٹی ہو گئی تھی تم دونوں شاید اس دن جلدی چلی گئی تھیں میں گاڑی کا انتظار کر رہی تھی کیوں کہ آج ڈرائیور چھٹی پہ تھا اور میں نے لوکل جانا تھا۔ابو کو میں نے کہا نہیں کہ وہ دفتر کے کام چھوڑ کر میرے لئے کیسے آئیں بلکہ گھر اطلاع ہی نہیں کی کہ میں کیسے آؤں گی۔ایسے میں ایک بائیک میرے پاس آ کر رُکا۔ بائیک سوار کے سر پر ہیلمٹ تھا، میں اسے پہچان نہ پائی۔وہ یونی سے ہی نکلا تھا میں اس کی تھوڑی ہی غور کرنے سے پہچان گئی اس کے کپڑوں سے۔اس نے ہیلمٹ اُتارا تھا اور میری طرف دیکھا۔

"گاڑی نہیں آئی کیا آج آپ کی۔۔؟"

"نہیں بس کا انتظار کر رہی ہوں۔۔"

"لیکن آج تو ہڑتال ہے گاڑی تو مُشکل ہے آئے آپ کے گھر کا راستہ بھی بند ہو گا ایک طرف سے آپ کو دوسری طرف سے جانا ہو گا اور اس طرف سے تو ٹریفک بھی نہیں جاتی۔" میں اس کی معلومات پر حیران تھی۔

"آپ کو کیسے پتہ کہ ہمارے گھر کی طرف دو راستے جاتے ہیں اور ایک بند ہے اور ایک طرف سے ٹریفک نہیں جاتی

Downloaded from https://paksociety.com

۔۔"

"یہ تو کامن بات ہے آپ کہیں بھی جاتے ہیں تو وہاں دو راستے جاتے ہیں ایک اس طرف آنے والا راستہ اور دوسرا اس طرف سے جانے والا راستہ۔اور سڑک کیوں کہ ڈبل ہیں تو ڈبل ٹریفک کا مطلب ہوا کہ دو راستے۔جہاں تک بات ٹریفک کے بند ہونے یا نہ ہونے کی ہے تو یہ بھی سمپل۔۔ایک یہ راستہ جا رہا ہے جس طرف سے آپ جا رہی ہیں اس طرف سے ٹریفک جاتی ہے مگر آج ہڑتال کی وجہ سے نہیں جا رہی۔اور دوسرا راستہ مخالف سمت سے آ رہا ہے کوئی ایسی لوکل گاڑی نہیں ہے جو اتنا لمبا روٹ لے کر آپ کو دوسرے راستے سے لے کر جائے گی اس طرح دوسری طرف ٹریفک کا ہونا نہ ہونا آپ کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا۔اور رہی بات ٹیکسی کی تو یہ پھر آپ انتظار کر سکتی ہیں۔۔"وہ مسکرایا۔واقعی اس نے صحیح کہا ہو گا کیوں کہ میں نے پبلک ٹریفک میں کم ہی سفر کیا ہے تو اس کا مجھے کوئی خاص علم نہ تھا۔اس نے دوسرے راستے سے مجھے گھر لے جانے کا کہا میں کیوں کہ پریشان تھی تو اس طرح اس کے ساتھ روانہ ہو گئی راستے میں اس نے تم میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔بار بار تمہارے بارے میں پوچھتا،پیپرز کے بارے میں کہ تمہاری تیاری کیسی جا رہی ہے اور مجھے لگتا تھا کہ وہ ابھی اور زیادہ جاننا چاہتا تھا مگر تھوڑا جھجک رہا تھا 'ہمارا گھر آیا میں نے اسے اندر آنے کی کہا مگر وہ پہلے ہی لیٹ ہو چکا تھا سو رخصت ہوا۔اور میں گھر آ گئی باتیں تو اس سے کبھی کبھی ہو ہی جاتی تھیں مگر پہلی بار باضابطہ اور باقاعدہ طور پر بات پہلی بار ہوئی تھی۔

22 MARCH

آج پورے چاند کی رات تھی۔بادل چہ مگوئیوں میں مصروف تھے اور ہوا کے دوش پر اُڑتے پھر رہے تھے۔فضا میں خنکی تھی۔چہار سو خموشی نے موسم و ماحول کو زمین پر ساکت کیا ہوا تھا۔میں تمہارے ساتھ کمبائن اسٹڈیز کر رہی تھی۔کومل نہیں آئی تھی کیوں کہ اس کی امی کی طبیعت خراب تھی اس دن۔معاً میں نے دیکھا کمرے کا دروازہ کھلا اور اپیل اندر داخل ہوا۔وہ بگڑے موڈ کے ساتھ صوفہ پہ جا بیٹھا تھا۔"کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔"

"کیوں کیا ہوا اپیل۔۔؟"میں نے اس سے پوچھا اس کے ناراض ہونے کی وجہ سے اس کی نرم نرم گالیں مزید خفا ہونے کی وجہ سے پھول گئی تھیں۔

"میں نے اپنی کو پزا بنانے کا کہا امی کہتی ہیں مجھ سے نہیں بنتا آپی جو کہتی ہیں ان کو بنا دیتی ہیں۔"میں مسکرائی تم نے کہا ۔

"ہاں تو اس وقت تم ان کو پزا کی فرمائش کر رہے ہو تو یہی کہیں گی ناں۔تم کو بھی اسی ٹائم پزا یاد آنا تھا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

”میں نے اس مسئلہ کے لئے ایک تجویز رکھی کہ ہم بھی پڑھ پڑھ کر تھک گئی ہیں تو کیوں نہ اکھٹے مل کر پزا کھایا جائے سو میں نے آرڈر پر پزا منگوا لیا۔ تم نے منع کیا مگر وہ بھی تو بچہ تھا۔ اس کی خواہش بھی تو پوری کرنی تھی ناں۔ پھر پزا آیا اور ہم نے مل کر کھایا اسی دوران باتیں ہوئیں اور مجھے اپیل کی عادات کی پختگی کا اندازہ ہوا۔ وہ ابھی تو بچہ تھا میں نے اس کو کہا کہ کسی کی وفاداری کا کیسے پتہ چلے کہ کوئی آپ کے ساتھ مخلص ہے یا نہیں تو اس کی کہا کہ:

”اگر وہ آپ کے ساتھ اپنے راز شئیر کرے تو آپ اس کے اعتماد کو نہ توڑیں۔“ اپیل کی اس بات نے مجھے متاثر کیا' خیر باتوں باتوں میں کافی وقت گزر گیا بھائی مجھے لینے گئے اور میں ان کے ساتھ چلی گئی۔ اس بات کے بتانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے اس کا اندازہ تم کو آگے چل کر ہوگا۔

8 JULY

اس نے مجھے راہداری میں روک لیا اور تمہارے بارے میں پوچھا مجھے اس کے رویے سے لگا کہ وہ تمہاری فکر کرتا ہے ۔تم سے محبت کرتا ہے شاید جھجک رہا ہے یا کوئی اور بات' میں نے فوراً سے پہلے اس سے پوچھ لیا کہ کیا وہ تم سے محبت کرتا ہے اس نے فوراً اعتراف کرلیا کہ وہ تم سے شروع سے محبت کرتا ہے۔ مطلب یہاں داخلہ ہونے کے بعد سے، میں نے اس کو تم سے اظہار کرنے کا کہا مگر وہ ایسا نہیں چاہتا تھا میں نے نہیں پوچھا کہ کیوں مگر کوئی وجہ ہوگی وہ تمہارے دل میں اپنے لئے جذبات دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ

چاہتا تھا کہ تم سے بات کرے تمہارے دل میں اگر اس کے لئے جگہ ہے تو وہ تم سے بات کرے۔ میں نے بھی اندازہ لگانے کی کوشش کی جس طرح وہ ناکام رہا' میں بھی رہی، اسی طرح وقت گزرتا گیا کبھی نوٹس کے بہانے تو کبھی ٹیسٹ کی تیاری۔ کئی دفعہ اس کو میں نے کلاس میں دیکھا وہ تم ہی کو دیکھتا تھا میں نے اسے پڑھائی پر توجہ دینے کو کہا کیوں کہ اس طرح اس کی پڑھائی کا حرج ہو رہا تھا۔ میں نے اس کو سمجھانے کی بہت کوشش کی' مگر وہ اپنے دل کی کیفیات بتانے لگا کہ وہ تم سے پانچ ماہ'اور بائیس دِنوں سے محبت میں مُبتلا ہے۔ اور یہ محبت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی ہے وہ پڑھنے پر توجہ نہ دے پا رہا تھا اس کی پڑھائی میں اس کی توجہ بہت کم ہوگئی ۔وہ تم کو سوچتا اور تم ہی کو سوچتے چلا جاتا تمہاری باتیں کرتا اور تمہاری باتیں ہی کرتا چلا جاتا۔ کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا۔

15 OCTOBER

تین ماہ گزر چلے تھے' میں نے اس کو کہا کہ وہ تم کو کوئی گفٹ کرے وہ خوش ہوا کہ اس کی ذہن میں ایسی بات کیوں نہیں آئی لیکن وہ کہتا تھا کہ تحفہ کون لے کر جائے' ایسے ہی وقت میں مجھے ایک ترکیب سوجھی میرے ذہن میں اپیل آیا میں

Downloaded from https://paksociety.com

نے ایپل سے مدد لینے کی ٹھان لی وہ راضی ہو گیا وہ وعدے کا پابند تھا۔

اس نے خواہش کا اظہار کیا کہ جب اس کے ذریعے میں کوئی کام کرواؤں گی تو رشوت کے طور پر اس کو کھانے کے لئے لے جانا پڑا کرے گا۔اس سے میں نے پوچھا کہ تمہارا نام شاید اسی لیے ایپل پڑا ہے تو وہ مسکرا کے کہنے لگا آپ کہہ سکتی ہیں تو ہم نے یہ طے کیا کہ گفٹ ایپل ہی لے کر جائے گا ہم ایپل کو سمجھا دیں گے کہ تم کہہ دینا کہ پتہ نہیں کون دے کے گیا ہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس نے تم کو کیا گفٹ کیا مگر اگلے دن تم نے یونی آ کر مجھے اور کومل کو بتایا' تو میں نے اشتیاق کا اظہار کیا اس نے اپنا نام ابھی راز میں رکھنے کا کہا تھا۔

اس کی یہ بات میں سمجھنے سے قاصر تھی مگر اس تحفہ دینے کے بعد مجھے اندازہ ہوا کہ تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی جذبات نہیں ہیں ۔لیکن میں نے اس کو مایوسی سے بچانے کے لئے یہ کہا کہ تم کو گفٹ بہت پسند آیا ہے لیکن وہ تحفہ دینے والے سے بھی ملنا چاہتی ہے اس نے فی الفور ملنے سے انکار کر دیا وہ کہتا تھا کہ ابھی نہیں وقت پر۔اور نجانے اس کا یہ وقت کب آنے والا تھا۔خیر اس طرح تحائف اور تمہارے بارے میں پوچھنے لگا۔تمہارئی ساری روٹین میں نے اور ایپل نے اس کو بتا دی تھی تم صبح جاگنگ کے لئے جاتیں تو وہ درخت کی اوٹ سے تم کو دیکھتا جاتا۔کلاس میں عین تمہاری row کے opposite پر پیچھے کی جانب دوسری سیٹ پر بیٹھا ہوتا۔وہ مکمل طور پر تمہاری محبت میں ہارا ہوا دِکھتا تھا۔

08 SEPTEMBER

پھر وہ تم کو تحائف بھیجنا شروع ہو گیا ایپل تمہارے بجائے اس کا فین ہو گیا۔وہ تم سے نوٹس لینے کے بہانے تم سے بات کرتا تھا ایک دفعہ تمہیں یاد ہے وہ نوٹس لینے آیا تو سید حاتم سے ہی ملا میں نے گلا کیا' کہ وہ ہم کو تو لفٹ نہیں کراتا اس نے دانستہ طور ہم کو نہیں بُلایا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر وہ تصرف تم کو اہمیت دے رہا ہے تو کیا تم اس کا مطلب سمجھ پاؤ گی۔مگر افسوس۔پھر سر گیلانی کے جانے کا شوشا اُٹھا تو اسی میں دن گزرتے گئے،آخر میں نے اس کو کہا کہ تم اسے اپنا نمبر دے دو کسی بہانے ہی سہی۔اور پھر اس نے پتھر سے نمبر باندھ کر تمہیں دیا اور وہ بھی آدھا نمبر' اتفاقاً لکی نمبرز سے کُھل گیا اگر نہ کُھلتا تو میں کوئی اور بہانہ بنا لیتی جیسے آج کی تاریخ یا اس دن کی تاریخ جب یہ لیٹر تم کو ملا اور یا کوئی اور۔ میں نے جھٹ وہ نمبر نکال کر تمہارے سامنے رکھ دیا۔

ایپل نے بھی شرارت سے کہا کہ یہ تو آدھا نمبر ہے تو تم نے کہا کہ آدھا نمبر تمکو یاد ہے یہ بھی بات تھی بھلا کوئی۔اس نے تمہارے فون کے فوراً بعد اسے فون کر کے بتا دیا کہ تم نے یونی میں اس کا نمبر

منگوایا ہے وہ انتظار کرنے لگا اور میں نے اسی وقت وہ نمبر ملا کے تم کو دے دیا وہ مجھ سے بھی تمہارا نمبر لے سکتا تھا مگر کیا کہتا سو

Downloaded from https://paksociety.com

ہمیں یہ ڈرامہ بھی رچانا پڑا۔اور اب وہ تم سے ملے گا اور جلد ملے گا باقی کے اس کے جذبات تم خود دیکھ لینا۔

''اُوف۔۔تم دونوں نے مجھے مل کر بے وقوف بنایا اور وہ لڑ کا رومان تھا مجھے یقین نہیں آرہا ایسے ہو سکتا ہے میرے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا محبت وعشق کے چکر میں پڑنے والی لڑکی نہیں ہوں میں اور اگر میرے دل میں کسی کے لئے ایسے جذبات پیدا ہوئے تو فوراً اس کو بتادوں گی مگر تم اورا یپل اپنی خیر مناؤ اب اپنی۔۔دیکھنا تم دونوں اب۔۔'' کومل اور ساشے اب ایک ساتھ ہنسی تھیں اور رراعنہ نے جی بھر کر ایک بار پھر ساشے کو خوب کوسا تھا۔

=====

وہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا۔ایک چڑیا اُڑتی آئی اور شیشے پر چونچیں مارنے لگی۔پُھر پُھراتی' بے تاب۔نسرین آگے بڑھی اور چڑیا کو بھگانے کی کوشش کی مگر چڑیا مسلسل چونچیں مار مار کر بے حال ہو رہی تھی۔شیشہ سلائیڈ ایبل نہیں تھا جو جگہ سے ہٹ جاتا وہ ایک قدآدم سی کھڑکی تھی اس سرے تک بڑا شیشہ نصب تھا۔اور دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ نہ تھا اس لئے نسرین اُدھر سے ہی اس ے روکنے کی کوشش کررہی تھی اسے پتہ تھا کہ چڑیا کہ اس رفتار سے چونچیں مارنے سے اس کی چونچ ہی ٹوٹے گی شیشے کا کچھ نہیں بگڑنے والا۔مگر اس نادان چڑیا کو کون سمجھائے۔

نزہت دوپہر کا کھانا تیار کررہی تھی اسٹور سے کچھ چیزیں نکالنے کے لئے باہر نکلی تو دفعتاً وہ نور فاطمہ کے کمرے کے سامنے رُک گئی اس کا شوہر آیا ہوا تھا اور اندر سے مسلسل لڑنے کی آوازیں آرہی تھیں۔نزہت نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی ذی روح نہ تھا۔وہ مزید کمرے کے قریب ہوگئی۔فطری تجسس تھا'
حرکت بُری تھی تو کیا۔

''میں نے تم سے پسند کی شادی کی میں پہلا آدمی ہوں گا جو پسند کی شادی کرنے پر پچھتارہا ہوں۔۔''

''اور میں نے تم سے شادی میں کون سے سکھ دیکھ لئے ہیں۔شزا مجھے سب بتاتی ہے کہ کیسے تم اس کے سہیلی کے آگے پیچھے لٹو بنے پھرتے ہو۔۔یادرکھو اگر میں نے تم پر خلع کا مُقدمہ دائر کردیا تو عرش سے فرش میں آنے کو نا تم کو صرف چند لمحے لگیں گے۔''نور فاطمہ نے دھمکایا۔

''تم۔۔خلع کر کے کیا کروگی ,تمہاری سوچ ہی غلط ہے میں تمہارے ساتھ رہ کر عرش نہیں' فرش بھی نہیں بلکہ پاتال میں جارہا ہوں۔ہر وقت بےتکی فرمائیشیں۔اور اگر شزا تم کو یہ بتاتی ہے کہ میں اس کی دوست کے آگے پیچھے گھومتا ہوں تو یہ نہیں بتاتی تم کو کہ میں اس کی زُلفوں کا اسیر نہیں ہوا' بزنس پارٹنر بننے جارہی ہے وہ میری۔ اس لئے اس سے میٹنگز میں مصروف ہوں۔میں ابھی تین دُکانوں کا مالک ہوں وہ سولہ دُکانوں کی' ہم اپنا کاروبار کمبائن کرنا چاہتے ہیں %40 میرا ہوگا

Downloaded from https://paksociety.com

اور 60 % اس کا۔اس میں کس کو نفع ہو گا تم کو اس کا احساس بھی ہے مجھے صرف مجھے۔تم ہو ہی negative mentality کی' تف ہے تمہاری سوچ پر۔'' وہ غصے ہوئے جا رہا تھا۔

''ہاں تمہاری سوچ کو بھی میں خوب سمجھتی ہوں میرے ڈیڈی نے تم کو آفر کی تھی اس وقت تو تم نے انکار کر دیا تھا۔ان کے پاس سولہ دُکانیں نہیں' سولہ کارخانے ہیں اور تم ملک ایاز خان۔! تم نے کبھی کارخانے دیکھے ہوں تب ناں۔'' نور فاطمہ کے لہجے میں زہر تھا سراپا زہر۔

''میں تم سے بحث میں نہیں اُلجھنا چاہتا' تم چڑ چڑی ہوتی جا رہی ہو۔دماغ خراب کرتی ہو بس تمہاری سائیکی سمجھنا میرے بس میں نہیں میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں تمہارے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ جاؤں۔تمہارا بس چلے تو کسی peg سے رسی ڈال کر مجھے باندھ لو؛ مگر تمہارا اپنا غرور کم ہو تب ناں۔

تمہارے باپ کے سولہ کارخانے ہوں یا بتیس۔میں لعنت بھیجتا ہوں۔'' ایاز خان مزید گرجا۔

''میں بھی تم پر لعنت بھیجتی ہوں کون سے منحوس moments میں میں نے تم سے شادی کر لی میرا بس نہیں چلتا کہ یہ جو تمہاری اولاد پال رہی ہوں۔ختم کر ڈالوں اور طلاق لے کر ایک طرف ہو جاؤں پاگل کر دیا ہے تم نے۔زہر لگتے ہو تم مجھے ۔۔'' نور فاطمہ اور زور سے چیخی۔

''ٹھیک کہتی ہو ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی میں تم سے جان چھڑا لوں گا' تم بس دیکھتی جاؤ۔اور ہاں بیٹی کسی صورت میں نہ ہو۔کیوں کہ تمہاری طرح تمہاری بیٹی بھی فطرتاً ناشکری اور مغرور ہو گی اگر ہوئی تو کسی کوڑے میں پھینک آنا۔ زہر لگتی ہے مجھے تمہاری صورت تو کسی اور کو میں کسی صورت برداشت نہیں کر پاؤں گا۔'' اس وقت دائم سامنے آیا۔وہ کسی کھلونے سے کھیل رہا تھا ۔مبادا یہ بچہ ماں کو میری جاسوسی کا بتا دے۔وہ فوراً وہاں سے ہٹ گئی۔

''اچھی بات ہے لڑیں خوب لڑیں میں تم لوگوں کو ایسے دیکھ کر ٹھنڈک محسوس کرتی ہوں۔اگر میری ہمدردیاں ایاز خان کے ساتھ نہیں تو وہ تمہارے ساتھ بھی نہیں نور فاطمہ۔تم بھی کوئی مہا ہستی نہیں ہو۔جس طرح پانچ سال پہلے تم لوگوں نے مجھے ساری دُنیا کے سامنے تماشا بنایا تھا میں اب تم لوگوں کا تماشا دیکھنا چاہتی ہوں۔اور ایسے میں جو بھی کارِ خیر مجھ سے ہوا میں ضرور حصہ ڈالوں گی۔'' نزہت کی سوچ زہریلی تر ہوتی جا رہی تھی گودام سے اناج نکالتے ہوئے وہ مسلسل ان کی باتوں کے کمزور پہلو ڈھونڈ رہی تھی۔

باہر چڑیا اپنی چونچ کو زخمی کر بیٹھی تھی نسرین نے بدر جہا منع کرنے کی کوشش کرتے ہوئی ڈنڈا دِکھایا مگر وہ راضی نہ ہوئی

Downloaded from https://paksociety.com

۔خون سامنے شیشے پر لگا ہوا تھا۔ ہلکان ہو کر بالآخر چڑیا نیچے گر گئی۔ نسرین فوراً نیچے بھاگی' اس بے وقوف چڑیا کو پانی دینے کے لئے۔ شیشے کو کچھ نہ ہوا تھا وہ اسی طرح کھڑا تھا' نقصان اس بے وقوف چھوٹی چڑیا کا ہوا تھا۔ شیشہ اسی شان کے ساتھ کھڑا تھا۔

=====

دھند کے اُس پار دیکھو تو پلوشہ اپنے بڑے سے فراک کو سمیٹے بیٹھی تھی۔ ٹھنڈی ہوا پسلیوں سے گزرتی جا رہی تھی پلوشہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے اُونچی نیچی جگہوں سے گُزرتی جا رہی تھی راستے کا اُتار چڑھاؤ اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا ساتھ ساتھ میں ایک چھوٹی سی سفید بکری پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ مینا نام تھا اس کا۔ وہ پلوشہ کی بڑی پیاری تھی ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی۔ آج حاکم تایا اور گل جان دوسرے علاقے گئے ہوئے تھے۔ کسی عزیز کی فوتگی پر دُعا کرنے کے لئے۔ احسن بابا اور گلِ نین کی فوتگی کے بعد ان کا گھر تقریباً مستقل ہی بند ہو گیا تھا بس کبھی کبھی صفائی کے لئے زرنین بی اور پلوشہ چلی جایا کرتی تھیں،

گھر پہنچنے پر اس نے گٹھڑ پھینکا اور دوپٹہ جھاڑا۔ نل میں ہاتھ دھوئے اور وقت دیکھنے کے لئے اندر کی طرف بڑھ گئی ابھی تک نہیں آئے تھے وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ زرنین بی سو رہی تھیں، وہ آگے بڑھی۔

''امی جان،۔۔ دیکھیں وہ دونوں ابھی تک نہیں آئے،۔'' زرنین بی کسمسائیں۔ اور ہلکی سے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا چھوٹی بکری صحن میں لگے گُلاب کو سونگھ رہی تھی اب اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی تھی

''کیا ٹائم ہو گیا پلوسہ۔۔''

''سوا تین ہو گئے ہیں، وہ تو کہہ رہے تھے کہ ایک بجے تک آ جائیں گے موسم بھی خراب ہے بارہ سے دو بجے تک مسلسل بارش ہوتی رہی' کوئی رابطہ بھی نہیں کیوں دیر کی انہوں نے اتنی زیادہ۔۔'' پلوشہ پریشان تھی کوئی ایک آدھ گھنٹے کی بات نہیں تھی دو گھنٹے گزر چکے تھے۔ گاڑیاں ان کے گھر تک نہیں آتی تھیں۔ سامنے لمبا راستہ تھا کوئی پندرہ منٹ کے والکنگ ڈسٹنس پر تھا۔ جہاں گاڑیوں کے لئے آنا ممکن نہ تھا۔ کئی بار پلوشہ نے اِدھر جھانکا مگر کہیں اب کے آثار نہ دِکھ رہے تھے۔

''کہتی تو تم ٹھیک ہی ہو اتنی دیر ہونی چاہیئے تھی کیا مسئلہ ہو گیا اِدھر بات بھی تو نہیں ہو سکتی ہمارے پاس کوئی فون بھی تو نہیں۔'' زرنین بی اُٹھیں ان کو بھی فکر لاحق تھی وہ صبح چھ بجے کی گاڑی میں روانہ ہوئے تھے اور ایک تک واپس پہنچنے کا کہہ رہے تھے مگر وہی بات کہ کس وجہ سے دیر ہو گئی تھی گاڑی لیٹ یا کوئی اور مسئلہ۔

''ارے پلوسہ پریشان نہ ہو آ جائیں گے تم میرے ساتھ یہ چارپائی اندر کراؤ۔ بارش پھر آ رہی ہے۔''

Downloaded from https://paksociety.com

پلوشہ نے آسمان کی طرف دیکھا زمین پر ننھے ننھے قطرے پھر گرنے لگے تھے۔ یہ برف کا موسم تھا اور بارش ساتھ ساتھ ان دنوں ٹمپریچر گرنے کی وجہ سے برف کے آثار بھی دِکھتے تھے دیکھتے ہی دیکھتے بارش تابڑتوڑ برسنے لگی۔ پلوشہ کرسی باہر رکھ کر بیٹھ گئی اس راستے کی طرف دیکھتی گئی جس طرف سے ان کی آمد متوقع تھی۔

پتوں، پیڑوں، فرش پر گرتی تیز بارش کے قطرے سب چیزوں کو پھر سے دھو رہے تھے مگر تیز بارش نے سامنے کا راستہ معدوم کیا ہوا تھا۔ وہ اسی طرح کافی دیر بیٹھی دیکھتی گئی بارش برستی گئی چھوٹی مینا اپنے کمرے میں ہی کہیں دُبکی ہوئی تھی۔

پکوڑوں کی مہک نے پلوشہ کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ زرنین بی اس کے لئے پکوڑے لے آئی تھیں۔

''کیا ضرورت تھی اماں آپ مجھے بتا دیتیں میں بنا دیتی۔۔''

''اللہ تجھے خوش رکھے۔ کوئی گل نی کام کرنے چاہئیں اب یہ دیکھو وہ چھوٹے کو بھی ساتھ لے گئے ہیں میں نے ان کو منع بھی کیا تھا مگر نہ سنی۔''۔ وہ گل جان کے بارے میں کہہ رہی تھیں جو رحیم بابا کے ساتھ چلا گیا تھا۔ پلوشہ نے اپنے فراک میں اُلجھے کچھ درختوں ور پیڑوں کے پتے علیحدہ کیئے۔ اس کا دل کسی بھی چیز پر آمادہ نہیں ہو رہا تھا ایک بے چینی سی تھی جو اسے لاحق تھی اس نے بے دلی سے پکوڑا اُٹھایا۔

زرنین بی پلوشہ کو ہی دیکھ رہی تھیں مگر بولی کچھ نہیں۔ احسن بابا اور گلِ نین کی وفات نے اس کو بہت متاثر کیا تھا اب اس دُکھ سے کسی قدر نکلی تھی۔ چلو ابھی آجائیں گے تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گی۔

وقت گزرتا گیا بارش کا برسنا رُکا اور نہ ہی وہ آئے۔ شام گہری ہونے لگی۔ برف نے برسنا شروع کر دیا پلوشہ کو تشویش ہونے لگی۔ ساڑھے پانچ۔۔۔

''اماں میں جاؤں اسٹاپ تک دیکھ آؤں کیوں نہیں آئے ابھی تک۔۔'' پلوشہ فکرمند تھی۔

''کیسے جائے گی صبر کر کیا پتہ وہ موسم کے تیور دیکھ کے رُک گئے ہوں موسم بھی تو خراب ہے اسی لئے شاید بتا بھی نہ سکے۔'' زرنین نے توجیح پیش کی۔

''بارہ بجے تک موسم قدرے بہتر تھا وہ فون کر سکتے تھے دُکان پر مگر انہوں نے نہیں بتایا۔ اب چھ ہونے کو ہیں کیا میری بے چینی ویسے ہی ہے اماں۔۔'' پلوشہ نے زرنین کو دیکھا۔ زرنین جواباً کندھے اُچکاتیں کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

''پتہ نہیں کیا مسئلہ ایسا ہونا تو نہیں چاہئے تھا۔ چھوٹے بچے کا ساتھ ہے ایسے لاپرواہ تو وہ ہرگز نہیں کہ اطلاع بھی نہ دیں۔۔''

پہاڑوں کے بیچوں بیچ سیاہی چھانے لگی تھی۔ مغرب کی اذانیں کہیں دور سے مساجد سے سنائی دینے لگیں۔ سرد ہوا

Downloaded from https://paksociety.com

کے جھونکے درختوں کو لہلہا رہے تھے۔

''میں رشیہ خالا کے گھر جاتی ہوں اُدھر سے حاکم بابا کو فون کرتی ہوں کہ وہ کہاں ہیں میں پتہ کر کے آتی ہوں۔۔'' ایشاً کچن میں آئی۔زرنین پھُونکنی تھامے مشقت میں مصروفِ عمل تھیں۔

''نہیں تم کِدھر جاؤ گی میں جاتی ہوں پتہ کرآتی ہوں۔تم یہ ہانڈی دیکھو۔۔ پکنے کے قریب ہے یہ۔'' زرنین بی اُٹھیں دوپٹہ سر پر جمایا' فراک سیدھا کیا اور کچن سے نکل گئیں۔

''ہائیں خالا بُرا ہو گیا' بوت بُرا ہو گیا۔۔'' پلوشہ رشیہ خالا کی آواز سن کر فوراً کچن سے باہر نکلی۔ کچن میں دُھواں بھرنے لگا۔

''کیا ہوا رشیہ خیریت تو ہے ابھی میں تمھاری طرف ہی آرہی تھی۔۔'' رشیہ خالا کی سانس پھُولی ہوئی تھی اور قدم ڈگمگا رہے تھے۔

''وہ ٹویوٹا جو اِدھر آرہا تھا وہ راستے میں خرابی کی وجہ سے لیٹ ہو گیا تھا' احمد میاں بھی اسی ٹویوٹا میں آرہے تھے تین بجے کے قریب ٹھیک ہو گیا اسی لئے میں آپ کو بتانے نہیں آئی کہ چلیں اب ٹھیک ہو گیا ہے' اور پھر وہ روانہ ہو گیا مگر ہائے رے قست۔۔'' پلوشہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی ''یا اللہ۔۔''

''ایک موڑ پر بریک نہ لگ سکی اور ٹویوٹا گہری کھائی میں جا گرا۔۔اور۔۔اور اس میں۔۔آگ لگ گئی۔۔''

''کیا۔۔نہیں،۔۔۔'' پلوشہ زور سے چیخی،، درخت جو اُونگھ رہے تھے یک دم ڈر گئے۔ندیا کا پانی شور مچاتا جا رہا تھا جامد ہوا' ہوا تیز تھی' ہولی ہولی۔ مینا ستا رہی تھی' بھاگتی ہوئی باہر آ گئی بادل زور سے گرجے اور پھر تاریکی چھا گئی، اس تاریکی کی مانند جو صرف مایوسی ہی پیدا کرتی ہے۔

''او میرے خدا یہ کیا ہو گیا۔۔پلوشہ میں۔۔۔'' زرنین بی کی طبیعت خراب ہو گئی۔

''خالا خود کو سنبھالیں۔۔پلوشہ ارے۔۔کوئی دیکھو۔۔'' زرنین بی چارپائی پر بیٹھ گئیں اور پلوشہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی کیسے پوری زندگی اپنا کہنے والے' ساتھ رہنے والے ہمیشہ ساتھ نبھانے والے یکدم ہی ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔کاش یہ جاں فسا لمحے کسی پر نہ آئیں' اور جن پر یہ لمحات آتے ہیں وہ انہی لمحات میں جیتے،مرتے ہیں۔ایک اور کہانی تمام ہوئی تھی۔ پلوشہ کے ذہن سے وہ گل جان کا مسکراتا با ادب چہرہ اور رحیم بابا کی پُر شفقت نظریں ہٹتی ہی نہ تھیں۔اور پھر اس غم کو ہلکا کرنے میں میں ایک عالم نے ان کا ساتھ دیا۔

(باقی آئندہ شمارے میں۔)

Downloaded from https://paksociety.com

☆ محبوب یا محبّ ☆

تحریر: ساریہ چوہدری

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود انکو شدید ضرورت ہو اور جن کو ان کے نفسوں کے بخل سے بچایا گیا سو وہی فلاح پانے والے ہیں (سورۃ الحشر: 9)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ دیوالیہ کون ہے؟ صحابہ نے فرمایا ہم میں دیوالیہ وہ ہے جسکے پاس دولت درہم نہ ہو۔ نبی پاک نے فرمایا نہیں میری امت کا دیوالیہ وہ ہے جو روز حشر یوں آئے گا کہ اسکے پاس روزہ، نماز، زکوٰۃ، حج سب ہوگا مگر اسنے کسی کو گالی دی ہو گی کسی کو دکھ دیا ہو گا، کسی پر جھوٹا الزام لگایا ہوگا، غرضیکہ اسنے حقوق اللہ سب پورے کیئے ہونگے مگر حقوق العباد سے عاری ہونگے اور اسکا ٹھکانہ جہنم ہے پس ثابت ہوا تم میں بہترین وہ ہے جو دوسروں کے لیئے راہ ہموار کرتا ہے اپنی محبوب چیز اپنے دوسرے مسلمان بھائی دوست کے لیئے قربان کر دے، چاہے وہ کوئی چیز ہو، پراپرٹی ہو محبت ہو، یا نیکی ...."

"وہ انتہائی مگن انداز میں ناول میں ڈوبا ہوا تھا جب ثمن چائے لیے آ گئی تھی اسکی پکار پہ محبّ نے سر اٹھا کے دیکھا تھا اور چائے لے لی تھی۔

تم آج بھی ہسپتال نہیں گئی؟؟ محبّ کے سوال پہ اسنے سر منفی میں ہلایا۔

طبعیت ہی نہیں سیٹ ہو رہی اسنے سر دباتے جواب دیا تھا

ھممم تو جناب نے گھر بیٹھ کے ناول پڑھنے شروع کر دیئے؟ اسنے ناول لہرا کر کہا تھا

نہیں میں زیادہ نہیں پڑھتی بس جو اچھا لگے لے آتی ہوں آج کل اسکی بڑی دھوم تھی سو لے آئی مگر وقت ہی نہیں تھا آج ملا تو پڑھنے لگ گئی .... اسنے تفصیل بتائی تھی محبّ سر ہلاتا پھر ناول پکڑ لیا تھا ثمن

Downloaded from https://paksociety.com

چائے کے سپ لیتی سیل میں مگن تھی۔

"دردِدل" بریزے ہاشم..............نام پڑھ کے وہ چونکا تھا اسنے اندر سے کھولا تھا

انتساب:

"اس شخص کے نام جو میرے لئے پوری دنیا ہے...........اور میں......اسکے لیئے کچھ نہیں"...............جو میری ہر دعا کی پہلی دعا ہے"

دل کی دھڑکن تھم سی گئی تھی لرزتے ہاتھوں سے اگلا صفحہ کھولا تھا

اک بات بتاؤ گی مارح..........علینہ نے سکیچ بناتے ہوئے سوال کیا تھا

جی پوچھو...............مارح نے لکھنا جاری رکھا تھا

تم دعا مانگتی ھونا؟؟؟علینہ نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا

جی بلکل...........مارح نے سر اثبات میں ہلا کر جواب دیا تھا

کیا مانگتی ہو دعا میں؟؟؟علینہ کے سوال پہ مارح حیران ھوئی تھی

وہی جو سب مانگتے ہیں......اسنے مختصر جواب دیا تھا..........

مگر تم تو بہت لمبی دعا مانگتی ہو باقی سب کی دعا چھوٹی ہوتی ہے علینہ پنسل ہونٹوں میں دبا کے بولی......

ھممم بس اپنا اپنا انداز ھے..............مارح نے کندھے اچکائے تھے

پھر بھی بتاؤ تو یار پلیز....................علینہ با ضد تھی

افففف اک تو تم نا.........................مارح نے ہار مانی تھی

میری دعا اس لیئے لمبی ھوتی ہے کہ میری ہر دعا کی پہلی دعا میرا عشق ھوتا ہے......مارح بڑے جذب سے بولی۔کیا مانگتی ہو کہ وہ تمہارا نصیب بن جائیں؟؟؟علینہ سوچ کے بولی تھی

اونہہ..............مارح نے سر نفی میں ہلایا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

پھر؟علینہ حیرانی سے پوچھا..................

میں دعا کرتی ھوں پہلے تو اللہ تعالی انکو صحت دے اور لمبی عمر دے پھر انکے والدین کا سایہ انکے سر پہ سلامت رکھے...........پھر انکو ہر قدم پہ کامیابی اور کامرانی عطا کرے انکو اللہ اتنی خوشیاں دے کہ انکا دامن تنگ پڑ جائے انکو خبر نہ ہو غم کیا ھوتا ہے.....اللہ انکی ہر مراد بن مانگے پوری کرے اور جو وہ چاہتے ہیں وہ بن مانگے جھولی میں ڈال دے...............وہ جسے چاھتے ہیں پانا چاہتے ہیں وہ انکے نصیب میں لکھ دے میرے مولا......اسے انکا ہمسفر بنادے...............مارح بڑے خلوص اور دل سے بول رہی تھی

مگر مارح اس ساری دعا میں تو تم کہیں نہیں......اپنے لیئے کیا مانگا؟؟؟؟علینہ کو تعجب ہوا تھا

اپنے لئے انکی خوشی مانگی ھے..........مارح مسکرائی تھی علینہ کے خاک پلے نہیں پڑا تھا

مگر یار یہ سب انکے حق میں ہے اس میں سب انکا فائدہ ہے تمہیں کیا ملنا؟

جی بس یہی میرے لئے سب کچھ ھے وہ خوش اور مطمئین ہیں تو سمجھو مجھے سب کچھ مل گیا...........میں اپنے مفاد یا مطلب کے لیئے دعا تھوڑی کرتی ہوں......محبت ہوتی وہی خالص ہے جو بے غرض ہو......اور ہم راضی ہیں اگر محبوب راضی ہے...............مارح نے سر تسلیم خم کیا تھا......

خواہ وہ جدائی مانگے؟علینہ نقطہ اٹھایا...........

جی محبت کتنی ہے اور کس مقام پہ ہے اسی بات پہ......آ کر اندازہ ھوتا سچے اور کھوٹے انسان کا......کہ اسے مانگنے کو محبت اور محبوب دو تو وہ کیا مانگے...........مارح علینہ کی پھیلتی آنکھوں کو دیکھ کر مسکرائی تھی

میں تو محبوب مانگوں گی...............علینہ جٹ سے جواب دیا تھا......اور مجھے پتہ تم کہو گی محبوب نہ دے بے شک،بس اسکی محبت دے دے...........علینہ اسکے دل کا راز نکالا تھا

اونہہ...............مارح نفی میں سر ہلایا تھا..........."محبّ یوں ڈوبا ھوا تھا جیسے وہ سامنے بیٹھی محب

Downloaded from https://paksociety.com

سے مخاطب ہو

میں بس محبوب کی رضا مانگوں گی کہ اللہ انہیں وہ عطا کرے جسکی انہیں خواہش ہے۔

اور جو انکے دل میں ہے..........مارح اسکے غلط اندازے کو رد کیا تھا۔

اور اگر انکی خواہش میں انکے دل میں آپ نہ ہوئی تو؟؟؟وہ کسی اور کو چاہتے ہوئے تو؟علینہ جی بھر کے حیران ھوتی بولی۔

تو بھی دعا ہے اللہ انکی محبت انکو بن مانگے دے اور ڈھیروں خوشیاں بھی دے......مارح نم آنکھوں مسکراتے ہونٹوں سے بولی..................علینہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی......کچھ بول ہی نہ سکی تھی کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا اسنے بولنے کو.....محبت کی اتنی عزت تقریم..........اتنی عقیدت..........اففففففففف

محبّ کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کے گرے تھے

☆......☆......☆

کیا بات ہے یار آج کل تم بڑے ڈاؤن جا رہے ہو؟؟؟کسی کام میں بھی دلچسپی نہیں لے رہے۔......احمد اسکے بازو کو دبوچتے ہوئے بولا تھا..........محبّ چپ رہا تھا یک دم نظر ٹیبل پہ رکھے ناول تک گئی تھی احمد نے ہاتھ بڑھا کے اٹھا لیا تھا۔جیسے ہی نام دیکھا تھا چونک کر محبّ کی طرف مڑا تھا

کہیں تمہاری غائب دماغی کی وجہ یہ تو نہیں؟احمد ناول سامنے لہرایا تھا

محبّ بچوں کی طرح رونے لگا تھا احمد اگر آج وہ ہوتی تو میں دنیا کا خوش نصیب بندہ ہوتا..........میرے ہر درد کی دوا ہر دکھ کا علاج ہر پریشانی کا حل اس میں ہوتا..........مجھے کتنا چاہا اسنے کتنا چاہا اور میں؟؟یار میں اپنے ہاتھوں سے محبت گنوا دی..............وہ رو رہا تھا اور احمد خاموش تھا

وہ تمہارے قابل نہیں تھی محبّ..............تم خود ہی تو کہا تھا،احمد یاد دلایا تھا اسکو..............

وہ ایف اے پاس لڑکی اور تم یو ای ٹی کے سول انجینیر ....تمہاری ناک کٹ جاتی اک ایف اے

Downloaded from https://paksociety.com

فیل کو اپنا کے............اب تو تمہیں اک سکسس فل گائنا کالوجسٹ ڈاکٹر مل چکی ہے اب تو سر اٹھا کے چلتے ہونا؟؟؟ اب رونے کا مقصد؟ احمد اک اک لفظ چبا کے بولا تھا ،احمد میں بہت بڑا پاگل تھا بے وقوف تھا وہ اتنی بڑی رائٹر ہے ڈرامہ رائٹر............یہ وہ شوقیہ لکھتی ہے جبکہ وہ اک بہت اچھی اور انصاف پسند جج بھی ہے......میریا ہر دن عید ہر رات شب برات ہوتی اگر بریزے ہاشم میری ہوتی............وہ رو رہا تھا اور احمد کو تاؤ آ رہا تھا

پلیز بس کر دو اب فائدہ نہیں ہے تم گنوا چکے ہوا سے............احمد کو غصہ آ گیا تھا

تم اسے کتنا ذلیل کیا تھا کس طرح اسکے سامنے اسکی بیسٹ فرینڈ کو ترجیح دی تھی اور وہ بڑی خاموشی سے راستے سے ہٹ گئی تھی کیا وہ بھول گئی ہو گی؟؟؟ تم دونوں اس سے معذرت تک نہیں کی شرمندہ تک نہیں ہوئے بلکہ بڑی ڈھٹائی سے کہا ہم اک دوجے کے لیے تھے تو آج یہ آنسو کیوں؟؟ میرے سامنے نہ کرو یہ سب............سچ کہتا ہوں ڈرامہ لگتا ہے مجھے یہ سب............احمد غصے سے بولا تھا یار سچ کہتا ہوں تب محبت کے ہجے بھی معلوم نہ تھے آج غور کرتا ہوں تو سارے خسارے یاد آتے ہیں......جس سے محبت ہو یا جو آپکو چاہتا ہو اسکا ساتھ ہی انوکھا ہوتا ہے اسکے ساتھ زندگی کے رنگ ہی جدا ہوتے ہیں......محبّ کھوئے ہوئے انداز میں بولا تھا

اچھا............تو محبت تو تم میں اور ثمن میں زیادہ ہے دوطرفہ جبکہ بریزے سے تو تمہیں محبت ہی نہیں تھی اسکی محبت یک طرفہ تھی............احمد بار بار اسے آئینہ دیکھا رہا تھا محبّ چپ سا بیٹھا رہ گیا تھا

گویا انداز تعظیم ہے امیروں جیسا
میرے اندر کا انسان ہے فقیروں جیسا
میں نے چہرے پہ سجا رکھی ہے دنیا کی رونق
اور دل کا عالم کہ ویران جزیروں جیسا

Downloaded from https://paksociety.com

اسکے عادت وخصائل نے مجھکو جیت لیا محسن

میرے مریدوں میں تھا اک شخص پیروں جیسا

اسکو گنوا کے آج بھی خسارے ہیں

میرے پاس تھا جو اک شخص ہیروں جیسا

ثمن نے محسوس کیا تھا محبّ کچھ کھویا کھویا رہتا ہے اب وہ پہلے جیسا محبّ نہیں رہا اور اب ثمن کو بھی احساس ہونے لگا تھا محبّ اک زندہ سلامت انسان تھا کوئی چیز نہیں وہ اسے بریزے ہاشم سے چھین تو لائی تھی مگر اب نجانے کیوں لگتا تھا محبّ اپنا آپ اسی کے پاس بھول آیا ہے وہ ظاھر نہیں کرتا تھا مگر یہی حقیقت تھی وہ ثمن کے پاس ہوتے ہوئے بھی اس کے پاس نہیں ہوتا تھا اسے احساس جرم ستانے لگا تھا دو دل جدا کر کے اچھا نہیں کیا بے شک بریزے نے قربانی دے ڈالی مگر اب ثمن خود بے چین رہنے لگی تھی محبّ کا کوئی کیس چل رہا تھا عدالت میں وہ گیا تو سامنے جج کی کرسی پہ بریزے ہاشم کو دیکھ کے دونوں دنگ رہ گئے تھے مگر وہ پھر بھی بڑے پیار اور اخلاق سے ملی تھی عدالت برخاست ہونے کے بعد اور انہیں دعوت بھی دی تھی گھر آنے کی ....

☆......☆......☆

آج وہ دونوں بریزے کے گھر موجود تھے

کیسی ہو بریزے؟؟؟ثمن نے اسے مطمئن اور پرسکون دیکھ کے سوال کیا تھا

بہت اچھی......اک دم فٹ.................وہ مسکرائی تھی

اور کیا چل رہا ہے آج کل؟؟؟؟ثمن کا خیال تھا وہ شو مارے گی طنز کرے گی جلائے گی مگر وہ تو روٹین لائف کی باتیں کرتی رہی تھی

محبّ کو کھو دینے کا احساس نہیں ہوتا کیا؟؟؟ثمن اسکی آنکھوں میں جھانکتے بولی

Downloaded from https://paksociety.com

نہیں محبوب کی خوشی میں خوش رہنا ہی محبت ہے اور مجھے دنیا کی ہر اس شے سے عشق ہے جو محبّ شاہ کو پسند ہے اور تم تو پھر اسکا پیار ہو............میں تو خوش ہوں کہ محبّ خوش ہے......وہ کھلے دل سے بولی تھی......

ثمن اسے جتنا مطمئن دیکھ رہی تھی اتنا اندر سے جلتی جا رہی تھی

اور اگر محبّ تمہارے بنا خوش نہ ہو تو؟؟؟؟ثمن کے الٹے سیدھے سوالوں پہ وہ حیران تھی

تو دعا ھے صدا خوش رہے.........وہ سادگی سے بولی تھی

اگر اسے تمہارا ساتھ ہی خوش رکھ سکتا ہو تو؟؟؟ثمن دل ہی دل میں خود کو داد دیتے بولی تھی......محبّ کا دماغ کھولنے لگا تھا

ثمن کی بکواس پہ.........وہ سر جھکا کے رہ گیا تھا

تو میں انہیں کہوں گی سب وقتی جذباتیت ہوتی ھے آپکی فیملی ہے وائف ہے زندگی ہنسی خوشی جئیں اور مجھے امید ھے محبّ ایسے نہیں کہ تم سے زیادتی کریں..........اسنے آج بھی کیسے آرام سے محبّ کا دفاع کیا تھا وہ تو ممنون ہو گیا تھا

اگر محبّ ایسا نہیں تو تم سے زیادتی کیوں کی؟تم سے بھی فیئر رہتا نا؟تمہیں تو مکھن میں سے بال کی طرح نکال دیا تھا تم پھر بھی دعا دے رہی ہو؟؟ثمن نے سچ اگل کے غصے کو ہوا دینی چاہی تھی

نہیں وہ میرا نصیب تھا..........اور محبّ تمہارا نصیب..........اللہ جو کرتا ھے بہتر کرتا ہے اور اسنے جسکو جسکے لئے بنایا وہی بہترین ہے..........میں بڑی صاف دل لڑکی ہوں ثمن کچھ ایسا کہہ دیا کہ جو اچھا نہ ہوا تمہارے حق میں بھی تو مجھے دکھ ہو گا تم مجھے نکال دو بیچ میں سے کیونکہ میں تم دونوں کے بیچ ہرگز نہیں آئی درمیان میں تم آئی تھی سو تمہیں اس بات کا پہلے سے پتہ تھا ان ایشو مت بناؤ......بریزے دھیرے سے سمجھایا تھا..............

تو اسے بھی تو کہو نکل آئے پچھتاووں سے تمہاری یادوں سے..........میرے پاس رہ کے بھی یہ میرا نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

ہے پوچھو سامنے بیٹھا ہے.........ثمن رو پڑی تھی..................

یہ بات اسے پہلے سے معلوم تھی کہ میں کیا ہوں اور تم کیا ہو............یہ بچہ نہیں تھا اسے علم تھا ڈگریاں دولت سب کچھ نہیں ہوتا اصل چیز احساس صاف دل اور ایمانداری ہے......تب کیوں بھول گیا تھا؟؟ اور آج کیوں یاد آتا ھے اسے..................وہ بھی آخر لڑکی تھی کیا کرتی؟ کوئی بھی بیوی اپنے شوہر کو کسی اور کی یاد میں روتے دیکھ کے یا یاد کرکر کے آہیں بھرتے نہیں دیکھ سکتی اسکا دل ہوتا شوہر پورے کا پورا اسکا ہو...........پھر ثمن کیسے برداشت کرتی؟؟؟

بریزے لب بھینچ کے رہ گئی تھی......

اک بات مانو گی میری؟؟ ثمن کے سوال پہ محبّ اور بریزے دونوں اسے دیکھنے لگے تھے............

مانا میں بہت بڑی دھوکے باز تھی میں تم سے تمہارا پیار چھینا غلط فہمیاں ڈالی مگر خدا گواہ ہے میں محبّ کو بہت چاہا......بہت زیادہ...........وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی تھی

مجھے پتہ ہے تم اعلیٰ ظرف ہو بہت اور میں خودغرضی کی انتہا پہ ھوں مگر میں ہاتھ جوڑتی ہوں محبت کی بھیک مانگتی ہوں اسنے باقاعدہ ہاتھ جوڑے تھے

شادی کرلو اور کہیں دور چلی جاؤ اتنی دور کہ بھول کے بھی محبّ کو یاد نہ آسکو...........شادی کرلو گی تو اسکی آس ٹوٹ جائے گی.........محبّ تڑپ کے رہ گیا تھا مگر بول نہیں سکتا تھا کیونکہ خود دھوکے کا کھیل کھیل کے بریزے کو راستے سے ہٹایا تھا

کتنے خودغرض ہوتے ھیں لوگ ہر قدم پہ اپنا مفاد عزیز ھوتا ہے پہلے محبت چھینی پھر اسکا اعتبار مان سب اور اب اس سے محبت کرنے کا حق بھی چھین لینا چاہتے تھے..........وہ دونوں بے بس تھے تو بریزے کے اندر کس نے جھانک کے دیکھا اسکے اندر کیسا عشق جل رہا تھا مگر وہ بریزے ھاشم تھی چپ چاپ سر ہلا دیا تھا ثمن واقف تھی اس سے کہ وہ بے ایمانی اور بات سے پھرنے والوں میں سے نہیں ھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

..........سومحبّ کا ہاتھ پکڑ کے چلی گئی تھی..................اور بریزے تنہا بیٹھی سوچ رہی تھی دنیا بس مطالب کی ہوتی ھے مگر اسنے مطالب کی محبت کب کی تھی اسنے تو عشق کیا تھا سچ عشق..................سو سب چھوڑ کے چلی آئی تھی اگلے ہی ماہ ڈائجسٹ میں لگا تھا کہ بریزے ہاشم قلم کو خیر باد کہہ دیا اب وہ کبھی نہیں لکھیں گی..........ثمن نے اسکے گھر سے پتہ کیا تھا وہاں تالا پڑا تھا محلے والوں سے پتہ چلا تھا وہ ہمیشہ کے لئے اپنے والدین کے پاس نا روے جا چکی ہے کبھی نہ لوٹ کے آنے کے لئے یہ خبر سن کہ جہاں اک طرف سکھ کا سانس آیا وہی اندر کہیں بے چینی کی سوئی چبھ گئی تھی ثمن کو..................

☆......☆......☆

میں بریزے ہاشم ان دونوں کو اک دوجے کے لیئے چھوڑ آئی ہوں کیونکہ وہ دو طرفہ محبت تھی محبّ میری طرف بڑھ رہا تھا تو مجھے جج کے عہدے پہ دیکھ کے با حیثیت میری پہچان دیکھ کے اگر میں آج بھی ایف اے فیل بریزے ہاشم ھوتی تو وہ یوں گزرتا جیسے کوئی یوزلیس ٹشو پیپر کو روند کے گزرتا ہے ہر عیب پتہ ھونے کے باوجود بھی ہر برائی دیکھ کے بھی میرا دل محبّ محبّ کرتا ہے..........کیونکہ سچی محبت یہی ہوتی ہے نا کہ ہر عیب اور برائی سمیت چاہا جائے محبوب کو کیونکہ خوبیاں تو دشمن کو بھی متاثر کر جاتی ھیں مگر میں سوچ رہی ھوں محبّ اور محبوب لازم و ملزوم ھیں..........محبّ ھو اور محبوب نہ ھو یہ ھو نہیں سکتا..................محبوب ھو اور محبّ نہ ھو یہ بھی ممکن نہیں دونوں کا وجود لازم ھے..................اب کوئی محبّ اہم ھے زیادہ یا محبوب؟ یہ تو یا محبّ بتا سکتا ھے یا کوئی محبوب..................ھم نے تو جدھر دیکھا محبوب کا چرچا دیکھا..........قرآن میں..........احادیث میں..........اصحابہ کے آثار میں..........اقوال آئمہ میں..........اصفیا کی باتوں میں..........دیوانوں کی واردتوں میں......شعراء کی نظموں میں......فلاسفہ کی بزموں میں......جدھر دیکھا محبوب کا سحر دیکھا......مگر اک تیسری شے ھے جو ان دونوں کو ملاتی ھے تو قارئین وہ ہے حب..........جو دونوں میں مشترک ہے......یہ سب حب کا کیا دھرا

Downloaded from https://paksociety.com

ہے..........جوملاتی ہے ملنے نہیں دیتی ....آخر یہ اتنی اہم کیوں؟ اتنی لازم کیوں؟ ہے کیا حب؟

ملانے پہ آئے تو اللہ سے ملا دے نہ دے تو محبوب بھی نہ دے محبّ تڑپتا مر جائے

دے تو دو جہاں کی دولت ....نہ دے تو زندگیاں لٹ جائیں ....اس حب میں کیا ہے

؟؟؟ کوئی بتلائے ....خدارہ کوئی سمجھائے .....راز یہ سمجھائے ....پردہ یہ اٹھائے ....یہ

کیا ھے؟ تثلیث..........اول یا ثانی.........ثالث یا مثلث..........یا تکون؟ محبوب یا محبّ؟ المختصر

حب؟.....قارئین میں تو سوچ سوچ ہار گئی آپ ہی کچھ سمجھائیں آپ کیا کہتے ہیں؟

تو بھی نہ مل سکا زندگی بھی رائیگاں گئی

تجھ سے تو خیر عشق تھا خود سے بڑے گلے رہے۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆پیغام ماہِ عید☆

تحریر: مریم مرتضیٰ

عید آئی ہے مسرت کی پیامی بن کر
وہ مسرت جو تیری دید سے وابستہ ہے

"چاند نظر آ گیا فردوس۔۔۔عید مبارک۔۔" سعید خوشی سے چہکتا ہوا کمرے میں داخل ہوا

"خیر مبارک۔۔کیا واقعی چاند نظر آ گیا۔" مصلے پر بیٹھی فروس نے مسکرا کر خوشی سے پوچھا

"ہاں تم اس لیے خوش ہو رہی ہوتا کہ تراویحیاں نہیں پڑھنی پڑھیں گی۔" وہ بیڈ پر ہنستے ہوئے لیٹا۔

"ایسی کوئی بات نہیں سعید۔۔۔ سچ پوچھو تو مجھے رمضان کے جانے کا افسوس سا ہے۔" وہ سنجیدگی سے آنکھوں میں نمی لیے بول رہی تھی

"اچھا اچھا اب اس خوبصورت رات کو اپنے افسوس کی نظر نہ کر دینا آج کی رات کو سلیبریٹ کرنا ہے لہٰذا مصلہ کلوز کرو اور آ جاؤ امی ابو انتظار کر رہے ہیں۔" سعید چلنے لگا

"اگر آپ کی اجازت ہو تو کچھ دیر نوافل پڑھ کر آ جاؤں۔" وہ رک کر مسکرایا

"اب تو رمضان چلا گیا اب کون سے نوافل۔؟"

"آج کی رات لیلۃ الجائزہ ہے آج کی رات ہمیں انعامات ملنے کی رات ہے۔آج کی رات بہت زیادہ افضل ہے۔"

"تو کیا آج بھی تم خوشیاں نہیں مناؤ گی۔؟" اس نے سوالیہ فردوس کی جانب دیکھا

"نہیں۔۔ میں تو کچھ دیر کی بات کر رہی ہوں پھر فارغ ہو کر رات کو کچھ دیر پڑھوں گی۔" وہ بولی

"اوکے۔۔۔کتنے منٹ۔؟" سانس کھینچ کر اس نے پوچھا

Downloaded from https://paksociety.com

"یہی کوئی آدھا گھنٹہ۔۔"

"اوں۔۔صحیح آ جاؤ پھر۔۔۔"وہ کمرے کا دروازہ کھول کر چلا گیا

مصلے پر بیٹھی فردوس نے سر سجدے میں رکھ لیا تھا اور اشک رواں ہو گئے تھے۔

☆............☆

سلمٰی بیگم اور سہیل صاحب اور ان کی بیٹی آصفہ بیٹی صوفوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔سعید لان میں کھڑا موبائل فون پر دوستوں سے عید کی مبارکباد وصول کر رہا تھا۔فردوس کچن میں کچھ میٹھا بنانے میں مصروف تھی۔سہیل صاحب کے ہاتھ میں موبائل بجا وہ دیکھ کر چونکے کیونکہ اس پر نام ان کے داماد راحیل حمید کا آ رہا تھا،پاس بیٹھی آصفہ کے بھی چہرے پر غصے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔

"اس کی کال۔؟"انہوں نے حیرت سے کہا

"ابو اٹینڈ نہ کیجیے گا پلیز۔۔"

"بیٹا اٹینڈ کرنے سے کیا ہو جائے گا دیکھ تو لوں کیا کہہ رہا ہے۔"

فردوس ہاتھ میں ڈونگے اٹھائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی ،سعید بھی دوستوں سے موبائل پر خوش گپیوں سے فارغ ہو کر آ چکا تھا

"او کے مگر ایک بات سن لیں آپ۔۔۔میں اب کی بار اس کے کسی ڈرامے میں نہیں آ ؤں گی۔" آصفہ نے بتایا

"اچھا بیٹا! کول ڈاؤن۔۔تمہیں کون بھیج رہا۔؟" گلشن بیگم مسکراتے ہوئے کہنے لگی

فردوس پلیٹوں میں کیک نکال کر رکھنے لگی تھی۔

"ہیلو۔۔"سہیل صاحب نے کان سے موبائل لگاتے ہی کہا

ہاں بولو۔۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"خیر مبارک"

دوسری جانب سے آواز سنائی صرف سہیل صاحب کو دے رہی تھی باقیوں کو سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے آ جانا تمہیں کس نے منع کیا۔؟" آخری لفظوں پر آصفہ شدید غصے میں آ چکی تھی، سعید بھی دانت پیس رہا تھا۔ فردوس چپ چاپ سی تھی جبکہ گلشن بیگم حیران بیٹھی تھی۔

"او کے اللہ حافظ۔۔"

"کیوں آئے گا وہ۔؟" آصفہ غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی

"بیٹا وہ مجھ سے بات کرنا چاہ رہا اس لیے آنا چاہتا ہے۔۔"

"آپ سے کیا بات کرے گا وہ۔؟" گلشن بیگم بے رخی سے بول رہی تھیں

آگے جو باتیں کر چکے ہیں وہ کافی نہیں۔۔"

"عید کا دن ہے یہ سب کہنا مناسب نہیں تھا۔۔"

"ہم کچھ نہیں بھولے ہیں ابو جو کچھ آصفہ کے ساتھ ہوا۔۔ اگر اس نے اس گھر میں قدم رکھا تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔۔۔ بہتر ہے آپ اسے منع کر دیں ورنہ عید کے دن میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے گا" سعید نے غصے سے کہا

"آج تو مت لڑیں سعید۔۔ آج عید کی رات ہے لیلۃ جائزہ ہے اور کل عید ہے ان دنوں میں اپنوں کو جوڑا جاتا ہے توڑا نہیں جاتا۔" فردوس دھیمے سے انداز میں بولی

"بکواس بند کرو اپنی اور ہمارے معاملات میں مت بولو۔۔" سعید نے اسے جھڑکا

"اپنی بہن پر غصہ کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوئے کیوں بول گئے کہ تم بھی کسی کی بہن سے بات کر رہے ہو۔" سہیل صاحب نے سعید سے ناگواری سے کہا

"میرے کچھ قانون ہیں ابو۔۔ اور جو کچھ انہوں نے میری بہن کے ساتھ کیا ویسا میں نے کچھ نہیں کیا۔"

Downloaded from https://paksociety.com

سعید نے خود ساختہ کہا

"جی ابو۔۔ آپ خواہ مخواہ اس کی طرف داری مت کریں یہ تو چاہتی ہی یہی ہے کہ میں یہاں سے جاؤں اور اس جہنم میں جلتی رہوں۔" آصفہ آگ بگولہ ہو کر بولی

"میں نے ایسا نہیں کہا آصفہ۔۔" فردوس نے کہا

"تم نے جو بھی کہا تمہاری نیت کا سب کو پتا ہے۔۔ اب یہاں سے دفع ہو اپنے کمرے میں۔۔۔ اور خبر دار جو ہمارے معاملے میں بولی۔۔" سعید کے اس شدید غصے پر وہ کمرے میں چلی گئی۔

"یہ گھر میرا ہے اور میں نے کسی کو اختیار نہیں دے سکتا" کہ وہ کسی کو آنے سے روکے۔ فردوس ٹھیک کہتی ہے ہمیں عید والے دن کسی سے یوں پیش نہیں آنا چاہیے۔" سہیل صاحب نے کہا

"لیکن میں اسے یہاں برداشت نہیں کر سکتا۔۔ اگر میں نے اسے دیکھا تو ابو اچھا نہیں ہو گا اس کے ساتھ" سعید نے کہا

"تو کہیں چلے جانا۔۔۔ اگر اس کے یہاں آنے سے تم لوگوں نے کوئی بھی حرکت کی تو مجھ سے برا کوئی نہ پیش آئے گا۔"

"آپ بھول گئے کیا جو آصفہ کے ساتھ کیا گیا۔" گلشن بیگم نے پوچھا

"ہاں۔۔۔ عید کے دن بھولنا ہی پڑتا ہے۔" انہوں نے لمبا سانس چھوڑتے ہوئے کہا

"ابو آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔؟" آصفہ چلائی

"اللہ کے لیے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔۔" انہوں نے لمبا سانس بھر کر کہا

☆............☆

پانچ سال پہلے آصفہ کی شادی دھوم دھام کے ساتھ اس کے چچا زاد راحیل کے ساتھ ہوئی تھی، اس کی شادی کے ساتھ سعید کی بھی شادی اس کی تایا زاد یتیم فردوس سے ہوئی تھی۔ ماں باپ بچپن میں ہی فوت

Downloaded from https://paksociety.com

ہو گئے تھے راحیل کے والدین ہی اس کا خیال رکھا کرتے تھے۔ راحیل عیاش شخص تھا جس کی وجہ سے آصفہ کی اس سے بنتی نہ تھی ۔ یہ ناپسندیدگی لڑائی جھگڑے تک پہنچ گئی تھی ،وہ کئی بار ماں باپ کے گھر آ جاتی مگر پھر ماں باپ کے فیصلے کے سامنے مجبور ہو کر چلی جاتی کیونکہ راحیل معصوم بن کر اسے منانے آ جاتا مگر جب دل نہ ملیں وہاں بنا نہیں کرتی ۔ آخری بار آصفہ نے اس کو کسی غیر عورت کے ساتھ کسی ہوٹل میں گھومتے پایا تب اس کے شکایت پر اس نے اسے بہت مارا تھا۔ اس کی مار پیٹ ہی کافی نہ تھی بلکہ اس کے ماں باپ بھی بیٹے کے حق میں کھڑے ہو گئے تھے اور اپنے بیٹے کو بے قصور اور بہو کو الزام تراش ثابت کر رہے تھے۔ یہ بات بھائی کی بھائی نہ برداشت نہ کر سکا اور سہیل صاحب آصفہ کو گھر لے آئے ۔راحیل نے آصفہ سے بہت بار ملنا چاہا تھا مگر وہ مسلسل انکار کرتی رہی تھی ۔ راحیل جس لڑکی کے عشق میں مبتلا ہو کر آصفہ سے منہ موڑے ہوئے تھا وہ محض کاروباری عورت تھی جب اس کے آنکھوں سے پٹی اتری اور اس نے اس کا وہ بھیانک چہرہ دیکھا تو ہاتھ ملتا رہ گیا۔ جب انسان کسی اچھائی کو ٹھکرا کر برائی میں اسے تلاش کرتا ہے تو حقیقت جاننے پر جس قدر اذیت ہوتی ہے وہ ہزار چھید جسم پر لگیں تو کم ہیں اس سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ اذیت میں رہنے لگا تھا، آصفہ سے ملنے کے لیے بے تاب تھا، اس کے پاؤں میں گر کر معافی مانگنا چاہتا ہے گڑگڑانا چاہتا تھا۔ اعتراف کرنا چاہتا ہے مگر آصفہ اسے موقع ہی نہ دیتی تھی ۔ اس نے کئی بار سہیل صاحب سے ملنے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہا تھا۔ سعید سے بات کرنے سے وہ خوف کھاتا تھا کیوں کہ وہ بارہا اسے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دے چکا تھا۔ آصفہ کے جسم پر پڑے نشان جو اس رات جس دن آصفہ نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑا تھا اس نے مارا تھا وہ سعید کو بھول نہ پاتے تھے۔ کوئی بھی بھائی اپنی بہن کو اذیت میں برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ بھی نہ کر پایا تھا۔ سعید فردوس کے ساتھ اکثر رویے میں کشیدگی اختیار کرتے ہوئے بھول جایا کرتا تھا کہ وہ کسی کو کیسا سمجھتا تھا۔ سہیل صاحب اکثر اسے مثال دیا کرتے تھے کہ کسی کے دانت لمبے تھے اور اس نے فوراً دوسرے کو کہا کہیں مجھے

Downloaded from https://paksociety.com

نہ کوئی کہہ دے۔ وہ ان کے جواب میں اکثر کوئی دلیل پیش کر دیتا تھا۔ ہم اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لیے دلیلیں اکھٹی کر لیتے ہیں اور کسی کو گناہگار بنانے کے لیے ہر ایک جرم کی تفصیل اٹھا کر لے آتے ہیں۔ فردوس عبادت گزار لڑکی تھی اور خاموش رہنے والی تھی جس کی وجہ سے زیادہ لڑائی ہونے سے رہ جاتی۔ آصفہ اور راحیل کے معاملے میں دونوں برابر کے تھے۔ لڑائی میں دونوں چپ نہیں ہوتے تھے۔ ہمارے گھروں میں اکثر گھر اسی لیے آباد ہیں ان میں صبر کرنے والے رہتے ہیں جہاں صبر نہیں وہ گھر بھی آباد نہیں۔

تم ہوتی کون ہو مجھے سمجھانے والی۔؟۔۔۔ کتنی بار تمہیں کہا میرے معاملات میں مت بولو سمجھ نہیں آتی تمہیں۔؟" مصلے پر بیٹھی فردوس پر کھڑا سعید برس رہا تھا۔

"آپ کی بیوی ہوں سعید۔۔ مشورہ تو دے سکتی ہوں ناں۔۔۔ آپ کو برے راستے پر چلنے سے روک تو سکتی ہوں ناں۔۔" وہ دھیمے اور شیریں لہجے میں بولی

"ہرگز نہیں۔۔۔ تم بیوی ہو شوہر نہیں۔۔۔ شوہر بتاتے ہیں ایسے چلو ویسے نہیں بیویاں نہیں بتایا کرتیں۔۔"

"شوہر کو آگ سے بچانا بیوی کا فرض ہے سعید۔"

"اب جہنم تذکرہ لے کر نہ بیٹھ جانا۔۔" وہ بیڈ پر بیٹھا۔

"میں اس جہنم کا تذکرہ تو نہیں کروں گی مگر اس کا ضرور کروں گی جو یہاں کی ہے۔" وہ بولی

"یہاں کی جہنم۔۔؟؟" وہ طنزیہ ہنس کر بولا

"جی یہاں کی جہنم۔۔" وہ خودساختہ لہجے میں بولی

"اب اپنی بات کی فلاسفی بھی سمجھا دو۔"

"یہاں کی جہنم سے مراد وہ دوزخ ہے جو رشتوں سے دوری سے پیدا ہوتی ہے۔ جب خون کے رشتے دور

Downloaded from https://paksociety.com

ہو جائیں تو یہ زندگی جہنم بن جایا کرتی ہے۔ جب مشکل وقت میں کوئی نہیں ہوتا تب احساس ہوتا ہے اپنوں کی قیمت کیا ہوتی ہے۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جو سعید کی نگاہوں میں تھے وہ جانتا تھا اسے اپنے ماں باپ یاد آ رہے تھے۔ اس لیے اس نے لہجہ دھیما کر لیا تھا کیونکہ اس کے گرتے آنسو اسے اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے، وہ آج سے پہلے یوں کبھی نہیں روئی تھی۔ کبھی کبھی کسی کے آنسو یوں دل پر اثر انداز " کہ انسان دل تک کی گہرائی کو جان لیتا ہے۔

"اپنوں نے اگر وہ کیا ہو جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا تو۔؟" وہ دھیرے سے بولا

"معافی کا جذبہ بہت بڑا جذبہ ہے جو ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا مگر جو اسے تھام لیتا ہے اللہ اسے جھکنے نہیں دیتا۔" فردوس نے شائستگی سے کہا

"معاف کرنے کے لیے دل چاہیے ہوتا ہے فردوس۔۔۔ تمہارے جیسا دل میرے پاس نہیں۔۔"

آخری جملے پر اس نے چونک کر سعید کو دیکھا تھا کیونکہ اس نے پہلے کبھی ایسا نہ کہا تھا

"میرے جیسا دل۔؟"

"ہاں تمہارے جیسا دل۔۔ معاف کرنیوالا۔۔ اف تک نہ کرنے والا۔۔۔ اندر ہی اندر قرب سہنے والا۔۔۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس زمین پر بیٹھا۔

"مجھ سے کسی نے کیا کیا جو میں کسی کو معاف کروں گی۔" وہ مصلے پکڑ کر اٹھنے لگی تو سعید نے اس کی کلائی پکڑ لی جس پر قدرے حیرانی سے سنبھل کر بیٹھی۔

"میں جانتا ہوں یہ آنسو ان رشتوں کے ٹوٹنے کے ہی نہیں بلکہ ان رشتوں کے بچھڑنے کے بھی ہیں جنہوں نے تمہیں تربیت کا زیور دیا مگر پہنے ہوئے تمہیں دیکھ نہ پائے۔" وہ اس کے چھلکتے آنسو پونچھنے لگا تھا

"میں نے تمہیں ہمیشہ اذیت میں مبتلا رکھا، تمہیں تکلیف دی، تمہیں ہمیشہ حکم دیتا رہا مگر کبھی تمہاری نہ

Downloaded from https://paksociety.com

سنی۔"اس نے مزید کہا

"مجھے تو آپ سے شکایت نہیں۔" فردوس نے کہا

"کیوں۔؟ تمہیں ہونی چاہیے شکایت۔۔تم چلا کر مجھ سے کہو۔۔اپنے حق کے لیے بولو۔۔۔آواز اٹھاؤ""" محض اندر ہی اندر کیوں سہہ لیتی ہو، کیوں مجھے معاف کردیتی ہو۔"سعید نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے کہا

"یہ شکایتیں وہ لڑکیاں کیا کرتی ہیں جن کے ماں باپ ہوتے ہیں، کتنے فخر سے وہ بولتی ہیں۔۔۔۔میں نے کیا کہنا ہے سعید۔۔۔آج عید ہے اگر امی ابو ہوتے تو میری عید بھی میکے میں ہوتی۔سنا ہے میکے کی عید کا اپنا لطف ہوتا ہے مگر میں اسے نہیں پاسکتی۔"وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا

"امی ابو آتے مجھے لے کر جاتے۔۔۔۔کتنا انتظار ہوتا ہے بیٹیوں کو۔۔مگر انہوں نے کیا انتظار کرنا جن کا کوئی ہے ہی نہیں۔"وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی

سعید نے اپنے ہاتھوں سے اس کے دونوں بازوؤں کو تھاما وہ چاہتا تھا وہ تڑپ کر روئے، چلائے، اس سے شکایتیں کرے۔وہ سارے گلے شکوے دور کرلے جو اس کے دل میں برسوں سے تھے۔محبت میں جب دل کا غبار ہٹ جائے تو محبت مزید اجلی ہوجاتی ہے۔وہ بھی چاہ رہا تھا کہ فردوس کی محبت مزید اجلی ہوجائے۔

"میں ہوں ناں۔۔" کچھ دیر توقف کے بعد وہ سرگوشی میں بولا۔فردوس نے پلکیں اٹھا کر آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا

"میں نے کب کہا آپ نہیں ہیں۔۔۔میرے سب کچھ ہی تو آپ ہیں۔۔میرا آپ کے علاوہ ہے ہی کون۔؟۔"

"مگر میں تمہارا دل توڑ دیتا ہوں ہیں ناں۔۔"سعید کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

"مجھے کوئی شکوہ نہیں ۔۔"

"کیوں ۔؟"

"آج عید ہے اور میں نہیں چاہتی کہ شکوے کرنے بیٹھ جاؤں ۔"وہ دھیرے سے بولی

"لیلۃ الجائزہ ہے ناں تو میرا بھی جائزہ ہونے دو۔۔ جانے میرے روزے قبول ہوئے یا نہیں اکثر تمہیں دکھ دیتا رہا اللہ بھی خفا ہو گا ناں ۔۔"

"میں تو نہیں ہوئی خفا پھر اللہ بھی نہ ہوا ہو گا یقیناً"

"تم کیوں نہیں ہوتی خفا آخر ۔؟ کیا تم دل نہیں رکھتی ۔"سعید نے تجسس سے کہا

"تو پھر زندہ کیسے ہوں ۔؟"وہ ہنس پڑی

"معلوم نہیں مگر آخر شکوے تم کیوں نہیں کرتی ۔"

"کیونکہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں ۔"وہ کچھ دیر چپ چاپ اسے دیکھتا رہا پھر بولا

"محبت میں شکایت نہیں ہوتی ۔"

"ہوتی ہے مگر صبر اور معافی کا جذبہ محبت میں زیادہ پایا جاتا ہے ۔"فردوس نے مسکرا کر کہا

"معافی کا جذبہ محبت کرنیوالوں کے ہی پاس کیوں ۔؟"اس نے پوچھا

"یہ تو میں نہیں جانتی ۔۔"

"مگر میں جانتا ہوں ۔۔"

"کیا ۔؟"

"محبت کرنے والوں سے خدا بھی محبت کرتا ہے اس لیے معافی کا جذبہ بھی انہیں ہی عطا کرتا ہے جنہیں وہ پسند کرتا ہے کیونکہ وہ خود معاف کرنا پسند کرتا ہے ۔۔۔ اب دیکھو ناں ہم جیسے لوگ اللہ کو پسند نہیں ہوتے تو اللہ ہمیں وہ جذبہ بھی نہیں عطا کرتا ۔"وہ رو پڑا تھا ۔

Downloaded from https://paksociety.com

"سعید۔۔آپ ہمت کریں اللہ ضرور آپ کا ساتھ دے گا۔اس کی راہ میں ایک قدم تو بڑھائیں باقی وہ خود سہل کر دے گا۔"

"آئی ایم سوری فردوس۔۔میں نے آج تک تمہیں جتنے بھی غم دیے مجھے معاف کرو۔"اس نے ہاتھ جوڑ لیے تھے

"پلیز سعید۔۔۔"اس نے اس کے ہاتھ نیچے کیے

"مجھے گناہگار نہ کریں پلیز۔۔۔۔میں نے یہ تو نہیں کہا کہ مجھ سے معافی مانگیں'

"گناہگار کسی کو گناہگار کیا کرے گا فردوس۔۔۔میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہ رہی ہو۔۔۔تم جیسا چاہتی ہو میں ویسا ہی کروں گا میں راحیل سے صلح کر لوں گا۔۔۔مگر تمہیں ایک کام کرنا ہوگا تمہیں آصفہ کو منانا ہو گا۔"سعید نے آنسو پونچھ کر کہا

"ٹھیک ہے میں کوشش کروں گی۔"

"مجھے یقین ہے وہ تمہاری بات مان جائے گی کیونکہ تمہاری باتیں اثر رکھتی ہیں۔"سعید نے مسکرا کر کہا

"انشاءاللہ۔۔۔"وہ مسکرائی

☆..........☆

اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی آصفہ سوچوں میں گم تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ۔۔"وہ بولی۔دروازہ کھلا تو فردوس ہاتھ میں مہندی لوشن کی ٹیوب اور ڈیزائن کی کاپی اٹھائے داخل ہوئی۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔؟"وہ غصے سے بولی

"چاندرات ہے آصفہ۔مہندی ڈالنا تو بنتا ہے ناں۔۔"وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آ بیٹھی

"مجھے تم سے کوئی مہندی نہیں ڈلوانی۔۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"ناراض ہو۔" وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولی

"اور کیا تم سے راضی ہوں۔" وہ بے رخی سے بولی

"سوری آصفہ۔۔اس وقت مجھے یوں نہیں بولنا چاہیے تھا۔دیکھو آج عید ہے خوشی کا دن ہے پلیز مجھ سے خفا نہ ہو۔۔میں نہیں چاہتی کہ آج کے دن کوئی مجھ سے خفا ہو۔" فردوس نے منت کرتے ہوئے کہا

"کیوں خفا ہونے سے کیا ہوتا ہے۔؟" آصفہ بولی

"میں بے سکون رہتی ہوں پھر کہیں مجھے چین نہیں ملتا۔"

"کیوں۔؟ میرے ساتھ تو ایسا نہیں ہوتا۔" وہ اکھڑے اکھڑے انداز میں بات کر رہی تھی۔

"بڑی لکی ہو یار۔۔۔میں تو اندر سے پریشان رہتی ہوں موڈ بھی آف رہتا ہے۔" فردوس نے کہا

"بھلا کسی کی ناراضگی سے موڈ کیوں آف کرنا۔۔جائے بھاڑ میں۔۔" آصفہ نے کہا

"پتا نہیں کیوں میں ایسا نہیں سوچ سکتی۔۔میں یہی سوچتی رہتی ہوں میری وجہ سے وہ پریشان ہوا تو کیوں۔؟۔۔اچھا خیر چھوڑو چلو مہندی ڈالتے ہیں۔۔۔دیکھو اس میں تمہیں کون سا ڈیزائن پسند ہے۔" اس نے کتاب اس کی جانب پھینکتے ہوئے کہا

"مجھے نہیں مہندی ڈالنی۔۔" آصفہ اداسی سے بولی

"کیوں نہیں ڈالنی۔۔ڈالیں گے یار۔۔ایک عید ہی تو ہوتی ہے ہم گھریلو خواتین کے لیے جب مہندی ڈال لیں ورنہ وقت کہاں ملتا ہے۔" فردوس نے مسکرا کر کہا

"گھر سے گھریلو ہوتی ہیں عورتیں فردوس۔۔جن کا گھر نہیں ہوتا وہ گھریلو بھی نہیں ہوتی۔۔" وہ رو پڑی تھی

"آصفہ۔۔" اس نے اسے گلے لگا لیا تھا

"ایسی باتیں کیوں سوچتی ہو تم یہ گھر بھی تمہارا ہی ہے ناں۔۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"نہیں ابو شاید مجھ سے تنگ آ گئے اسی لیے راحیل سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ورنہ پہلے تو انہوں نے کبھی اس سے ملنے کے لیے حامی نہ بھری تھی۔" وہ روتے ہوئے بول رہی تھی

"دیکھو آصفہ۔۔وہ صرف مل رہے ہیں ناں کوئی تمہیں بھیج تو نہیں

ہوسکتا ہے راحیل نے صرف ان سے ملنے کی ہی ضد کی ہو۔" فردوس نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

"اس کا کوئی اور مقصد ہو ہی نہیں سکتا محض وہ مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے اور میں اسکی کسی بات میں نہیں آؤں گی ۔کتنی محبت کی تھی میں نے اس سے اور اس نے صلے میں مجھے کیا دیا تھا بے وفائی۔۔" آصفہ روتے روتے بول رہی تھی

"بے شک تمہاری وفا سچی تھی اور اس نے تمہاری قدر نہ کی۔" فردوس نے کہا

"مجھے برباد کردیا اس نے۔۔۔اسے تین سالوں میں، میں یاد نہ آئی اب کیوں۔؟"

"محبت کا کیا آصفہ۔۔کب پھوٹ پڑے۔۔" فردوس کی بات سن کر آصفہ نے اسے چونک کر دیکھا

"کیا مطلب۔؟"

"میری بات کا برا نہ منانا آصفہ پلیز۔۔سن لو پھر چاہے جو بھی فیصلہ کرنا۔۔۔محبت کا احساس کسی کے جانے کے بعد ہی اکثر ہوتا ہے مجھے دو دن پہلے راحیل شاپنگ مال میں ملا تھا۔بہت بیمار لگ رہا تھا ،زندگی سے جیسے اکتایا ہوا ہو، جسے جینے کی آرزو نہ رہی ہو۔وہ راحیل جو زندگی سے بھرپور جیا کرتا تھا وہ ہی جیسے زندہ لاش ہو گیا ہو۔" فردوس نے بتایا

"یہ سب تم مجھے اس لیے بتا رہی ہو کہ مان جاؤں۔؟" آصفہ نے پوچھا

"نہیں آصفہ۔۔خدا کی قسم ایسا کچھ نہیں ہے۔میں نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی میں ڈرتی تھی کہ سعید غصہ نہ کر جائیں۔تمہیں تو پتا ہے وہ کس قدر اس سے خفا رہتے تھے۔"

"تم نے پوچھا نہیں اس سے۔؟" کچھ توقف کے بعد آصفہ بولی

Downloaded from https://paksociety.com

"ہمت نہیں ہوئی۔۔""" فردوس نے آہ بھر کر کہا

" کیوں ہمت نہیں ہوئی۔؟" آصفہ قدرے حیرانگی سے بولی

"سوچا اسوقت بات کرنا گھر والوں سے بے وفائی ہوگی۔۔۔ ناراضگی تھی۔۔سعید کی اجازت لینا ضروری تھی۔" فردوس نے کہا

"جانے کیا ہوا اسے۔؟؟؟۔" آصفہ نے فکرمندانہ انداز میں کہا

"یہی فکر مجھے بھی ہے۔"

" گزشتہ تین ماہ سے وہ مجھے کالز کر رہا ہے میں نہیں اٹھا رہی شاید اپنی پریشانی بتانا چاہ رہا ہو۔"

"ہوسکتا ہے۔۔"

محبت کس قدر معصوم ہوتی ہے محبوب کی اذیت کا سن کر عاشق اپنے اوپر ہوئے ہر ظلم، ہر ستم کو بھول کر اس کی فکر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ کس قدر قرب میں اس نے راتیں گزاری تھیں، کس قدر اذیت ناک لمحات اس نے بسر کیے تھے۔ محبت میں اپنی اذیت کو بدتر قرار دے کر محبوب کی محبت کو برتر قرار دے دیا جاتا ہے۔ اپنے اشک کم تر اور محبوب کے معتبر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اپنے رتجگے معمولی اور محبوب کے رتجگے غیر معمولی لگنے لگتے ہیں۔ یہی کیفیت آصفہ کی بھی تھی۔ بیتا ہوا ہر ظلم وہ بھلا چکی تھی اسے فکر تھی تو صرف راحیل کی تھی۔ فردوس کے کہنے پر اس نے رات مہندی بھی لگا لی اور صبح جب سب عید پڑھنے گئے تو وہ تیار بھی ہوگئی مگر اس کا دھیان صرف راحیل میں تھا۔ وہ بار بار گیٹ کی جانب دیکھ رہی تھی کہ کب اس کا راحیل آئے اور وہ حقیقت جان لے۔ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد جب سہیل صاحب اور سعید واپس آئے تو ان کے ساتھ راحیل بھی داخل ہوا۔ وہ دیکھ کر حیران ہوئی وہ راحیل تو رہا ہی نہ تھا۔ کس قدر لاغر ہو چکا تھا۔ وہ لان میں کھڑی تھی جب وہ تینوں اس کے پاس سے گزرے۔

"عید مبارک۔۔" راحیل نے آہستگی سے کہا

Downloaded from https://paksociety.com

"خیر مبارک۔۔"دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ آصفہ سے جواب دیا۔سعید نے سامنے دروازے میں کھڑی فردوس کو فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تھا جو گہرے فیروزی رنگ کے جوڑے میں سجی سنوری بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔سعید کی نظروں نے اس سے پہلے اسے اس قدر حسین نہ دیکھا تھا۔

راحیل گزشتہ چھ ماہ سے شدید بخار میں مبتلا رہا تھا۔دراصل آصفہ کے ساتھ کی ہوئی ذیادتیوں کے پچھتاوے میں وہ ڈپریشن میں رہتے ہیں مزید سے مزید بیمار ہوتا چلا گیا تھا۔عید کے دن اس نے آصفہ سے سب کے سامنے معافی مانگ لی تھی۔

☆..........☆

وہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے بیٹھی مسکرا رہی تھی،وہ خوش تھی۔شاید ایک عورت کے لیے سب سے بڑی خوشی کی بات ہی یہی ہوتی ہے کہ جب وہ روٹھ جائے اور اس کا پیا اسے منا لے،تین سال بعد ہی سہی مگر اسے یہ خوشی مل چکی تھی۔دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"یس"۔۔اس نے شیریں لہجے میں کہا

دروازہ کھلا اور راحیل اندر آیا تھا۔

"تیار ہوگئی ہو آصفہ۔۔شام ہو چکی ہے چلیں ناں۔۔"اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا

"آپ بہت برے ہیں۔۔"

"آئی نو میری جان۔۔میں نے کہا ناں تمہیں آگے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔راحیل نے محبانہ انداز میں کہا

"شکایت ہوگی یا نہیں پہلے مجھے یہ بتائیں آپ اتنے بیمار رہے اور مجھے بتایا تک نہیں۔"اس نے منہ بنا کر کہا

"بخار اس قدر شدید تھا کچھ دن تک تو مجھے خود اپنا ہوش نہ تھا مگر جب ہوش آتا تمہارا نمبر ٹرائی کرتا تم اٹھاتی ہی نہ۔۔"

Downloaded from https://paksociety.com

"کسی کو بھیج دیتے مجھے لے جاتا۔"

"کسی کے آنے پر تم چلی آتی۔۔؟؟" راحیل نے پوچھا

"کیوں نہ آتی میں آپ کی طرح تھوڑی ہوں۔"

"امی ابو بھی مجھ سے خفا رہنے لگے تھے انہوں نے میرا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا تھا وہ زاویار بھائی کے ساتھ رہتے ہیں۔" راحیل نے بتایا

"تو آپ اکیلے تھے۔؟" آصفہ قدرے حیرانی سے بولی

"نہیں، فرشتے اور اللہ ساتھ تھے۔۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"میں مذاق نہیں کر رہی۔۔" آصفہ نے کہا

"ہاں یار۔۔۔"

"کس قدر اذیت میں دن کاٹے ناں آپ نے اور میں اتنی بری یہاں سکون میں بیٹھی رہی۔" وہ رو پڑی تھی

"یہی میری سزا تھی آصفہ۔۔۔ میں نے بہت سزا کاٹ لی ہے اب چلو۔۔" اس نے اسکے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

"پھر کسی کے ساتھ تو نہیں جاؤ گے ناں۔۔"

"نہیں۔۔ اب میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ اب میں اگر کسی اور کے سنگ جینے کا سوچوں بھی تو مجھے موت آ جائے۔" راحیل نے نم آنکھوں کے ساتھ اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا

"اللہ نہ کرے۔۔" وہ گھبرا نہ بولی

دروازے پر دستک ہوئی۔

"لیس۔۔" آصفہ نے کہا

Downloaded from https://paksociety.com

دروازہ کھلا اور فردوس اندر آ گئی

" کہاں جانے کی تیاریاں اتنی جلدی ۔؟" وہ انہیں تیار دیکھ کر قدرے حیرانگی سے بولی

" گھر ۔۔" آصفہ نے کہا

' جی نہیں جناب ۔۔ میں ابو کا حکم دینے آئی ہوں انہوں نے آپ کے لیے کہہ کر بھیجا ہے کہ شام کا کھانا یہیں کھایا جائے گا اور آپ رات کو بے شک چلے جایئے گا ۔۔ ایک اور بات آج کھانے پر چچا چچی بھی آنے والے ہیں ۔۔ ابو نے ان سے بات کر لی ہے ۔۔۔" فردوس نے بتایا

" امی ابو ۔؟" راحیل نے حیرانگی سے پوچھا

" جی ہاں تمہارے امی ابو ۔۔" فردوس مسکرا کر بولی

" کیا وہ مان گئے ۔؟" اس نے پوچھا

" مانتے کیسے نہیں ۔۔ میں نے ان سے بات کی آخر ۔؟" فردوس نے ہنس کر کہا

" ہاں بھئی یہ کسی سے بات کرے اور وہ نہ مانے ہو سکتا بھلا ۔۔ مجھے یقین ہے پتھر کے بھی پاس جا بیٹھے ناں اور اسے بلاتی رہے وہ بھی اس کی شیریں گفتگو سے قائل ہو کر بول پڑے گا ۔۔" آصفہ نے اقرار کرتے ہوئے کہا

" اب ایسا بھی نہیں ہونے والا ۔۔" فردوس نے قہقہہ لگا کر کہا ۔

" بہترین اخلاق ایسا ذریعہ ہے جس سے کسی کو بھی قائل کیا جا سکتا ہے ۔ اخلاق بہتری رکھنے والے لوگ ہار نہیں کرتے بلکہ جیت ان کا مقدر ہوا کرتی ہے ۔" راحیل نے کہا

" میرے خیال سے میں بہت موٹی ہو گئی ہوں تعریفیں سن سن کر ۔۔۔ مجھے سعید بلا رہے تھے میں تو بھول ہی گئی ، راحیل تمہیں ابو بلا رہے ہیں ۔" اس نے واپس چلتے ہوئے کہ ہنس کر کہا

" او کے بھابھی ۔۔ وہ ہنسا

Downloaded from https://paksociety.com

"تھینک یوفردوس۔۔" رات کے وقت کھڑکی کیے پاس وہ دونوں کھڑے تھے تب سعید نے اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے کر کہا تھا

"شکریہ لفظ غیروں کے لیے ہوتا ہے اپنوں کے لیے نہیں۔۔ اپنوں سے کام لے کر مزید کی امید رکھی جاتی ہے اور غیروں کو خدا حافظ کہہ کر چلتا کر دیا جاتا ہے۔ مجھے بھی آپ چلتا کر دینا چاہتے ہیں۔؟" اس نے پوچھا

"تمہیں چلتا کر کے خود دنیا سے چلتا ہو جاؤں گا۔۔"

"کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ سعید۔؟" وہ چڑ کر بولی تھی

"کیوں میں دنیا سے نہیں جا سکتا۔؟"

"اللہ نہ کرے۔۔ آپ سے پہلے میں مر جاؤں۔"

"ششش۔۔ چپ۔۔" سعید نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا، اس نے اپنے ہاتھوں میں فردوس کا چہرہ لیا۔

"ایسے مت کہنا دوبارہ۔۔"

"آپ بھی ایسی بات نہ کیا کریں۔۔"

"او کے۔۔ اچھا سنو کل ہم جا رہے ہیں مری کی جانب سیر کے لیے۔" سعید نے بتایا

"امی ابو بھی چلیں گے۔؟" فردوس نے یکدم پوچھا

"وہ کیوں جائیں گے۔؟؟" وہ پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو کر سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا

"کیوں وہ نہیں جا سکتے۔۔" وہ مسکرا کر بولی

"جی نہیں صرف ہم دونوں جا رہے ہیں عید کو انجوائے کرنے کے لیے۔۔" اس نے کہا

"تو امی ابو کے ساتھ عید نہیں انجوائے ہو سکتی۔۔" وہ چھیڑتے ہوئے بولی

Downloaded from https://paksociety.com

"اب تم امی ابو کو لے کر نہ بیٹھ جانا پلیز۔۔۔میں نے ان سے بات کی ہے وہ نہیں جانا چاہتے ہیں۔۔ ہیں۔۔۔۔۔وہ کہتے ہیں کہ ان کی عید یہی ہے کہ ہم خوش ہیں۔" اس نے بتایا

'آپ نے دل کے اوپر سے بات کی ہو گی ناں، میں کر کے دیکھتی ہوں۔۔"

"چپ اوئے۔۔" وہ جھٹ پٹ بولا فردوس ہنس پڑی

"ہنستے ہوئے بہت پیاری لگتی ہو۔۔۔آج تم پر مجھے فخر محسوس ہو رہا ہے اگر تم نہ ہوتی تو ہم کیسے راحیل اور چچا سے ملتے اور پھر سب ایک ہوتے، آصفہ تو ہماری ہٹ دھرمی کی نظر ہو جاتی مگر تم نے ہمیں سکھایا معاف کرنا کس قدر عظیم جذبہ ہے اور ہم اس جذبے سے کیسے دلوں کو جیت سکتے ہیں اور اللہ کو کیسے خوش کیا جا سکتا ہے۔عید کا اصل مقصد کیا ہے۔تم نے دیکھا آصفہ کس قدر خوش تھی ناں یہ سب تمہاری مہربانی ہے میری جان اور اس بات کا اسے بھی باخوبی اندازہ تھا۔" سعید محبانہ لہجے میں آنکھوں میں گہری محبت بسائے بول رہا تھا۔اسے ساری دنیا سے معتبر فردوس دکھائی دے رہی تھی۔گلشن بیگم اور سہیل صاحب بھی اس سے بہت خوش تھے۔انہیں اپنی بہو پر فخر تھا۔آصفہ بھی دعائیں دیتی اسے گھر سے گئی۔عید کے دوسرے دن سعید اور فردوس نے مری میں عید منائی تھی اور تیسرے دن وہ سب آصفہ کے گھر میں کھانے پر بلائے گئے تھے۔چچا چچی پھر سے راحیل کے ساتھ ہی رہنے لگے تھے۔چچا چچی نے بھی اقرار کیا کہ ہمارے خاندان کو ایک بار پھر ٹوٹنے سے بچانے میں فردوس کا ہاتھ ہے۔فردوس کے لیے نہایت ہی خوشی کی بات تھی کہ سب ایک ہو گئے تھے۔چچا چچی کا گھر اس کے لیے میکے جیسا تھا

جہاں اس نے پرورش پائی تھی وہاں اسے عید کا تیسرا دن بسر کر کے اچھا لگا تھا۔سعید کا رویہ بہتر ہو جانے کے بعد اسے یوں لگتا تھا جیسے تمام کمیاں دور ہو گئی تھیں۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆راہ راست☆

تحریر: سارہ شبیر

وہ بس سٹینڈ پر کھڑی تھی ....

وہاں بہت بھیڑ تھی اور گرمی کی شدت اس قدر تھی کہ نہ صرف اس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا بلکہ پورا بدن پسینے میں شرابور تھا۔ آنے جانے والے مسافروں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ آج اسے جلدی پہنچنا تھا۔ اس کی نوکری کا پہلا دن تھا لیکن اسے قطعاً تشویش نہ ہوئی کہ اگر اسے پہلے دن ہی دیر ہوگئی تو کیا ہوگا۔ البتہ اسے اکتاہٹ ضرور محسوس ہونے لگی...

جمیلہ ایک غریب گھرانے کی لڑکی تھی۔ بچپن سے ہی غربت دیکھی۔ اسکی آنکھوں میں بہت سے خواب تھے مگر وہ انہیں کڑی محنت کر کے حقیقت میں بدلنے کی خواہاں نہیں تھی۔ بہت چڑچڑی اور کام چور تھی۔ ایسا ہونے کی ایک وجہ اس کے حالات بھی تھے۔ نوکری کے لیے اس نے خود کو بہت مشکل سے تیار تو کیا مگر اب اسے یہ بہت ہی کٹھن کام لگ رہا تھا۔ اس کے دماغ پر بوجھ سا بننے لگا۔ اتنے میں بس آگئی اور وہ سوار ہوگئی۔ بس میں بہت سے مسافر سوار تھے۔ اسے گھٹن محسوس ہونے لگی۔

''اف یہ میں کہاں پھنس گئی'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ۔۔۔۔۔۔

اتنے میں اس کے قریب والی سیٹ پر ایک لڑکی آ کر بیٹھی۔ سفر لمبا تھا اس لیے وقت گزاری کے لیے اس نے لڑکی سے بات کرنا چاہی۔ اچانک ہی اس کی نظر لڑکی کے بازو پر پڑی۔ اس کا ایک بازو تو موجود ہی نہ تھا۔ اس نے بتایا کہ بچپن کے ایک حادثے میں میرا بازو ضائع ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد والدین چل بسے اور چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کی ذمہ داری کا بوجھ میرے کندھوں پر آ پڑا۔ وہ وقت اور آج کا وقت اپاہج ہونے کے باوجود کتنا کچھ بہن بھائیوں کے لیے کیا اور اس دوران کتنا کچھ سہا۔ یہ تمام روداد

Downloaded from https://paksociety.com

سنتے جمیلہ کا سفر ختم ہو گیا. وہ بس سے اتر آئی ... اسے اس لڑکی سے ہمدردی ہونے لگی. ساتھ ہی ساتھ جمیلہ کو یہ احساس ہوا کہ اس نے تو زندگی کی تلخیاں جھیلی ہی نہیں. اس نے فوراً خدا کا شکر ادا کیا کہ اسے آج تک کسی ایسی مشکل سے دوچار نہیں ہونا پڑا. اس کے بھی بہن بھائی تھے اس نے سوچا... ''اگر میرے ساتھ کچھ ایسا ہو جاتا تو میں کیا کرتی'' یہی سوچتے سوچتے اس کے قدم منزل کی جانب بڑھنے لگے.

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

انٹرویو

شخصیت:عرفان رامے

تحریر و ترتیب:محمد ناصر

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔۔

قارئین ! کیسے ہیں آپ؟امید کرتے ہیں کہ سب خیریت سے ہونگے ......اور ہم دعا گو ہیں کہ آپ سب ہنستے مسکراتے اور پھولوں کی طرح تروتازہ رہیں آمین ثمہ آمین ......

دوستوں ! آج ہم "ست رنگ میگزین" کے ایک دلچسپ سلسلے خصوصی انٹرویو میں جس شخصیت کا تعارف کروانے جارہے ہیں ،وہ دنیائے ادب کے بلاشرکتِ غیر "سلطان" کہ جس وادی سے تعلق ہے وہاں بھی عشق کی سلطنت کا بے تاج شہنشاہ بستا تھا ......جی پیارے دوستوں ،رانجھے کے دیس میں جنم لینے والی یہ ہستی جس کا عشق ہیر سیال نہیں بلکہ الفاظ ہیں ......اٹھارہ کتابوں کے مصنف اور غیر مطبوعہ تحاریر کی کوئی گنتی نہیں ہے......آپ کی شاندار ادبی زندگی کا آغاز زمانہ طالبعلمی سے ہی ہوگیا تھا......سب سے پہلی تصنیف 'خدا دور نہیں ہے' اور سچ ہے کہ خدا دور ہے بھی نہیں !!"سوھنے رب "" نے ہمارے "سوھنے رامے جی "" کا ہاتھ ایسے تھاما کہ پیچھے دیکھنے نہیں دیا اور ان کی "ہیر "انہیں عطا کردی یعنی "ادبی دنیا" میں ان کا نام ۔ پیشہ ورانہ زندگی میں بھی کامیابی کا یہ سفر جاری وساری ہے اور لمحے بھر کے لئے بھی نہیں رکا......ریشم ڈائجسٹ کی ادارت کے فرائض انجام دینے کے بعد آج کل "ماہنامہ شیف ٹائم" کے ایڈیٹر ہیں ......نہ دوستوں نہ، آپ یہ نہ سوچیے گا کہ ،عرفان رامے کوئی شیف ہیں لیکن یہ ان کی پیشہ ورانہ صلاحیت کا بین ثبوت ہے کہ وہ ہر قسم کے جریدے کو سنبھالنے کا دم رکھتے ہیں ......

جھنگ کے شہزادے نے تخت ہزارہ کو الوداع کہا ہیر کے لئے اور ہمارے اس شہزادے نے ادب کے

Downloaded from https://paksociety.com

لیئے۔۔اب یہ فخر لاہور کی قسمت میں ہے کہ عرفان رامے یہاں ہیں ،اور ادب کی ترقی وترویج میں دامہ، درمہ، سخنہ مصروف عمل......ایک اہم اور خوبصورت راز کہ اپنے پیارے سے "رامے جی" نے سب سے پہلے جو تحریری تحفہ قارئین کی نذر کیا وہ ہمارے ننھے منے غنچوں کے لیے تھا،یعنی جو پہلی کہانی لکھی وہ بچوں کے ایک رسالے "ذہین" میں شائع ہوئی۔تو جناب محترم عرفان رامے سے کیا گیا ایک دلچسپ انٹرویو آپ سب قارئین کی نذر............

☆......☆......☆

بیا خان: بچپن کی کوئی شرارت جس پر مار پڑی ہو؟

عرفان رامے: بچپن کی یادیں انسان اپنے بڑھاپے میں بھی نہیں بھلاتا......میں بھی بہنوں میں سب سے چھوٹا تھا......شرارتیں تو ہو جاتی تھیں مگر چھوٹا ہونے کے باعث والدین ہاتھ ذرا ہلکا رکھتے تھے......یوں ہلکی پھلکی دھلائی تو ہو جاتی تھی مگر جسمانی ریمانڈ کام کے لئے لیا جاتا تھا۔

نبیلہ خان: آپ کی پہلی تحریر جب شایع ہوئی تو کیسا محسوس ہوا؟

عرفان رامے: ارے بھائی کیا یاد دلا دیا آپ نے پہلی تحریر بچوں کے میگزین میں شائع ہوئی تو یوں لگا جیسے دنیا فتح کر لی ہو دن میں پتا نہیں کتنی بار میگزین کھول کر دیکھتے تھے

بیا خان: لکھنے کا موڈ بنانا پڑتا یا جب لکھنا چاہیں تو بس پن پیپر چاہے ہوتا ہے؟

عرفان رامے: موڈ انسان کو تب بنانا پڑتا ہے جب آپ شوقیہ جب آپ کا پروفیشن ہی لکھنا ہو تو قلم ہاتھ میں آتے ہی لفظ جملوں میں ڈھلنے لگتے ہیں۔

عریشہ سہیل: سر آپ نے کس عمر میں لکھنا شروع کیا اور پہلی تحریر جب شائع ہوئی اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟؟

عرفان رامے: میں نے اسٹوڈنٹ ایج میں ہی لکھنا شروع کر دیا تھا......اس کی وجہ شاید یہ بھی تھی کہ

Downloaded from https://paksociety.com

میرے چند دوست بھی ادب سے بہت لگاو رکھتے تھے

عریشہ سہیل: آپ کو اردو ادب کی کون سی صنف پسند ہے جس میں لکھنے کے لیے آپ ہمیشہ تیار رہتے ہیں؟؟

عرفان رامے: میں نے زیادہ نثر ہی لکھی ہے......لیکن نثر میں الحمدللہ ہر موضوع لکھا ہے

عریشہ سہیل: کسی بھی تحریر کو پرکھتے وقت آپ کن باتوں کا خیال رکھتے ہیں؟

عرفان رامے: عریشہ ایک پرفیکٹ تحریر بلکل ویسے ہی ہوتی ہے جیسے آپ کوئی پرفیکٹ ڈش تیار کرلیں اگر ڈش میں اجزاء کا تناسب ٹھیک نہیں ہوگا تو کھانے والے کو پسند نہیں آئے گی......ایک اچھی تحریر میں آپ کی سٹوری کا پلاٹ، انداز تحریر، الفاظ کا چناؤ، قواعد وضوابط، اس مضمون کے بارے آپ کا علم، یہ سب چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

میرب خان: سر مرا سوال یہ ہے کہ کسی بھی تحریر کے لیے چاہے وہ مضمون ہو افسانہ ہو یا مائکرو فکشن۔ پیچیدہ الفاظ کا چناؤ اور ترتیب کتنی ضروری ہے اور ایسی ہی کسی تخلیق کو قارئین میں زیادہ مقبولیت کیوں حاصل ہوتی ہے، جب کہ مرے خیال میں سادہ انداز تحریر زیادہ متاثر کن ہوتا ہے

عرفان رامے: آپکا سوال بہت اچھا ہے...... یہ درست ہے کے باز لکھنے والے پیچیدہ الفاظ کا چناؤ کرتے ہیں مگر میں قائل نہیں میری ذاتی رائے یہ ہے آپ کا ہر ریڈر سکولر (scholor) نہیں ہوتا آپ کو وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں جو با مشکل اردو پڑھ سکتے ہیں اس تحریر کا کیا فائدہ جسے آپ انجوائے منٹ کے لئے پڑھنا چاہتے ہیں اور مشکل الفاظ کے لئے ڈکشنری پاس رکھتے ہیں ....ویسے بھی یہ تلخ حقیقت ہے کے ہماری نئی نسل کی اردو کمزور ہے اس لئے رائٹرز کو چاہیے کے ان کو مدنظر رکھ کر الفاظ کا چناؤ کریں۔

آمنہ عبدالغفور: سر آپکو کس کو پڑھ کے شوق ہوا لکھنے کا......اور آپ تحریر کو پڑھتے وقت کن باتوں کا خیال رکھتے ہیں؟ اور زیادہ کن پر لکھا پسند کرتے ہیں؟

http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com http://paksociety.com

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایتُ اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

عرفان رامے: سچ کہوں تو میں نے اپنی فیلڈ میں کسی......کو اپنا آئیڈیل نہیں بنایا نہ کبھی کوئی کام بھیڑ چال دیکھ کر شروع کیا ہے..........میرا اپنا ایک مزاج ہے میں چیزوں کو اپنے زاویہ سے دیکھنا پسند کرتا ہوں شاید یہی وجہ ہے کہ کسی کو دیکھ کر لکھنا شروع نہیں کیا تھا آپ کسی کو دیکھ کر لکھ بھی نہیں سکتے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اگر آپ میں موجود نہیں ہے تو آپ اسے پیدا نہیں کر سکتے ہاں اگر آپ لکھ سکتے ہیں تو اپنی اصلاح کر کے تحریر کو بہتر ضرور بنا سکتے ہیں تحریر کو پڑھتے وقت اس کے معیار کو ہی مدنظر رکھا جاتا ہے میں نے تقریبا ہر موضوع پر لکھا، البتہ ہسٹری سے مجھے خاص لگاؤ ہے

سباس گل: ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ کے خیال میں ادب کیا ہے؟

عرفان رامے: ادب ہر دور میں اپنے وقت کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی ہے......وقت گزرنے کے ساتھ جہاں محبت کے انداز بدل گئے ہیں وہیں جرائم کے طریقہ بھی وہ نہیں رہتے ماضی کے رائٹرز نے اپنی جگہ بلکل ٹھیک لکھا......لیکن یہ سوچ لینے کے موجودہ ادب اس کے مقابلے میں زیرو ہے میں اسے درست نہیں سمجھتا ہم ماضی پرست لوگ ہیں اپنے حال سے ہمیشہ شکوہ رکھتے ہیں یہ ہی صورت حال ادب میں دیکھائی دیتی ہے آپ کا آج کا ادیب بھوکا مر رہا ہے اور آپ......منٹو کی کتابیں خریدنے کے بعد چھپ چھپ کر پڑھ رہے ہیں ان بڑے ادیبوں کو ضرور پڑھیں مگر اپنے آج کے ادیب کی بھی قدر کریں جو دور حاضر میں ادب کو زندہ رکھنے کیلئے خود کو وقف کر چکے ہیں

سباس گل: آپ کو دل یہ احساس کس وقت ہوا کے "خدا دور نہیں ہے"؟

عرفان رامے: جب یقین ہو گیا کہ انسان، انسان کو کچھ نہیں دے سکتا......

سباس گل: تاریخی کہانیاں لکھنا آپ کا پسندیدہ موضوع ہے کتنا کنگھالنا پڑتا تاریخ کو ایک کہانی لکھنے کے لیے؟

عرفان رامے: تاریخ پر لکھنے کے آپ کے پاس اپنے موضوع کے بارے معلومات ہونا بہت ضروری

Downloaded from https://paksociety.com

ورنہ ممکن ہے کے آپ ہیر کو رانجھے کی بہن بنا بیٹھیں۔

عشانور: سر ویسے تو ہر ایک کی زندگی کے تجربات مختلف ہوتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے، ابھی کونسا موضوع رہ گیا ہے جس پے آپ لکھنا چاہتے ہیں یا زیر قلم لینا چاہتے ہیں؟

عرفان رامے: یہ دنیا بہت پراسرار چیز ہے عشانور یہاں قدم قدم پر وہ کچھ ہو رہا ہے جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا...... عالمی ادب میں اب موضوعات اب ہجر و فرق سے نکل کر بہت آگے چلے گئے ہیں یہاں تک کے محبت اور نفرت کے انداز بھی بدل گئے ہیں...... بنیادی طور پر میں نے تقریباً سب موضوعات پر لکھنے کی کوشش کی ہے مگر جن پر لکھنا ابھی باقی ہے اس کا فیصلہ وقت اور حالات کریں گے

صبا جرال: میرا آپ سے سوال لکھنے کے لئے کونسا وقت مناسب ہے اور کیا ارتکاز بہت ضروری ہے؟

عرفان رامے: لکھنے کے لئے بہترین وقت وہی ہے جب آپ لکھنا چاہتے ہوں اور اپنے کام پر بھرپور دے سکتے ہوں۔

فری ناز خان: اسلام علیکم سر میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا آج کے دور میں جو ادب ہے وہ کیا ہے؟؟

عرفان رامے: ادب ہر دور میں اپنے وقت کے معاشرتی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کرتا ہے آنے والے دور میں لوگ ایسی ادب کو پڑھ کر ہمارے عہد کے سوشل سسٹم کا اندازہ لگائیں گے

فری ناز خان: کیا ہم صرف اپنے خیالات کی ترجمانی کر رہے ہیں یا واقع ہی ہم ادب کو فروغ دے رہے ہیں؟

عرفان رامے: دیکھیں ہمارے خیالات بھی تو ہمارے عہد سے جڑے ہوئے ہیں...... باقی یہ ادیب پر منحصر کرتا ہے کہ وہ اپنے ریڈر کو کیا فراہم کر رہا ہے جب ہم اپنی تحریروں میں کوزن آفیر زیونیورسٹی کی محبت خوابوں کے شہزادے شہزادیاں سے باہر نہیں نکلیں گے ادب کے معیار کا رونا روتے دکھائی دیں گے

میرب خان: میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اچھے رائٹر کی نشانی کیا ہے۔ کیا وہ جو لکھنے کے لیے کسی خاص

Downloaded from https://paksociety.com

کیفیت کے اترنے کا منتظر رہتا ہے اچھا رائٹر ہوگا۔یا وہ جو کسی بھی وقت کسی بھی خیال کو اپنے کثیر زخیرہ الفاظ کی مدد سے تحریر میں ڈھال سکتا ہے؟

عرفان رامے: اچھا لکھنے کے لیئے کہیں سے ٹائم ٹیبل بن کر نہیں آتا ،میرا جب دل چاہتا ہے میں لکھتا ہوں لکھنے کے لئے گہری خاموشی چائے کا کپ اور سگریٹ کی ضرورت نہیں ہے میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ لکھتا بھی رہتا ہوں اور میرے انہاک میں کوئی بات رکاوٹ نہیں بنتی۔۔۔

بنت ڈیرہ: آپکی کامیابی بے شک اپنی ذاتی کاوش ہے مگر اس کامیابی میں کسی ایک کا نام بتائیں جس نے آپ کا ہاتھ پکڑا ،یا آپ اپنی مدد آپ کے اصول پر کاربند ہیں؟

عرفان رامے: آپ نے درست کہا ہر شخص کو آگے بڑھانے کے لیئے غیبی مدد آتی ہے ،بطور مصنف میری کامیابی دو لوگوں کی مرہون منت ہے......ایک میرے بچپن کے دوست ہیں عبدالرشید فاروقی جو ہمیشہ میرے ساتھ ہیں ،اور دوسری میری زندگی کی ساتھی شاہانہ رامے......جو ہر قدم پر بس یہ دلیل دیتی ہیں کہ لکھنے کی صلاحیت آپ کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے تو آپ صرف لکھیں اور کچھ نہیں کریں......رہ گئی بات نئے لکھنے والوں کی تو میں نے ہمیشہ حوصلہ افزائی کی ھے جب میں ریشم ڈائجسٹ میں بطور ایڈیٹر تھا تب بھی نئے لکھنے والوں کی تحریروں کی نوک پلک سنوار کر چھاپ دیتا تھا ،،افسوس یہ ھے کہ ان نئے لکھنے والوں کو کبھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ پبلش ہونے سے پہلے ان کی تحریر پر کتنی محنت کی جاتی ہے۔

ریما نور رضوان: السلام علیکم بھائی آپ ماشاءاللہ بہت بہترین رائٹر ہیں ،شیف ٹائمز میگزین ماشاءاللہ اعلی درجے کا میگزین ہے۔آپکو اس میگ کا خیال کسطرح آیا۔مجھے یہ میگزین بے پناہ پسند ہے۔آپ کو اپنی سوچ سے زیادہ عزت و پذیرائی ملی اس میگزین کے توسط سے؟

عرفان رامے: "شیف ٹائم" میں آنا ایک اچھا تجربہ ثابت ہوا ،گو کہ میں اس شعبے سے متعلق نہیں ہوں لیکن مجھے خود پر اعتماد تھا کہ میں اسکے معیار کو بہت بہتر بنا دوں گا۔

Downloaded from https://paksociety.com

ناہید اختر بلوچ: لسلام علیکم محترم عرفان راما ۔آپ کیا سمجھتے ہیں آج کا ادیب ادب کی خدمت کر رہا ہے یا نہیں اور معاشرے میں پھیلی بے راہروی میں فحش تحاریر کا کتنا حصہ ہے؟ لکھنا آسان ہے یا پڑھنا آپ کی نظر میں؟ اب لوگ کتاب سے اتنا دور کیوں ہیں کیا کتابیں مہنگی ہو چکی یا دوسری چیزیں زیادہ سستی مل رہی ہیں؟ لفظ آپ سے کیا کہتے ہیں۔۔چپکے چپکے۔۔؟

عرفان راما: ناہید ایک بات یاد رکھیں یہاں کوئی خدمت نہیں کر رہا، پیسہ، شہرت، اقتدار، ان تین چیزوں کے لیے انسان محنت کرتا ہے، میرے نزدیک خدمت یہ ہے کہ آپ جو بھی کر رہے ہیں، اسے دیانت داری سے انجام دیں۔ اپنے قاری تک ایک اچھی بات ضرور پہنچائیں۔۔اپنی 10 صفحات کی تحریر میں۔غیر معیاری تحاریر ہر دور میں موجود تھیں اور ان کو پڑھنے والے بھی خاص ذہن کے لوگ ہیں، ایسی تحاریر اپنی موت آپ مر جاتی ہیں۔ اہل اقتدار کی بھی ذمہ داری ہے کہ ایسے مواد کو پبلش ہونے اور فروخت ہونے سے روکیں۔لکھنا آسان ہے یا پڑھنا بلکل ایسا سوال ہے کہ روٹی بنانا آسان ہے یا کھانا۔۔کتاب کی زیادہ قیمت اپنی جگہ ایک اہم ایشو ضرور ہے مگر حتمی دلیل نہیں۔ یہ طے کرنا تو ہمارا کام ھے کہ کتاب لینی ہے، یا پیزا کھانا ہے اور ہم پیزا کا بل دے کر یہ شور مچاتے ہیں کہ کتاب مہنگی ہے ۔چپکے چپکے کہی ہوئی باتیں کسی کو بتائی نہیں جاتیں۔۔۔۔

عائشہ طاھر: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم لکھنا چاہتے ہیں اور موضوع کے متعلق بھی ذہن میں مواد موجود ہوتا ھے لیکن لکھنے بیٹھیں تو لکھ نہیں پاتے، اس کا حل کیا ہے؟

عرفان راما: جی کچھ لوگوں کے ساتھ یہ بھی ایک مسلۂ ہوتا ہے اس کا حل یہ ہے کہ آپ جو بھی لکھنا چاہتے ہیں اس کی آؤٹ لائن لکھ لیا کریں یعنی پوائنٹس کی طرح اور پھر جب آپ لکھنا شروع کرتے ہیں تو خالی الذہنی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ایڈوکیٹ سعدیہ ہما: دوسرا سوال یہ ہے کہ آپ بچوں کے لئے جب لکھتے ہیں تو کیا خود کو ایک بچے کے

Downloaded from https://paksociety.com

روپ میں دیکھتے ہیں

عرفان رامے: ہاں یہ حقیقت کہ آپ کو ایک بچے کی ذہنی سطح پر سوچنا پڑتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ کبھی کبھی میں تحریر لکھ کر اپنے بیٹے کو سناتا ہوں تاکہ اس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا سکوں کیا واقعی تحریر بچوں کے معیار کے مطابق ہے؟

ایڈوکیٹ سعدیہ ہما: اور تیسرا سوال ہے کہ جھنگ کے رانجھا کی ہیر کی اصل تصویر آپ کے کون سے ناول میں نظر آتی ہے؟

عرفان رامے: سرگودھا والے جھنگ کی ہیر سے ناآشنا نہیں ہیں۔ آج کل لوک کہانیوں کے ایک پروجیکٹ پر کام کر رہا ہوں، جس میں ہیر رانجھا بھی شامل ہوں گے، انشاء اللہ۔

نسرین اختر: کیا آپ ایک مصنف کی حیثیت سے خود کو مطمئن سمجھتے ہیں؟

عرفان رامے:......الحمدللہ میں بہت مطمئن ہوں مجھے لگتا ہے کہ اس سے بہترین میں کچھ کر ہی نہیں سکتا۔

عبید انصاری ذیشان: سر سوال کچھ ایسا ہے کہ......محرر کسی نہ کسی بہانے سے اپنی نجی زندگی میں ہوئے حادثات کو اپنی تحریر میں لانے کی کوشش کرتا ہے، جیسے وہ اپنی ہی کہانی بیان کر رہا ہو......میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ کچھ محررین اپنی کامیابیوں کو ایسا سراہتے ہیں کہ جھوٹ و مبالغہ پر آجاتے......اور پھر ایک کامیاب شخص کی وہی کہانی دہراتے ہیں کہ میں پہلے غریب تھا، کسان تھا، فقیر تھا یا فلاں فلاں تھا پھر ایسا ہوا، ویسا ہوا اور میں کامیاب ہو گیا..........تو ایسے کامیاب ہوئے عجیب شخص کو کہ جس کا ماضی حقیقتاً اجالوں میں ہی ہوا ہے......آپ کی رائے میں کیا وہ ایسا کرنے میں حق بجانب ہے؟

عرفان رامے: نہیں وہ اس میں حق بجانب نہیں ہے لیکن زندگی میں آپ جتنا بھی لکھ لیں، مسائل محدود ہیں۔ کہانی حقیقت اور فسانہ یا فکشن کا مجموعہ ہوتی ہے، اس کو کامیاب بنانے کے لیے بہت سی باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے، بعض باتیں تو قاری کو دکھائی دیتی ہیں مگر بعض باتوں کا تعلق مصنف اور پبلشرز سے

Downloaded from https://paksociety.com

ھوتا ہے، مجموعی طور پر......اہم چیز یہ ہے کہ کہانی کا معیار کیا ہے؟ اور اگر معیار اچھا نہیں ھوگا تو وہ کبھی بھی اپنی جگہ نہیں بنا پائے گی۔

انا یہ فاطمہ: سر میرا سوال یہ ہے کہ حقیقی کہانی لکھنا آسان یا فکشن؟

عرفان رامے: دیکھیں کوئی بھی کام آسان نہیں ہوتا ہر اچھے کام کے لیئے محنت کرنی پڑتی ہے۔

ثنا عارف: سر میرا آپ سے سوال ہے کہ، ہر لکھاری ایک دوسرے کی تحریر کو پڑھتا اور اسے جانچتا ہے۔ تو اسی طرح آپ نے بھی کئی لکھاریوں کی تحریر کو پڑھا ہوگا تو ان میں سے وہ کون سا لکھاری ہے جس کا انداز بیاں آپکو بہت پسند ہوا اور آپ نے اسے اپنا آئیڈیل بنایا ہو؟ اور دوسرا یہ کہ اردو ادب کی کس category سے زیادہ لگاؤ ہے آپکو؟ اس category سے منسلک کون سا ایسا شاہکار ہے جسکو آپ بار بار پڑھنے کا سوچتے ہوں؟

عرفان رامے: ثنا میں نے ایک قاری اور پھر ایک ایڈیٹر کی حیثیت سے بھی بہت سے لوگوں کو پڑھا ہے اس میں غیر ملکی ادب بھی شامل ہے، بہت سی کتابیں پسند بھی ہیں مگر کبھی کسی کو آئیڈیل نہیں بنایا، مجھے ذاتی طور پر آئیڈیل ازم پسند نہیں،، دوسروں کو آئیڈیل بنا کر آپ اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں، اپنی صلاحیتوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں، اور کسی دوسرے کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ میں نثر لکھتا ہوں،، افسانہ نگاری اور ناول نگاری میری پسندیدہ اصناف ہیں، جو ناول میرا پسندیدہ رہا وہ "جنت کی تلاش ہے۔

عبید انصاری ذیشان: کچھ محررین بعض دوسروں کی تحریریں، اشعار، فقرے یا خوبصورت اقتباسات منتخب کر کے اپنے نام سے شائع کر دیتے ہیں۔ کچھ محررین کا کہنا ہے کہ اس طرح بڑوں کی تحریریں اور اقتباسات ابتدائی مرحلوں میں نقل کر کر کے......لکھنا سیکھا جاتا ہے......پھر انسان کو خود بخود یہ ملکہ مل جاتا ہے کہ وہ لکھنا شروع کر دے......اس ادبی سرقہ گری اور سارقین سے متعلق آپ کی رائے کیا ہے؟

Downloaded from https://paksociety.com

عرفان رامے: دیکھیں ڈیئر۔۔ کسی کی نقل کرنے سے انسان لکھاری نہیں بن جاتا، لکھنا ایک خداداد صلاحیت ہے اور جس میں بھی یہ صلاحیت ہے وہ لکھ رہا ہے......اور اگر یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت نہیں ہوئی تو آپ زندگی بھر مصنف نہیں بن سکتے۔ البتہ کسی کی تحریر کو بطور حوالہ استعمال کرنا ایک علیحدہ معاملہ ہے۔

ناہید کپور: آپ کی رائے میں ادب کو بین الاقوامی اور بین الصوبائی ہم آہنگی اور باہمی تعلقات کی بہتری کے لیے کیسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟

عرفان رامے: بلکل کیا جاسکتا ہے کیونکہ اچھا ادیب صرف محبتیں......تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے سے ہو، نفرتوں سے جنگ جاری رکھتا ہے، ناانصافی سے لڑتا ہے بادشاہ بھلا دیئے جاتے ہیں مگر ادیب اپنے لفظوں میں زندہ رہتا ہے۔

ناہید کپور: مگر یہ تو بتائیں کہ کیسے؟؟ کیا طریقے ہوں؟ کیا کیا جائے محبتوں کو بانٹنے کے لئے۔۔؟

عرفان رامے: مختلف ممالک کے ادب کو اپنی زبان میں ڈھال کر لوگوں تک پہنچانا چاہیئے تاکہ وہ اور دوسرے ممالک کے رسم ورواج سے آگاہ ہوں اور معاشرت سے واقف ہوں، اجنبیت دور ہو

عادل شاہ: کیا لازمی جو انسان اپنی زندگی میں ڈھیروں نشیب وفراز سے گزرا ہو بس وہی لکھاری بنتا ہے یا قدرتی طور پر بھی لوگوں میں افسانے کہانی ناولٹ وغیرہ لکھنے کا ہنر ہوتا ہے؟

عرفان رامے: حالات کسی کو بھی شاعر یا ادیب نہیں بناتے یہ خدائی تحفہ ہے، لیکن اگر کوئی باصلاحیت ہے تو اپنی تحریر کی اصلاح کرے اور اسے بہتر بنائے۔

ناہید کپور: آپ آنے والے وقت میں ادب کا عروج دیکھ رہے ہیں یا زوال؟

عرفان رامے: ادب کو کبھی بھی زوال نہیں، ہاں کبھی بے ادب لوگوں کے ہاتھ لگ جاتا ہے لیکن وقت کی گرد چھٹتے ہی پھر اپنی ڈیوٹی شروع کردیتا ہے یعنی آپ کے شعور کی تربیت۔

Downloaded from https://paksociety.com

ناہید کپور: کیا نئی نسل ادب کی ترقّی وترویج میں دلچسپی لیتی آ رہی ھے؟ ان کے باہمی تعلقات آپ کی نظر میں کس نہج پر؟

عرفان رامے: ناہید آپ خود ماہر تعلیم ہیں اور باخبر ہیں کہ ہمارے نظام تعلیم میں اردو کس قدر تیزی سے دم توڑ رہی ہے اگر اس سنگین صورتحال پر اہل اقتدار اور اہل دانش نے توجہ نہ دی تو ادب کی بات تو رہنے دیں اردو زبان خطرے میں دکھائی دے رہی ہے۔

ناہید کپور: جی بلکل درست کہا آپ نے مگر کوئی تجویز کوئی حل؟

عرفان رامے: میری ذاتی رائے ہے کہ گھر میں بچوں کے جرائد، یا ایک اردو اخبار لازمی ہو، والدین چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں لائیں اور بچوں کی مدد کریں تاکہ وہ سیکھ سکیں اور ایسا ہی تعلیمی اداروں میں بھی کیا جائے۔

فہمی فردوس: لکھنے کے لئے کسطرح کے موضوع پسند کرتے ہیں؟

عرفان رامے: کسی ایک تک محدود رہنے کی بجائے سب پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔

کہکشاں صابر: اسلام علیکم سر، میرا سوال یہ ہے کہ آپ جب بھی کچھ لکھنا شروع کرتے ہیں۔تو آپ کے ذہن میں ایک دلچسپ پلاٹ ہوتا ہوگا لیکن جیسے ہی وہ تحریر لکھنی شروع کی وہی پلاٹ بکھر کر کئی سوچوں میں بدل جاتا ہے اور ہزاروں چیزوں کرداروں کا اضافہ ہوتا ہے کیا۔۔۔؟ ایسے میں آپ کس طرح اپنی سوچ اور پلاٹ کو ایک جگہ یکجا کرتے ہیں؟

عرفان رامے: میں جو کہانی یا ناول لکھتا ہوں اس کا پلاٹ میرے ذہن میں ہوتا ہے۔ کہانی کے کردار مصنف کے غلام ہوتے ہیں، حکم عدولی نہیں کر سکتے بس مصنف کی ان پر گرفت مضبوط ہونی چاہئے۔

نبیلہ خان: نامور ادیب عموماً نئے آنے کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں کیا آپ نے بھی کبھی ایسا کیا؟

عرفان رامے: نہیں میں تنقید نہیں کرتا بلکہ اصلاح کو ضروری سمجھتا ہوں، بڑا ادیب ایک دن میں نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

بنتا، اسے بھی وقت لگتا ہے اور محنت کرنی پڑتی ہے۔۔

نبیلہ خان: کیا لکھاری اپنی قسمت خود بناتا ہے یا جو لکھا ہے اس پر انحصار کرتا ہے؟

عرفان رامے: قسمت پر انحصار کرنے سے پہلے انتھک محنت ضروری ہے اگر طالبعلم سارا سال کتاب نہ کھولے اور امتحان کے دن کہیں قسمت خراب ہے تو کامیابی کیسے ملے گی۔۔

انمول عائشہ صدیقی: سر لکھنے کے لئے سب سے زیادہ کس چیز پر دھیان دینا ضروری؟ الفاظ، کردار یا پلاٹ؟

عرفان رامے: تحریر کو انمول بنانے کے لیئے ان سب باتوں پر دھیان دینا ضروری ہے۔کھانے میں کوئی ایک چیز بھی کم یا زیادہ ہو جائے تو کھانا اچھا نہیں بنتا۔

عروشمہ خان: سر ماشااللہ آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں میرا سوال ہے کہ آپکو اتنی محبت خلوص دیکھ کہ کیسا لگا اور آپ کے خیال میں لکھاری کے لیے قاری کی کتنی قدر ہے اہمیت ہے؟

عرفان رامے: آپ سب کی محبتیں اور خلوص میرے لیئے کسی بیش قیمت خزانے کی طرح ہے۔کوئی بھی مصنف ہو وہ اپنے قاری کے بغیر کچھ نہیں۔ ہر شعبے میں آپ کو سٹار آپ کے پرستار ہی بناتے ہیں اور ان پرستاروں کے بغیر آپ کہاں کے سٹار۔آپ سب کو میرا عقیدت وخلوص سے لبریز سلام۔

فہمیدہ غوری: اچھے ادیب کو خود کتنا با ادب ہونا چاہیے؟

عرفان رامے: ادب تو نام ہے امن، خلوص، اور محبت کا، پھر ایک ادیب بے ادب کیسے ہو سکتا ہے

ام احمد حبیب: ایسی کوئی کہانی یا ناول جس کو لکھتے ہوئے آپ کی آنکھ نم ہوئی ہو اور آپ پریشان ہوئے ہوں؟

عرفان رامے: درد تو ہمارے اندر ہوتا ہے، لفظ تو صرف بہانہ بن جاتے ہیں۔۔۔

فہمیدہ غوری: انٹرنیٹ کی وجہ سے قاری کے کتاب پڑھنے کے رجحان میں کمی آئی ہے اس بارے میں آپ

Downloaded from https://paksociety.com

کی رائے جاننا چاہوں گی؟

عرفان رامے: کمی تو آئی ہے مگر اتنی بھی نہیں کہ کتاب کی اہمیت نہ رہے، انٹرنیٹ سے پہلے بھی لوگ کتاب پڑھنے سے بھاگتے تھے لیکن اگر آبادی کے تناسب سے دیکھا جائے تو لگ بھگ کتاب پڑھنے والے بھی بڑھے ہیں، بلکہ اب تو کتابیں زیادہ شائع کی جاتی ہیں اور اگر خریدار نہ ہوں تو پبلشرز چھاپیں گے کیوں؟

ریحانہ اعجاز: سر میرا آپ سے سوال ہے کہ آج کل اچھے ادب کا فقدان کیوں ہے؟ اور اچھے ادب کی پہچان کیا ہے؟

عرفان رامے: بھئی آپ سے کس نے کہہ دیا کہ ادب کا فقدان ہے، اگر ہم بک سیلرز کے پاس ایک چکر لگائیں تو احساس ہو گا کہ ہر مہینے کتنی نئی کتب آتی ہیں، اچھا ادب وہ ہی ہے جو اپنے قاری کی سوچ کو وسیع کرے، اسے اپنے مذہب اور وطن کے حوالے سے ذمے دار اور مخلص بنائے۔۔نفرت کی جگہ محبت کا درس دے۔

ریحانہ اعجاز: شکریہ، میرا کہنے کا مطلب یہی ہے کہ اچھے ادب یہی ہے کہ اچھے ادب کا فقدان ہے، جی آپ کی بات بلکل صحیح ہے کہ بے شمار کتابیں بک سٹال کی زینت بنتی ہیں۔۔۔آج کے دور میں شعراء بھی ہیں ادیب بھی ہیں کتابیں بھی لکھی جارہی ہیں لیکن تہذیب کم ہوتی جارہی ہے کیا ایسا اس لئے ہو رہا ہے کہ اچھے ادب کو پڑھنے والے کم ہو رہے ہیں، یا اس اچھے ادب کی جگہ انٹرنیٹ نے لے لی ہے؟

عرفان رامے: تہذیب اس لیئے اٹھ گئی ہے کہ عمل اٹھ گیا ہے سب عالم ہیں عمل کوئی نہیں کرتا، جو لوگ نیٹ پر موجود ہیں ان کے لئے کتاب پہلے بھی وجود نہیں رکھتی تھی اور آج بھی نہیں کیونکہ آن لائن کتب ہونے کے باوجود، مطالعہ ان کے مزاج میں نہیں ہے۔

ہما جاوید: اک Writer کو ادبی دنیا میں نام بنانے میں بہت وقت لگتا ہے کیا کبھی آپ کی حق تلفی یا آپ

Downloaded from https://paksociety.com

کی ترقی میں آپ کے ہم قلم ساتھیوں نے روڑے اٹکائے؟

عرفان رامے: آپ کی بات بلکل درست ہے لیکن ہر شعبہ میں نام بنانے کے لیئے انتھک محنت اور وقت درکار ہوتی ہے، میری امید اللہ تعالیٰ ہیں اس لئے نہ میں مایوس ہوتا ہوں نہ لوگوں سے امید لگاتا ہوں میرے دوست کبھی راستے کی دیوار نہیں بنے اور جو بنے وہ دوست نہیں۔

ریحانہ اعجاز: یہ بتائیں کہ آج کل ادب کے نام پر جو کچھ بھی تخلیق کیا جارہا ہے وہ ادبی تخلیقات کے معیار کو چھو رہا ہے؟ اور آپ اس ادب سے مطمئن ہیں؟

عرفان رامے: جی بہت سے لوگ لکھ رہے ہیں اور ہر موضوع پر، اس بھیڑ چال میں معیار ہی کامیابی ہے جو تحریر غیر معیاری ہوگی وہ اپنی موت آپ ہی مر جائے گی۔

گل ارباب: سر کوئی ایسا کردار جس میں آپ خود ہوں......بالکل آپ جیسا؟

عرفان رامے: عموماً مصنف اپنی کہانی کے کسی نہ کسی کردار میں موجود ہوتا ھے مگر وہ کردار مرکزی کردار ہو یہ ضروری نہیں۔۔

یاسمین نشاط: آج کل جو ادب تخلیق ہو رہا ہے کیا اس کی بناء پر ادیب کا کوئی مقام؟

عرفان رامے: فینس میں دو طرح کے لوگ ہیں وہ جو پیچھے چلاتے ہیں اور وہ جو پیچھے چلتے ہیں، اور مقام صرف ان کا جو لوگوں کو اپنے پیچھے چلاتے ہیں، تو جو ٹرینڈ سیٹر ہو گا مقام بھی اس کا۔

ہما جاوید: لفظوں سے کھیلنا اور پھر انہیں اپنی مرضی سے موڑ دے کے چھوڑ دینا جیسے کہانی کا اختتام، کبھی دل کیا کے اس کہانی کا کبھی End نہ ہو؟

عرفان رامے: دیکھیں، لکھنے والا اپنی طرف سے کچھ بھی لکھے، اگر تحریر میں دم نہیں، تو قاری اسے مسترد کر دے گا۔

عشا نور: کیا لکھنے والوں کی کہانیاں ان کی اپنی زندگی کی عکاسی بھی کرتی ہیں؟؟؟

Downloaded from https://paksociety.com

عرفان رامے: جی ایسا ہو بھی سکتا ہے لیکن اکثر تحریریں لکھنے والوں کی عکاس سوچ کی عکاس ضرور ہوتی ہیں۔

ام احمد حبیب: میرا سوال یہ ہے کہ ایک اچھے ادیب میں کیا خوبیاں ہونا چاہئے؟

عرفان رامے: کسی کوہ پیما کے لیئے سب سے ضروری کیا ہے کہ اس کے پاس سر کرنے کے لئے پہاڑ ہو تو یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے ایک اچھا ادیب وہ ہے جو سب سے پہلے اچھی کہانی کا پلاٹ بنا سکے، موضوع پر گرفت ہو، گرامر سے واقف ہو، الفاظ کا درست استعمال، قوت مشاہدہ تیز ہو اور سب سے بڑھ کر اسے لکھنے کا جنون ہو

عشانور: آپ نے اپنی تحریروں میں کونسے موضوعات یا مسائل مدنظر رکھے اور کون سا موضوع زیادہ اچھا لگا؟

عرفان رامے:

میں سوشل، جرائم، تاریخ، مسٹری، ایڈونچر، ہارر، سائنس،، مختلف، زبانیں، مذہب، غرضیکہ ہر دشت کی سیاحی کی، سب موضوعات پر لکھا،، مجھے تمام موضوعات پر لکھ کر اچھا لگا بس اپنے قلم پر اعتماد کرتا ہوں۔

ام احمد حبیب: کیا مصنف جو لکھتا ہے اس میں اس کی ذاتی زندگی کے بھی اثرات ہوتے ہیں؟

عرفان رامے: ایک اچھی تحریر لکھنے کے لیے اچھا مشاہدہ اور اس کا درست استعمال بہت اہمیت رکھتا ہے، آج کل جو تحریریں نظر آتی ہیں، اکثریت جذبات کی ترجمان ہیں، ادبی نہیں، آپ کا قاری خوابوں کی دنیا میں جا بستا ہے، ایسا ادب پڑھنے والوں کو حقیقت سے دور کر دیتا ہے اور یہ بات خواتین لکھاریوں میں زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ ان کا مشاہدہ مردوں کی نسبت محدود ہوتا ہے

ماریہ یاسر: میرا آپ سے سوال ہے، جو کہانی آپ نے اپنے ذہن میں بنائی ہوتی ہے وہی لکھتے ہیں یا پھر لکھتے وقت ردوبدل بھی کرتے ہیں......؟ آپکو کیا لکھنے میں مزہ آتا ہے تاریخی کہانیاں، رومانوی یا

Downloaded from https://paksociety.com

معاشرتی اور کس قسم کی کہانی لکھ کہانی لکھنے میں محنت زیادہ ہوتی ہے؟اور اپنا لکھا کونسل ناول آ پکو بہت پسند ہے؟ کیا ہر کہانی کا اینڈ کرنا ضروری ہوتا ہے؟ اور کہانی مکمل کرنے کے بعد کتنے فیصد مطمئن ہوتے ہیں؟ کبھی لکھتے لکھتے لفظ روٹھے بھی ہیں اگر ہاں تو ایسے وقت میں کیا کرتے ہیں؟

عرفان رامے: کہانی تو اپنے پلاٹ کے مطابق ہی لکھی جاتی ہے، آپ کے ذہن میں اپنا موضوع واضع ہونا چاہیے کہ آپ کیا لکھنا چاہتے ہیں۔۔ ہر اچھی تحریر پر محنت کی جاتی ہے مثلاً تاریخی موضوع پر لکھنے کے لیئے تحقیق کرنی پڑتی ہے، مجھے اپنا ناول "" خدا دور نہیں "بہت پسند ہے کیونکہ اس نے عرفان رامے کو مصنف بنایا، اور ادبی دنیا میں ایک مقام بھی دلایا۔لفظوں سے میری بہت دوستی ہے، وہ مجھ سے روٹھتے نہیں بلکہ میرے کام آتے ہیں۔

تو قارئین !اسی کے ساتھ ہم اپنے جھنگ کے رانجھے یعنی "عرفان رامے " کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنا قیمتی وقت دیا اور تمام سوالات کے بہت شفاف اور واضح جوابات دیئے......

ہم دعا گو ہیں کہ ہمارے رانجھے کی ہیر یعنی ،اردو ادب اور عرفان رامے ساتھ ساتھ رہیں......

(آمین)

جزاک اللہ خیر۔

☆......☆......☆

Downloaded from https://paksociety.com

نظم

بچپن میں سنی تھی زندگی کی کہانی
یاد ہے مجھے حرف حرف زبانی
نظر آتی نہیں مجھے اب وہ روانی
بدل گئے ہیں وہ کردار داستانی
اتنی بھی آسان نہیں یہ زندگانی
جتنی مجھ کو سنائی گئی تھی کہانی
بچپن میں سنی تھی زندگی کی کہانی
یاد ہے مجھے حرف حرف زبانی
خاردار راستوں پر چلنا ہے نادانی
چل پڑی ہے یہ خداحافظ زندگانی

شاعرہ: آمنہ نثار (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)

Downloaded from https://paksociety.com

غزل

اپنی ذات کی ہم نے خود ہی یوں نفی کر لی
اپنے واسطے ساجن ختم ہر خوشی کر لی

یہ شہر ہے پتھر کا، یا کہ ہم ہی ہیں پتھر
پتھروں کی دنیا میں، ہم نے زندگی کر لی

تھا پشیماں طوفاں بھی، ہم سے جیسے ٹکرا کر
ہم نے بڑھ کے طوفاں سے خود ہی دوستی کر لی

اب اثر نہیں کرتی موسموں کی یہ شدت
اچھے برے موسم کی عادی زندگی کر لی

اچھا یہ طریقہ ہے تیرے بندوں کا یا رب
جب بھی دل پریشاں ہو، تیری بندگی کر لی

زیست کا سفر تنہا نہ کٹے گا اب ساتھی
میں نے تیری چاہت کے نام زندگی کر لی

شاعرہ: نازیہ بتول رضا

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

غزل

ان کی محفل میں کھڑے اقرار، 'الف' مانیں گے
ہر سبق شوق سے مثل حلف مانیں گے
'میم'، منعم کی محبت کا یہ مول ہوا
ان کے کہنے پہ دنیا بھی تلف مانیں گے
'عین' کے عجز میں 'شین' شرط رکھتا ہے
'قاف' میں قتل ہوئے، قاصد کو خلف مانیں گے
درد رگ و جاں میں اترا تو رل جائے گی
کہہ کے دیوانہ سب لوگ سلف مانیں گے
اب کے سنجوک پہ ٹوٹے گی روایت 'ماری'
سبھی 'میم' کا ماتھے پہ لکھا 'الف' مانیں گے

شاعرہ: ماریہ بتول

Downloaded from https://paksociety.com

غزل

چل دیتے ہو کیوں، دل ہمارا توڑ کر

مانی ہر بات اپنی، دل ہمارا توڑ کر

کہا نہیں تھا ایک ہو کر رہیں گے ہم تم

کہاں چلتے ہو ساتھ، دل ہمارا توڑ کر

تیرے بن شب و روز کی کیسے ہے خبر

پروتے ہو پیار کی مالا، دل ہمارا توڑ کر

ایک وہ شخص جو برسوں سے تھا ہمارا

مورت بناتے ہو اس کی، دل ہمارا توڑ کر

اک نظر گوارہ نہیں تجھے یوں دیکھنا میرا

ملتے ہو کسی سے یوں، دل ہمارا توڑ کر

شاعرہ: عنبرین اختر

Downloaded from https://paksociety.com

نظم

اِک روز جو بیٹھی تھی
میں خامشی سے آنگن میں
گر کوئی پرندہ چہچہاتا
یا پھر کوئی پتا سرسراتا
مجھے ہر آہٹ میں۔۔۔
یوں لگتا کہ ہر طرف تم ہو
ہاں میرے تصور میں تم ہو۔۔۔
اُس روز میرے آنگن میں
ہونے لگی جو بوندا باندی
اُس ہلکی ہلکی بارش کے
اُن میٹھے میٹھے قطروں میں
یوں لگتا کہ ہر طرف تم ہو
ہاں میرے تصور میں تم ہو۔۔۔
پھر قوسِ قزاح جو نکلی
اُس کے سب رنگوں میں
ہر رنگ تمہارا شامل تھا
یوں لگتا کہ ہر رنگ میں تم ہو
ہاں میرے تصور میں تم ہو
ہاں میرے تصور میں تم ہو

شاعرہ: سارہ شبیر (س ش)

Downloaded from https://paksociety.com

﴿غزل﴾

حد سے کبھی آگے وہ گزرنے نہیں دیتے
لیکر ہمیں بانہوں میں سنبھلنے نہیں دیتے

چلتی ہیں مسلسل یہاں نفرت کی ہوائیں
ہم جلتا دیا پیار کا بجھنے نہیں دیتے

ہوتے ہیں بہت وار ترے سمت سے جاناں
آنکھوں سے مگر اشک ٹپکنے نہیں دیتے

اجڑا ہوں کئی بار بسانے میں جنہیں یوں
ہے ان کی عنایت مجھے بسنے نہیں دیتے

انسان نہیں ان کو میں شیطان کہوں گا
آپس میں یہاں دل کو جو ملنے نہیں دیتے

تسلیم میسر مجھے بانہیں کہاں ان کی
قدموں سے بھی اپنے وہ لپٹنے نہیں دیتے

عادل تسلیم

﴿غزل﴾

عجب ہیں کھیل قدرت کے مکمل کچھ نہیں ملتا
کھلونے دسترس میں ہیں مگر بچپن نہیں ملتا
کوئی بھیگی ہوئی سی شام، بارش اور تنہائی
سبھی کچھ تو میسر ہے کوئی ہمدم نہیں ملتا
غریبی کی کہانی میں کہاں تکمیل ممکن ہے
جو چادر پاس ہو تو ڈھانپنے کو سر نہیں ملتا
جو بیٹی شب کی چادر اوڑھ کر گھر سے نکل جائے
مکاں مل بھی اسے جائے پھر اس کو گھر نہیں ملتا
وہ اپنی چاہ سے آ کر قفس میں بیٹھ جاتا ہے
جسے زنداں سے الفت ہو اسے روزن نہیں ملتا
شاعرہ: رابعہ ثناء (لاہور)

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ کا ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety
پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1
پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

http://paksociety.com

Downloaded from https://paksociety.com

غزل

جہاں ایک شخص کی قربت ملی ہے
وہیں چاہت وہیں الفت ملی ہے
تکلم ان کی فطرت کا تقاضا
ہمیں تو کم گوئی کی عادت ملی ہے
رخ روشن پر گیسو منتشر تھے
کہ جیسے سحر کو شب کی سنگت ملی ہے......

تحریر: فری ناز خان (کراچی)

نظم

نہ سنائی دی میری دہائی
تم سے دیوار کا کان اچھا
مسکرا کر ملے نہ وہ مجھ سے
آشنا سے میں انجان اچھا
خار ہی کھلتے ہوں جس کے گھر میں
اس سے بنجر گلستان اچھا
ان دکھاوے کے پتلوں سے واللہ
اک برا، بد، میں انسان اچھا
کام نہ آئے جو دوسروں کے
ایسے لوگوں سے حیوان اچھا ہے

شاعرہ: رخسار رشید کشمیری (آسٹریلیا)

نظم: دسترس

مراسم کچھ ایسے ٹوٹے کہ اسکی گلی سے پھر
نظریں اٹھا کے چلنا بھی گویا محال تھا

ایسا نہیں تھا یارو کہ ہم ڈگمگا گئے تھے
سر راہ اس سے نظریں ملانا وبال تھا

کسی عہد کے بھرم میں میری آنکھ جو جھکی
انھیں یہ غلط فہمی کے ان کا جلال تھا

سر بزم آ کے وہ بھی میرا حال پوچھتے ہیں
کل تک نہ اپنا کوئی پرسان حال تھا

یہ تلاش پاسداری کسی کام کی نہیں ہے
ہم ہی عہد تھے نبھاتے وہ ہمارا کمال تھا

مجھے چھوڑ کے وہ بولا بڑی بھول ہو گئی
میں بولی بھول نہیں وہ تمہارا زوال تھا

میری دسترس ہو تم تک کوئی راستہ بتاؤ
کہا قصہ ہے دیرینہ جب تعلق بحال تھا

شاعرہ: ماریہ بتول

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

نظم: اچھا لگتا ہے

بادل کے سنگ پروائی بن کر اڑ جانا
اچھا لگتا ہے
ہر اک موسم پیارا
مجھ کو اچھا لگتا ہے
کسی کی آنکھ سے بہتے آنسو
صاف کرنا اچھا لگتا ہے
چھوٹی لڑکی کے خوابوں کے کچے رنگوں کو بکھرا بکھرا دیکھوں تو
سارے رنگ سنہرے اکٹھا کرنا اچھا لگتا ہے
غم کے ساگر میں ڈوبے نادار اور بے بس لوگوں کو
دلاسہ دینا اچھا لگتا ہے
فکروں اور اندیشوں کو بھلا کر
دل سے جینا اچھا لگتا ہے
غم کی ہلکی سی بھی اک لہر کو
سمندر میں ڈبونا اچھا لگتا ہے
روتے لوگوں کی بجھتی آنکھوں میں
ہنسی تلاش کرنا اچھا لگتا ہے
ہر چہرے اور دل کے اندر خوشیاں بھرنا
اچھا لگتا ہے
غم سے بکھرے لوگوں کی اداس آنکھوں میں
زندگی تلاش کرنا اچھا لگتا ہے
دکھ کے انجانے رستوں سے بچ کر
جیون کا ہر سکھ اچھا لگتا ہے
اندھیارے میں جگنو کے پیچھے جانا اچھا لگتا ہے
پھولوں کی خوشبو دامن میں بھر لینا
کانٹوں سے بچنا مجھ کو اچھا لگتا ہے
آدھی رات کے چاند سے باتیں کرنا
تارے گنتے رہنا مجھ کو اچھا لگتا ہے
مایوسی سے دامن چھڑا کر
امیدیں بانٹنا اچھا لگتا ہے
دامن میں پاکیزگی بھر کر
محبت کرنا اچھا لگتا ہے
ناراض کر کے خود ہی مجھ کو
انکو منانا اچھا لگتا ہے
تاریکی کو مات دینے کی خاطر
تاروں کی محفل سجانا اچھا لگتا ہے
غم کی بکھری بکھری نگری میں
خوشیوں کے پھول کھلانا اچھا لگتا ہے
اس دور کے انساں کو
خود سے ملانا اچھا لگتا ہے
شاعرہ: ہاجرہ عمران خان

Downloaded from https://paksociety.com